12 ریال

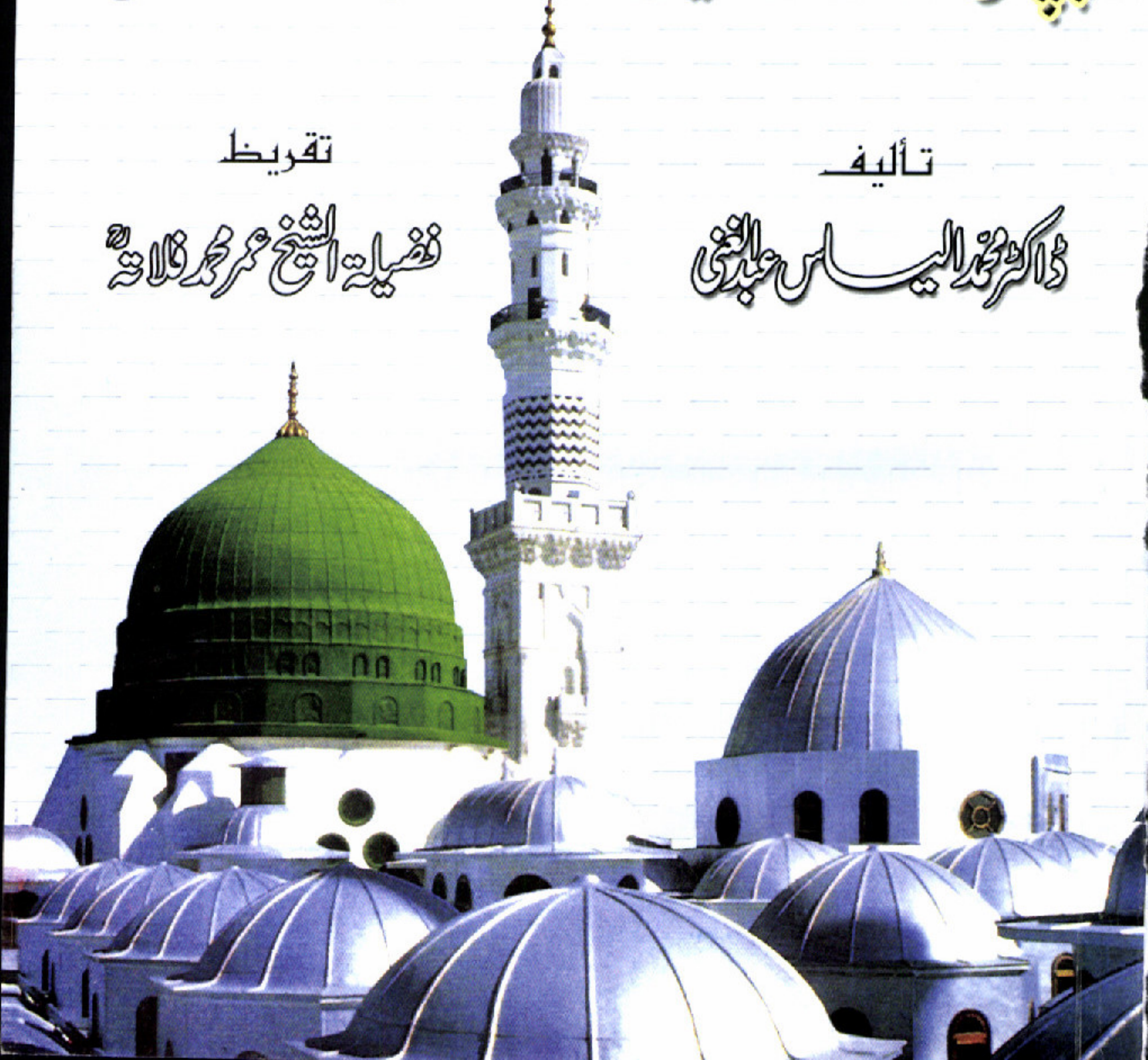
مسجد نبوی شریف کے پاس

صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات

پچاس مکانات، سقیفہ بنو ساعدہ، جنازگاہ اور بقیع

تألیف
ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی

تقریظ
فضیلۃ الشیخ عمر محمد فلاتہ رحمہ اللہ



مسجد نبوی شریف کے پاس

صحابہؓ کے مکانات

پچاس مکانات، سقیفہ بنو ساعدہ، جنازگاہ اور بقیع

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الله وملائكته يصلون على النبي

يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم

إنك حميد مجيد

اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد

كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم

إنك حميد مجيد

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر
عبدالغني ، محمد إلياس
بيوت الصحابة رضي الله عنهم حول المسجد النبوي الشريف.- المدينة المنورة.
١٥٢ ص ، ٢٤سم
ردمك : ١-٣٨٨-٣٨-٩٩٦٠
(النص باللغة الأردية)
١- المدينة المنورة-آثار أ- العنوان
ديوي: ٩١٥,٣١٢٢٠٣ ٢١/٢٨٨٤

مطابع الرشيد
المدينة المنورة
☎ ٨٣٦٨٣٨١ - ٨٣٧٠٧٧٨

دوسرا ایڈیشن : ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء

☆ ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی ص.ب: 447 - مدینہ منورہ K.S.A.
فون: (04)8389047 موبائل: 052506454 ای میل: ilyas_faisal@yahoo.com
☆ E-16 ڈیفنس سوسائٹی، لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسجد نبوی شریف کے پاس

صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات

پچاس مکانات، سقیفہ بنو ساعدہ، جنازگاہ اور بقیع

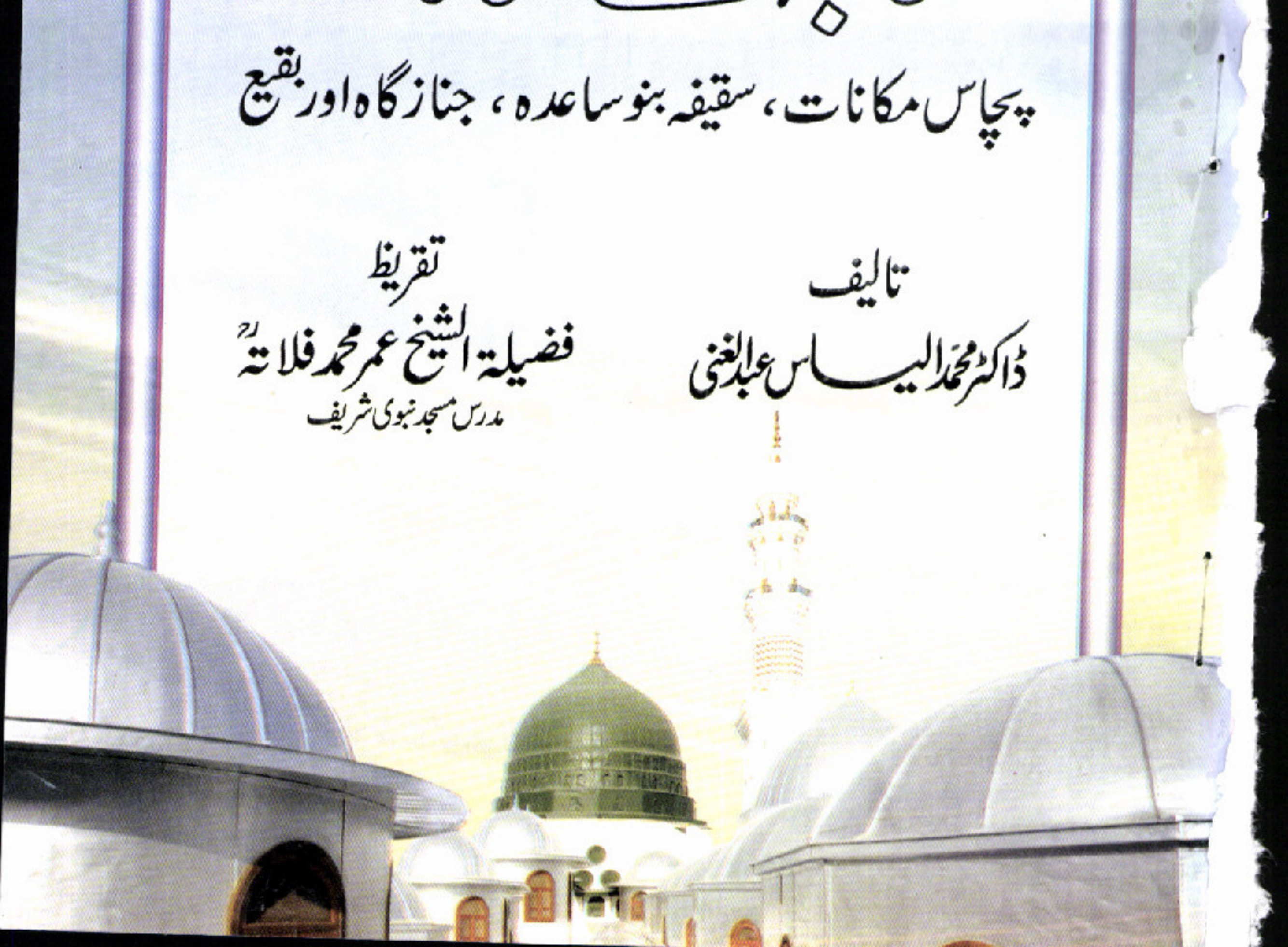
تالیف

ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی

تقریظ

فضیلۃ الشیخ عمر محمد فلاتہؒ

مدرس مسجد نبوی شریف



حرف آغاز

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو رسول اللہ ﷺ کی ذات سے جو والہانہ عقیدت و محبت تھی وہ بیان سے باہر ہے، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ بلکہ خود اپنی جان بھی صحابہ کو اتنی پیاری نہ تھی جتنی کہ آنحضور ﷺ کی جان، آپ کی ذات اور آپ کی ایک ایک ادا ان کو محبوب تھی، ہر وقت پروانوں کی طرح حضور ﷺ کے ارد گرد حلقہ بنائے رہتے تاکہ ہر عمل میں آپ کی اقتداء کریں اور اسلام کی وہ تعلیمات حاصل کریں جو دنیا و آخرت دونوں جہان کی صلاح و فلاح کی ضامن ہیں۔

جب آنحضور ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری ہوئی تو صحابہ بھی اپنا گھر بار چھوڑ کر صرف اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے چاروں طرف سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے لگے، جس کا مدینہ میں کوئی عزیز یا شناسا ہوتا وہ اسی کے یہاں اترتا، مگر جس کا کسی سے تعارف نہ ہوتا وہ مسجد نبوی میں حضور ﷺ کا مہمان ہوتا۔

ضیائے حق سے رشکِ طور سینا بن گیا یثرب
نبیؐ کا آستاں بن کر مدینہ بن گیا یثرب
(حفیظ)

اگر ایک طرف اسلام کی خاطر مہاجرین نے اپنے مال اور جائداد کو قربان کیا، اپنے وطن اور اپنے عزیزوں کو خیرباد کہا، تو دوسری طرف انصار صحابہ نے اپنے مہاجر بھائیوں کا مادی و اخلاقی وسائل کے ذریعہ تعاون کر کے اسلام کو زبردست قوت پہنچائی، مسجد نبوی کے ارد گرد بعض انصار صحابہؓ کی جائدادیں تھیں ان لوگوں نے اپنی جائدادوں کا نذرانہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تاکہ حضورؐ مہاجرین میں تقسیم فرما کر ان کی رہائشی مشکلات حل فرمائیں۔

یوں مہاجرین و انصار صحابہؓ نے مل کر ہجرت و نصرت اور ایثار قربانی کے ذریعہ اسلامی بھائی چارہ اور مشترکہ کفالت کا ایسا قابل تقلید نمونہ پیش کر دیا کہ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

تھے انصار و مہاجر اک نمونہ شان وحدت کا
کہ اس تسبیح میں تھا رشتۂ محکم اُخوت کا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں متعدد جگہوں پر ان صحابہؓ کی تعریف کی ہے۔ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے :

للفقراء المهاجرين الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلامن الله ورضوانا و ينصرون الله ورسوله أولئك هم الصادقون والذين تبوء وا الداروالإيمان من قبلهم يحبون من هاجر إليهم ولا يجدون فى صدورهم حاجة مما أوتوا ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون ❶

ترجمہ : اور ان حاجت مند مہاجرین کا بالخصوص حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے جدا کر دیئے گئے ،وہ اللہ تعالیٰ کے فضل یعنی جنت اور رضامندی کے طالب ہیں، اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دین کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں، اور ان لوگوں کا بھی یہی حق ہے جو دارالاسلام یعنی مدینہ میں ان مہاجرین کے آنے کے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں، جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے ،اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو۔

جب انصار صحابہؓ نے مسجد نبوی کے آس پاس اپنے مکانات اور اپنی زمینوں کو خالی کر کے سرکار رسالت مآب ﷺ کے اختیار میں دیدیا تو سرکار نے بنوزھرہ قبیلہ کو شمالی جانب مسجد کے کونے پر ایک قطعہ اراضی عطاء کی اسی زمین پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف زہریؓ نے اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا، حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو بھی اسی جانب جگہ ملی، یہیں عبداللہ بن مسعودؓ نے وہ مکان بنایا جو "دار القراء" کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کو بھی ایک ایک قطعہ ملا، الغرض حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت خالد بن ولید، حضرت مقداد بن عمرو و دیگر مہاجر صحابہ رضی اللہ عنہم کے جو مکانات مسجد نبویؐ کے اردگرد تھے وہ سب انصار کی ان زمینوں پر تھے، جن کو انہوں نے صحابہؓ کے لئے وقف کیا تھا۔

❶ سورۃ الحشر، آیت : ۸،۹

اس کار خیر میں سب سے پہلے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے سبقت کی، اور اپنے مکانات اور اپنی زمینوں کو خالی کر کے آنحضور ﷺ کو ھبہ کیا، ان کے بعد دیگر صحابہ نے بھی اس کار خیر میں جی کھول کر حصہ لیا، چنانچہ مسجد نبوی کے آس پاس چاروں طرف مہاجر صحابہ کی نئی آبادی کچھ اس طرح قائم ہوئی کہ مسجد نبوی بیچ میں آگئی، جس طرح کنگن کے اندر کلائی اور پروانوں کے جھرمٹ میں شمع، بس اسی طرح صحابہ کے مکانات نے آنحضور ﷺ کی مسجد اور آپؐ کے حجرات کو حلقہ بنا کر اپنی آغوش میں لے رکھا تھا، یہی صحابہ کا مزاج تھا، خواہ تعلیم کا حلقہ ہو یا جنگ کا میدان، ہر جگہ صحابہ نے حلقہ بگوش ہونا سیکھا تھا، دیکھنے والوں نے جنگ احد میں دیکھا جب تیروں کی موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، انہی صحابہ نے سرکار رسالتمآب ﷺ کو حلقہ بنا کر اپنی حفاظت میں لے لیا تھا، اور کافروں کے تیروں کو اپنے سینوں اور ہاتھوں پر روک کر اپنے آقاؐ کی حفاظت کی، نہ جانے کتنے سینے چھلنی ہوئے اور کتنے ہاتھ کٹ کٹ کر گر گئے تاہم مجال کیا کہ کسی کے پائے ثبات میں ذرا بھی تزلزل آئے۔

حضور اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کے شمال میں ایک سایہ دار چبوترہ بنوایا تھا۔ جو تاریخ میں "صفہ" کے نام سے مشہور ہوا، یہ صفہ بھی صحابہ کرامؓ کا مسکن تھا، جن کے پاس اہل وعیال نہ ہوتے وہ اولاً یہیں مقیم ہوتے، پھر جب شادی کر لیتے تو کسی مکان میں منتقل ہو جاتے، اسی لئے ان کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی، پرانے نکلتے، نئے ان کی جگہ لیتے، عام حالات میں ان کی تعداد ستر کے قریب ہوتی تھی۔ بال بچوں کے جھمیلوں سے آزاد اور حضور ﷺ کے قریب رہنے کی وجہ سے حضورؐ کی مجلس میں بیٹھنے اور اسلام سیکھنے کا موقعہ ان حضرات کو جتنا حاصل تھا وہ کسی اور کو نہ تھا۔

آج امت میں جن کو اپنے ان اسلاف اور بزرگوں سے کچھ محبت و عقیدت ہے ان کی آرزو اور خواہش ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کی اسلامی یادگاروں کی تفصیلات سے واقف ہوں جو ہمارا قیمتی اسلامی سرمایہ ہیں، تاکہ توفیق کی یاوری سے جب مدینہ طیبہ کی زیارت نصیب ہو تو ان مقامات پر کھڑے ہو کر اپنے آقاؤں کی تواضع اور انکی سادگی سے عبرت حاصل کریں۔

اسی لئے میں نے اس موضوع کو اختیار کیا ہے، اور عربی میں اس موضوع پر کل تین کتابیں احقر کی اب تک تیار ہو چکی ہیں :

۱. تاریخ المسجد النبوی الشریف

۲. بیوت الصحابة ﷺ حول المسجد النبوی الشریف

۳. المساجد الاثریه فی المدینة النبویة

"بیوت الصحابہؓ" (جو آپ کے ہاتھوں میں ہے) میں مسجد نبوی کے آس پاس ازواج مطہرات اور صحابہ کرامؓ کے جو مکانات تھے، ان کے، نیز صفہ اور جنۃ البقیع کے تفصیلی احوال پیش کیے گئے ہیں، نیز سقیفہ بنو ساعدہ اور جنازہ گاہ کے حالات اور ان کے تاریخی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

اولاً ازواج مطہرات کے حجروں کی جائے وقوع، ان کا رقبہ اور جو حجرہ آنحضور ﷺ کی جس زوجہ کی طرف منسوب تھا ان کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔

اس کے بعد صفہ، صفہ کا محل وقوع، اہل صفہ کی تعداد، ان کے فقر و فاقہ، صبر و توکل اور ان کی سرگرمیوں کے علاوہ اس وقت کی مشترکہ کفالت اور اجتماعی ذمہ داری کی ادائیگی کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

اس کے بعد پہلی اور دوسری صدی میں مسجد نبوی کے جو بیس دروازے تھے، اختصار کے ساتھ ان کی جائے وقوع متعین کی گئی ہے تاکہ مکانات کے تعین میں آسانی ہو۔

پھر مسجد نبوی کے اردگرد صحابہ کرامؓ کے جو مکانات واقع تھے ان کے احوال تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں، جنوبی جانب جو مکانات تھے پہلے ان کے بارے میں گفتگو کی گئی، پھر ترتیب وار مشرقی شمالی اور مغربی جانب کے مکانات کو گفتگو کا موضوع بنایا گیا ہے۔

ان کے علاوہ جنازہ گاہ، جنت البقیع اور حضرت فاطمہؓ کی جائے قبر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

گوکہ اس وقت ان مقامات کے آثار و نشانات اکثر مٹ چکے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے بارے میں تفصیلی معلومات کا ملنا دشوار ہے، اور مورخین کی نئی پرانی کتابوں میں بھی جو کچھ ہے وہ سب اشارے اور قرینے ہیں، تاہم انہی اشاروں کی مدد سے ان مقامات کے تخمینی محل وقوع کو متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ضمناً ان مکانات کا بھی تذکرہ آگیا جو بعد کے لوگوں کے ناموں سے مشہور ہوئے، اس لئے

کہ ان کو ذکر کئے بغیر ان سے متصل جن صحابہؓ کے مکانات تھے ان کی تعیین ممکن نہ تھی، اسی طرح ضمناً بعض ان گلی کوچوں کا بھی تذکرہ آگیا ہے جن کی ان مکانات کی تحدید و تعیین میں کچھ اہمیت وضرورت تھی، مزید وضاحت کے لئے ان مکانات کے تخمینی نقشے بھی پیش کر دیئے گئے ہیں۔

ہر مکان کا تذکرہ شروع کرنے سے پہلے صاحب مکان کا مختصر تعارف بھی کرا لیا گیا ہے کیوں کہ مکین ہی کے مقام و مرتبہ سے مکان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

سرکار رسالت مآب ﷺ نے مہاجر صحابہؓ کی آباد کاری کا جو منصوبہ بنایا تھا، ان شاء اللہ یہ کتاب اس کے خدوخال کی وضاحت میں معاون ثابت ہوگی، اس کے علاوہ جن آیات کریمہ اور احادیث شریفہ کا ان مکانات سے کچھ تعلق ہے ان کے سمجھنے میں بھی یہ کتاب معاون ہوگی۔

اس کی تالیف میں تفسیر، حدیث، تاریخ و دیگر علوم کی جدید و قدیم کتابوں سے احقر نے بھرپور استفادہ کیا ہے، تاہم یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکانات کے تمام تاریخی پہلوؤں کا احاطہ کر لیا گیا ہے، کیوں کہ گفتگو کا مرکز صرف اہم اہم گوشوں کو بنایا گیا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کام میں کسی بھی درجہ میں میرا تعاون فرمایا، اپنی دعاؤں، رہنمائیوں اور حوصلہ افزائیوں کے ذریعہ مجھے توانائی بخشی، خصوصاً اِس کتاب کے مترجم مولانا رضوان الرحمٰن قاسمی، اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

آخر میں اللہ ذوالجلال کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں جس نے مجھے اس مبارک کام کی توفیق بخشی، اگر حق کی تلاش میں مجھے حق تک رسائی نصیب ہوئی ہے تو یہ اللہ کا فضل و احسان ہے، اور خدانخواستہ اگر کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو وہ میری کوتاہی اور کم مائیگی کا نتیجہ ہے۔

اور میں رب رحمٰن سے دعا کرتا ہوں کہ میری اس کاوش فکر کو قبول فرما کر لوگوں کے لئے نفع بخش اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله واصحابه ومن تبعهم إلىٰ يوم الدين

محمد الیاس عبد الغنی

ص ب 447 مدینہ منورہ

عرض حال

مدینہ منورہ اسلام کا قلعہ اور اہل اسلام کے لئے روئے زمین کا مقدس خطہ ہے اس خطہ سے پوری دنیامیں پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے ایمانی جذبات وابستہ ہیں۔

ایک مضطرب و بے قرار عاشق رسولؐ جب "مدینہ منور" میں قدم رکھتاہے تو عقیدت واحترام کے جذبات سے سرشار دل کے ساتھ سیدھا اپنے محبوب آقا ﷺ کی مسجد میں حاضر ہوتا ہے اور نماز ادا کر کے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کرتاہے۔

جب وہاں اس کے دل کو کچھ تسکین ہوتی ہے تو آقاؐ کے دونوں وزیروں کے حضور باریاب ہو کر سلام عقیدت پیش کرتاہے۔ پھر جنت البقیع پہنچ کر سلام عرض کر کے اہل بقیع کیلئے دعا کرتاہے۔ جہاں امہات المؤمنین سمیت دس ہزار صحابہ کرام ؓ اور بہت سے صالحینؒ کی جماعت آرام فرماہے۔

عموماً زائر کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کوئی پرانا جاننے والا شخص ملے، جو اس کی رہبری کرے، اسے انگلی رکھ رکھ کر آقاؐ اور ان کے صحابہؓ سے وابستہ تاریخی مقامات کی نشاندہی کرے۔ تاکہ وہ اپنی محبت و عقیدت کے اس درد کو تسکین دے سکے، جو مدتوں سے اس کے قلب و جگر میں چھپاہواہے۔

جسے محبت کا درد کہتے ہیں، مایۂ زندگی ہے مجھ کو
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا چھپا کر

محترم مولانا محمد الیاس صاحب مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، جنہوں نے زائر مدینہ کے اس درد و کرب کو محسوس کیا۔

سب سے پہلے انہوں نے مسجد نبوی کی تاریخ کا گہرائی سے مطالعہ کیا۔ اور زمانہ تاسیس سے لے کر اب تک کی مکمل تاریخ مرتب کر ڈالی، اس کے بعد مسجد نبوی کے آس پاس آقائے دو جہاں ﷺ کے جاں نثاروں کی جو آبادی تھی اس کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا اور بڑی دقیقہ رسی کے

ساتھ ایک ایک مکان کے محل وقوع کی تعیین کی، مسجد نبوی کے پاس صدیق اکبرؓ کے کتنے مکانات تھے؟ کون سا مکان کہاں تھا؟ کتنی دوری پر تھا؟ ازواج مطہرات کے مکانات مسجد کی کس سمت میں تھے؟ ان کا طول وعرض اور ان کا حلیہ کیا تھا؟ اسی طرز پر مولانا موصوف نے پچاس سے زائد مکانات کے محل وقوع کی تحقیق کی ہے، کتاب دیکھنے سے مؤلف کی عرق ریزی وجگر کاوی کا اندازہ ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک اور کڑی مدینہ طیبہ کی تاریخی مساجد ہیں، جن کو مولانا نے اپنی تیسری کتاب کا موضوع بنایا ہے، اور پینتیس قدیم مسجدوں کو دریافت کر کے ان کی چودہ سو سالہ تاریخ مرتب کر دی ہے۔

بالترتیب تینوں کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ المسجد النبوي الشریف

۲۔ بیوت الصحابةؓ حول المسجد النبوي الشریف

۳۔ المساجد الأثریة فی المدینة النبویة

مولانا نے مدینہ منورہ کے قدیم آثار کی کھوج اور ان کی عہد بعہد تاریخ جمع کرنے کا جو کام کیا ہے اس سے قرآن کریم کی آیات، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور صحابہ وتابعین کے ان آثار واقوال کو سمجھنے میں کافی مدد ملے گی جو کسی حیثیت سے مدینہ طیبہ کے ان مقامات مقدسہ سے وابستہ ہیں۔ نیز زائر مدینہ کے لئے یہ کتابیں گائیڈ اور رہبر کا کام بھی کریں گی، جس کی اسے مدینہ پہنچ کر سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

جس وقت مولانا اپنی ان تحقیقات کو جمع کر رہے تھے اسی دوران مولانا کو شدت سے یہ احساس ہوا کہ اردو داں طبقہ کے لئے ان تحقیقات کو اردو زبان میں بھی پیش کیا جانا چاہیے تاکہ ان کا نفع صرف عربی طبقہ تک محدود نہ رہے، اسی لئے مولانا نے اپنی کتابوں کے مقدموں میں قارئین سے اس کا وعدہ بھی کر لیا۔

ان کی پہلی کتاب تاریخ المسجد النبوی الشریف کا ترجمہ پاکستان میں مولانا سید محمد طیب ہمدانیؒ

کر رہے تھے کہ دوسری کتاب حیوۃ الصحابہؓ... کے ترجمہ کیلئے میرا نام تجویز ہوا جسے اللہ کا نام لیکر کام شروع کیا۔ الحمد للہ کہ اس نے تکمیل کی توفیق سے نوازا۔

اب جو کچھ اور جیسا کچھ ناچیز سے بن پڑا ہے وہ مقدمے میں مؤلف کتاب کی طرف سے کیے گئے وعدے کی تکمیل کی ایک کوشش ہے۔

جن اہل علم حضرات کو "حیوۃ الصحابہؓ... عربی ایڈیشن کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہے ان سے گزارش ہے کہ یہاں ایک ایک لفظ کا ترجمہ تلاش نہ کریں، اس لئے کہ الفاظ کی قید وبند میں گرفتار رہنے سے زیادہ ضروری مصنف کے مقصود و منشا کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ عبارت کی شگفتگی، روانی اور اس کا عام فہم ہونا ہے، اور یہ چیز الفاظ کے گرد گھومنے میں کماحقہ نہیں ملتی، اسی لیے کتاب کے مفہوم و مضمون کو اردو زبان میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، بلکہ جن جگہوں پر حذف یا اضافہ کی ضرورت محسوس ہوئی کر دیا گیا ہے، جس سے مضامین کی افادیت میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

انشاء اللہ یہ کتاب اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کرنے والے اور حرم نبویؐ کی زیارت کو جانے والے اردوداں حضرات کے لئے یکساں مفید ثابت ہوگی۔

آخر میں رب کریم کے حضور دعا ہے کہ :الٰہ العالمین! جب آپ نے اپنے محبوبؐ اور ان کے محبوب صحابہؓ تیئں ہمارے دلوں کو خلوص و محبت سے معمور کر کے ہم پر احسان کیا ہے، اور آپ جانتے ہیں کہ یہ محبت صرف اور صرف آپ کیلئے ہے، اس میں کوئی کھوٹ نہیں، اور یہ کتاب اسی سچی عقیدت کا مظہر ہے تو اس حقیر نذرانۂ عقیدت کو شرف قبولیت سے نواز کر ہم پر مزید احسان فرما، اور اسے خاتم الانبیاء ﷺ کی امت کیلئے نفع بخش بنا، اور ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت وذریعہ نجات بنا۔ آمین ۔ وصلى الله وسلم على نبينا محمد و على آله وأصحابه و من تبعهم إلى يوم الدين۔

رضوان الرحمٰن القاسمی (مترجم)

جامعہ اسلامیہ۔ بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از : فضیلۃ الشیخ عمر محمد محمد بکر فلاتہ / مدرس مسجد نبوی مدینہ طیبہ

الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم و بارك علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیراً، وبعد!

جناب محمد الیاس بن عبدالغنی ایک شریف نوجوان، بااخلاق وباکمال انسان، ایک محقق عالم اور عربی زبان کے ادیب ہیں، میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے برکت اور توفیق کی دعا کرتا ہوں۔

۱۴۱۶ھ کے اواخر میں انہوں نے مجھے اپنی تالیف کردہ کتاب "تاریخ المسجد النبوی الشریف" پیش کرتے ہوئے کہا: میرے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ میں سید المرسلین ﷺ کی مسجد کی تاریخ کے موضوع پر تالیف کردہ اپنی یہ حقیر کاوش آپ کی خدمت میں پیش کروں، میں نے اس کتاب کو آسان اور واضح بنانے میں اپنی پوری توانائی صرف کی ہے، نیز اس کے مندرجات کی تائید و توثیق کے لئے معتبر مراجع کی ایک بڑی تعداد کو کھنگال ڈالا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ اسے ملاحظہ فرما کر اپنی رائے عالی سے مستفید فرمائیں۔ اگر کوئی چیز قابل گرفت نظر آئے تو اس سے بھی مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ اڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

میرا خیال ہے کہ یہ کوئی پہلا موقعہ تھا جب میں اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا اور خود اسی سے اس کا تعارف حاصل کر رہا تھا، واقعی اس شخص کے اخلاق، اس کی زبان دانی اور گفتگو کے طور طریق نے مجھے گرویدہ بنالیا۔

مذکورہ بالا کتاب کی نہ صرف یہ کہ پہلے سے مجھے اطلاع تھی بلکہ میں اس کا مطالعہ کر کے اس سے کافی استفادہ کر چکا تھا، کیوں کہ مجھے مدینہ طیبہ اور اس کی عظیم مسجد نبوی سے متعلق مطالعہ کا بے حد شوق ہے، میں نے محمد الیاس صاحب پر واضح کر دیا کہ یہ کتاب میرے مطالعہ میں آچکی ہے، واقعی مجھے اس کتاب کی طرز تالیف، اسلوب نگارش اور اس کی بحثیں بہت پسند آئیں، میں نے ان کی حوصلہ افزائی کی اور تاکید کی کہ اس موضوع پر اپنی جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھیں، اس لئے کہ میں نے محسوس کیا، بلکہ بصیرت کی نگاہ سے مشاہدہ کیا کہ اس تحریر میں جو موضوعات اٹھائے گئے ہیں ان کی بحث و تمحیص اور

تلاش و تحقیق میں بڑی دیانت داری اور محنت سے کام لیا گیا ہے، موضوع پرانا مگر انداز و اسلوب کے نئے پیرہن میں جلوہ گر ہے، جس سے مؤلف کی بے مثال اور گراں قدر دلچسپی کا پتہ چلتا ہے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد موصوف نے مجھے بتلایا کہ انہوں نے ''مسجد نبوی کے آس پاس صحابہ کے مکانات'' کے موضوع پر تحقیق کی ہے اور اس کا مسودہ میرے حوالہ کر دیا کہ میں اس کو پڑھوں اور اپنے تاثرات کا اظہار کروں۔

میں کتاب کو جستہ جستہ مقامات سے دیکھنے کے بعد کہہ سکتا ہوں کہ یہ کام قابل تعریف ہے، اور میں اس عظیم کاوش پر موصوف کو مبارکباد دیتا ہوں گو کہ میرا یہ اعتقاد ہے کہ مکانات وغیرہ کے محل وقوع کی تعیین ظنی اور تخمینی ہے، کوئی حتمی اور یقینی نہیں مگر یہ کہ جو چیز کسی چیز سے قریب ہوتی ہے اس کو اسی کا حکم دیدیا جاتا ہے۔

قارئین محسوس کریں گے کہ مولانا محمد الیاس صاحب نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ کوئی جملہ اس وقت تک نہیں لکھا جائے گا جب تک کہ علماء سابقین کے اقوال اور ان کی روایتوں سے تائید حاصل نہیں ہو جائے گی، اور بلاشبہ کسی کتاب میں یہ عظیم خوبی ہو تو اس کے مصنف کو بڑی عافیت مل جاتی ہے اور اس کی بعض معمولی فروگذاشتوں سے چشم پوشی کر لی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ مسئلہ بھی بجائے خود تاریخی ہے۔ جہاں اجتہاد کی گنجائش ہوتی ہے وہاں مجتہد کی عرق ریزی اگر کام آگئی اور وہ صحیح نتیجہ پر پہنچ گیا تو دوہرے اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اگر غلطی و خطا بھی ہو جائے تو ایک اجر کہیں نہیں گیا۔

میرا یہ اعتقاد ہے کہ ان تاریخی پہلوؤں کو بیان کرنے سے اگر بد عقیدگی کا اندیشہ ہو تو جائز نہیں ہے۔ البتہ عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو کوئی مضائقہ نہیں، بہت پہلے جب اموی حکمران ولید بن عبدالملک نے مسجد نبوی شریف کی توسیع کیلئے ازواج مطہرات کے حجروں کو منہدم کرنا چاہا تو سید التابعین حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے یہ آرزو ظاہر کی تھی: ''کاش نبی ﷺ کی بیویوں کے حجروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا تو آنے والی نسلیں عبرت حاصل کرتیں'' خاص طور سے ایسے وقت میں جب کہ مادیت کا سیلاب سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ اور جو بچی کھچی انسانیت و شرافت تھی اس کا بھی جنازہ نکل رہا ہے۔

اس موقعہ پر مجھے عربی کے کچھ پسندیدہ اشعار یاد آرہے ہیں جنہیں عبدالقدوس انصاریؒ کی کتاب ''آثار المدینۃ المنورۃ'' کے لئے جناب احمد عبید صاحبؒ نے کہا تھا :

شوقتنا الآثار للاعيان وأثارت كوامن الاشجان

بزرگوں کی یادگاروں نے ہم کو بے قرار کردیا اور ہمارے دبے ہوئے غموں کو تازہ کردیا۔

رب حرف أغناك عن صفحاتٍ رب رمز كفاك عن تبيان

بعض جملے ایسے مؤثر ہوتے ہیں کہ آدمی کئی صفحات میں پھیلی ہوئی تحریر سے بے نیاز ہو جاتا ہے، اور بعض اشارے ایسے بلیغ ہوتے ہیں کہ وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

ولكم في مدينة المصطفىٗ من ذكريات تفيض بالإحسان

شہر مصطفیٰ میں ایسی ایسی یادگاریں ہیں جو احسان سے بھری ہوئی ہیں۔

ربما شاقت النفوس إلى الماضي ومافيه من جليل المعاني

بسااوقات یہ یادگاریں دلوں کو ماضی اور اس کے عظیم حقائق کا گرویدہ بنا دیتی ہیں اور شاعر شوقی کہتا ہے :

وإذا فاتك التفات إلى الماضي فقدغاب عنك وجه التأسي

جب ماضی سے تمہاری توجہ ہٹی، تو سمجھ لو کہ اسلاف کی اقتداء اور پیروی کی کوئی صورت نہیں رہی۔

اور کیوں نہ ہو؟ ہماری تاریخ بے شمار مقدس ہستیوں اور ان گنت جاں بازوں اور بہادروں سے بھری پڑی ہے، ہمارے یہاں ایسے لعل وجواہر کی کوئی کمی نہیں جن میں سے صرف ایک فرد کسی اور قوم میں ہوتا تو اس کو سرمائیہ افتخار سمجھا جاتا۔

آج ہمارے بعض نوجوان فحش پروگرام دیکھنے اور ناشائستہ تحریریں پڑھنے میں اپنا وقت ضائع کررہے ہیں اللہ کے خاص بندے ان کی اس حالت زار پر آزردہ ہیں اگر اس قسم کی کتابیں لکھی جائیں اور ان نوجوانوں کو ان کا روشن ماضی یاد دلایا جائے تو خدائے رحمٰن سے امید ہے کہ یہ بھٹکی ہوئی نسل پھر سے اپنے کھوئے ہوئے راستے کو پالے، اور اپنے عظیم اسلاف کے عظیم کارناموں سے متاثر ہو کر ان کی اقتداء اور پیروی کے لئے آمادہ ہو جائے۔

آخر میں مؤلف کتاب جناب محمد الیاس صاحب کو ان کی اس کاوش پر مبارکباد دیتا ہوں اور باری تعالیٰ سے موصوف کے لئے مزید توفیق کی دعا کرتا ہوں۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ موصوف کے قلم سے جو کچھ نکل گیا، اور ان کی محنت و عرق ریزی کی جہاں تک رسائی ہوئی وہ حرف آخر ہے، تاہم یہ تسلیم کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ موصوف نے جو کام کیا ہے وہ مفید ہے اور بے حد مفید ہے۔

آپ کتاب کے اندر کسی جگہ کے جغرافیہ کا مطالعہ کریں گے تو دیکھیں گے کہ اس جگہ سے متعلق شخصیت کا تعارف کرادیا گیا ہے، کسی مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں تو ان کا تجزیہ کر کے ایک قول کو ترجیح دینے کا کام بھی کیا گیا ہے، مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق و تشریح بھی بڑے عمدہ انداز میں کردی گئی ہے۔

بلاشبہ کسی کتاب کی یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ وہ قاری کے اندر مزید واقفیت اور مطالعہ کی تڑپ پیدا کردے۔ اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والے ہیں۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم تسليما كثيرا والحمدلله أولاً وآخراً.

عمر محمد محمد بحر فلاتہ
(سابق) جنرل سیکرٹری، مدینہ یونیورسٹی
مدرس مسجد نبوی ومدیر شعبہ دار الحدیث
مدینہ منورۃ

جناب شیخ عمر فلاتہ ۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ بروز بدھ وفات پاگئے ان کی نماز جنازہ مسجد نبوی شریف میں ادا کی گئی اور انہیں بقیع شریف میں دفن کیا گیا۔ رحمه الله رحمةً واسعةً

حجرات شریفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ حجرات شریفہ ☆

حجرات حجرۃ کی جمع ہے یہاں حجرات سے مراد وہ گھر ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنینؓ رہائش پذیر تھیں متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آقائے دو جہاں محمد عربی ﷺ نے جب مسجد نبوی تعمیر فرمائی تو اسی کے ساتھ دو رہائشی مکانات کی بنیاد رکھی، ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے، اور دوسرا ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے لئے، اس کے بعد جب دیگر بیویاں آپؐ کے عقد میں آئیں تو آپؐ نے ان کے لئے بھی حسب ضرورت مکانات تعمیر فرمائے، اس طرح آپؐ کی پوری حیات طیبہ میں کل نو عدد مکانات تعمیر ہوئے، جن میں نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنی مقدس زندگی کے آخری دس برس بسر کئے اور انہیں میں سے ایک مکان کو آپؐ کی برزخی خواب گاہ ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

ان "حجرات شریفہ" کا تذکرہ قرآن نے متعدد مقامات پر کیا ہے، بلکہ ایک سورت تو اسی "حجرات" نام سے موسوم کی گئی ہے،۔ ارشاد باری ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِن وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لا يَعْقِلُوْنَ﴾ [1]

(جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں اکثریت کو عقل نہیں ہے) کیونکہ یہ طریقہ خلاف ادب ہے انہیں آپ کے خود بخود باہر آنے کی انتظار کرنی چاہیے۔

سورۂ احزاب میں ان حجروں کا انتساب بطور خاص ازواج مطہرات کی طرف کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ (اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو)

اور ﴿وَاذْكُرْنَ مَايُتْلىٰ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ...﴾ [2] (اللہ کی جو آیتیں اور دانائی کی جو باتیں تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد کرو۔

لیکن جب اسی سورۃ میں ایک دوسرے مقام پر یہ انتساب آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات اقدس کی طرف فرمایا گیا، تو ان حجرات کا شرف وتقدس اپنے کمال کو پہنچ گیا، ارشاد ہوا:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ" [3]

(اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ جایا کرو)

[1] سورۂ حجرات، آیت: ۴

[2] سورۂ احزاب، آیت: ۳۳، ۳۴

[3] سورۂ احزاب، آیت: ۵۳

☆ حجرات شریفہ کا محل و قوع ☆

جن مورخین نے اس موضوع پر گفتگو کی ہے وہ صرف پانچ حجروں کے محل و قوع کی تعیین کر سکے ہیں، یعنی حضرت حفصہ، حضرت عائشہ، حضرت سودہ، حضرت زینب بنت خزیمہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہن کے حجرے، ان کی جائے وقوع میں مورخین کا ایسا اتفاق ہے کہ ان کی قطعیت کے ساتھ تعیین کی جا سکتی ہے، جبکہ دیگر حجروں کے محل و قوع کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے اس لئے ان کی حتمی تعیین مشکل ہے۔

یہ پانچوں حجرے مسجد نبوی کے بائیں جانب مشرقی سمت میں واقع تھے۔ جیسا کہ عالم مدینہ ابو محمد اسمٰعیل بن محمد کا بیان ہے:

"سب سے پہلا مکان حضرت حفصہؓ کا تھا، پھر اس کے بعد حضرت عائشہؓ کا مکان تھا، جہاں آج حضور ﷺ آرام فرما ہیں، پھر اس کے بعد باب جبرئیل کے پاس مسجد نبوی سے متصل حضرت فاطمہؓ کا مکان تھا، اور حضرت فاطمہؓ کے مکان کے عقب میں حضرت ام سلمہؓ کا مکان تھا، اور سب سے آخر میں حضرت جویریہؓ کا مکان تھا" ❶

ابو محمد کے بیان سے حضرت زینب بنت خزیمہؓ اور حضرت سودہ بنت زمعہؓ کے مکانات کا علم نہ ہو سکا، تاہم یہ بات متعدد روایات سے ثابت ہے کہ ۴ھ میں حضرت زینبؓ کے انتقال فرما جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا تھا، اس لئے حضرت ام سلمہؓ کو وہی مکان ملا، جس میں حضرت زینبؓ اپنی حیات میں قیام فرما تھیں۔

حضرت سودہؓ کا مکان حضرت عائشہؓ کے مکان کے پہلو میں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ کے مکانات مسجد نبوی کی تعمیر سے فراغت کے بعد ایک ہی وقت میں ایک ہی شکل میں تعمیر فرمائے تھے ❷ ان کے علاوہ دیگر مکانات کے محل و قوع کے بارے میں مورخین کا اختلاف ہے کہ یہ سارے مکانات مسجد کی کسی ایک ہی سمت میں واقع تھے یا مختلف سمتوں میں؟

ایک رائے یہ ہے کہ تمام مکانات مسجد سے مشرقی سمت میں واقع تھے، جب کے دوسری رائے کے مطابق یہ مکانات کسی ایک سمت میں نہیں بلکہ جنوب، مشرق اور شمال تینوں سمتوں میں

---

❶ کتاب المناسک ص ۳۷۳ ❷ دیکھئے "اَخبار مدینۃ الرسول ﷺ" ص ۳۷۔ وفاء الوفا ۲/۴۵۹

منتشر تھے۔ پہلی رائے کی تائید میں متعدد روایات پیش کی جاتی ہیں، ملاحظہ فرمائیے :

(الف) ابن جوزی نے محمد بن عمر سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مالک بن ابی الرجال سے دریافت کیا: "ازواج مطہراتؓ کے مکانات کہاں تھے ؟، توانہوں نے اپنی دادی جان کا یہ قول نقل کیا، وہ فرماتی تھیں: جب میں نماز کے لئے کھڑی ہوتی تھی توازواج مطہراتؓ کے مکانات میری بائیں جانب میں پڑتے تھے" ❶

(ب) عبداللہ بن یزید ہذلیؒ کہتے ہیں :

"جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ازواج مطہراتؓ کے مکانات کو منہدم کرنے کا حکم دیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ سارے مکانات گھاس پھوس کے ہیں اور ان کی دیواریں کھجور کی ٹہنیاں کھڑی کر کے قائم کی گئی ہیں، جن پر مٹی چڑھائی ہوئی ہے، میں نے شمار کیا تو کل نو کمرے تھے اور ان کمروں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے آنگن تھے، اور یہ سب کے سب حضرت عائشہؓ کے مکان اور باب النبیؐ کے بعد والے اس دروازے کے درمیان واقع تھے جہاں آج اسماء بنت حسین کا مکان واقع ہے" ❷

(ج) ابن نجار کا بیان :

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے لئے نو عدد مکانات تعمیر کرائے تھے، اور سب کے سب حضرت عائشہؓ کے مکان اور باب النبیؐ کے بعد والے دروازے کے درمیان واقع تھے" ❸

اور علامہ سمہودی کہتے ہیں : "جن روایات میں آیا ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے مکانات کا تسلسل اسماء بنت حسین کے مکان تک دراز تھا، ان کی رو سے لازمی طور پر بعض مکانات مسجد کی سمت سے باہر تھے، کیوں کہ اسماء بنت حسین کا مذکورہ مکان باب النساء کے بعد والے دروازے کے بالمقابل تھا" ❹

واضح رہے کہ "باب النبیؐ" سے مراد "باب جبرئیل" ہے اور اس کے بعد والا دروازہ "باب النساء" کہلاتا ہے، اور اسماء بنت حسینؒ کا مکان دراصل جبلہ بن عمرو ساعدیؓ کے مکان ہی کا ایک حصہ تھا اور "دار جبلہ" مسجد کی مشرقی سمت میں "باب النساء" سے قریب ہی واقع تھا۔

اب تمام روایتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ ازواج مطہراتؓ کے تمام مکانات مسجد کی مشرقی سمت میں باب النساء تک، بالفاظ دیگر اسماء بنت حسین کے مکان تک واقع تھے، جیسا کہ عبداللہ بن یزید ہذلی

❶ وفاء الوفا (۲/۴۵۹) ❷ وفاء الوفا (۲/۴) ❸ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ص ۴۳ ❹ وفاء الوفا (۲/۴۶۰)

کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

لیکن جن بزرگوں کا خیال ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے مکانات مسجد کی مغربی سمت کے علاوہ دیگر تمام سمتوں میں متفرق مقامات پر واقع تھے، ان کے پاس بھی متعدد روایتیں موجود ہیں۔

(الف) محمد بن ہلال فرماتے ہیں :

"میں نے ازواج مطہراتؓ کے مکانات کی زیارت کی تو دیکھا کہ تمام مکانات کھجور کی ٹہنیوں کے بنائے گئے ہیں جن پر اون کا ٹاٹ ڈال دیا گیا ہے، اور یہ سب کے سب قبلہ (جنوب) مشرق اور شمال کی سمتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، مغرب میں کوئی مکان نہیں ہے" ❶

(ب) سیرت نگاروں کا بیان : اصحاب سیرت لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جو مکانات تعمیر کرائے وہ سب قبلہ، مشرق اور شمال کی سمتوں میں تھے مغربی سمت میں کوئی مکان تعمیر نہیں ہوا، یہ مکانات مسجد سے خارج تھے مگر مغربی سمت کے علاوہ ہر طرف سے مسجد کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھے، اور ان سب کے دروازے مسجد ہی میں کھلتے تھے" ❷

(ج) علامہ سمہودی فرماتے ہیں : "باب النبیؐ" کے بعد والے دروازہ سے مراد "باب رحمت" ہے" ❸

گویا جن روایتوں میں یہ کہا گیا ہے کہ ازواج مطہراتؓ کے مکانات "باب النبیؐ" کے بعد والے دروازے تک پھیلے ہوئے تھے، علامہ سمہودی کے بقول وہ "باب رحمت" تک پھیلے ہوئے تھے، اور چوں کہ "باب رحمت" مغربی دیوار میں واقع تھا۔ اس لئے صرف مشرقی سمت میں ان مکانات کے وقوع کا دعویٰ قابل قبول نہیں ہے۔

(د) مورخین لکھتے ہیں : "آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ "ام حبیبہ رضی اللہ عنہا" نے مسجد کے شمال میں ایک مکان بنوایا تھا، جسے "دار آل شرحبیل" کہا جاتا تھا" ❹

یہ ہیں وہ روایات جن پر قول ثانی کی بنیاد قائم ہے۔

☆☆☆☆☆

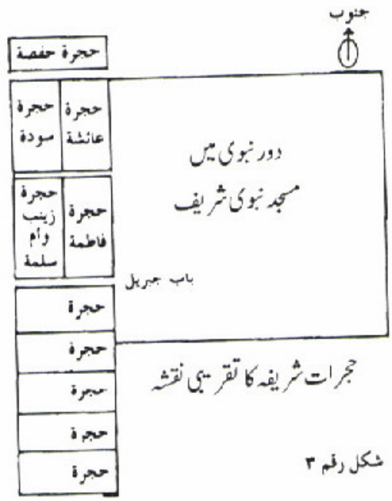
❶ مصدر سابق (۲/۴۵۹، ۴۶۰) ❷ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ص ۴۳ ❸ وفاء الوفا (۲/۴۵۹، ۴۶۰)
❹ دیکھئے ام حبیبہؓ کے مکان کا تذکرہ جو شمالی مکانات کے ذیل میں آرہا ہے

قول ثانی کے دلائل کا تجزیہ دونوں قسم کی روایات آپ کے سامنے ہیں، ذرا گہرائی سے ان کا مطالعہ کریں تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ان روایات میں کوئی حقیقی تعارض نہیں، اور جو بظاہر اختلاف نظر آتا ہے اس کا تصفیہ بھی ممکن ہے۔ کیونکہ قول ثانی کی تائید میں جو پہلی روایت محمد بن ہلال کی پیش کی گئی ہے اس میں قبلہ (جنوب) مشرق اور شمال مسجد کی تینوں سمتوں کا ذکر آیا ہے اور یہ کہ ازواج مطہرات کے مکانات مسجد کی ان تینوں سمتوں میں واقع تھے۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ ذہن نشین کر لی جائے کہ مسجد نبوی کی کسی سمت میں کسی مکان کے واقع ہونے کے لئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ مکان مسجد سے متصل اور مسجد کے محاذات میں بھی ہو، ظاہر ہے کہ مدینہ کے وہ سارے مکانات جو مسجد نبوی سے متصل نہیں ہیں اور مسجد نبوی کے بالمقابل بھی نہیں ہیں وہ مسجد نبوی کی کسی نہ کسی سمت میں ضرور واقع ہیں۔

یہی حال ازواج مطہراتؓ کے مکانات کا بھی ہے، چنانچہ مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت حفصہؓ کا مکان مسجد کے جنوب میں تھا، جبکہ یہ امر بھی مسلم ہے کہ حضرت حفصہؓ کا مکان حضرت عائشہؓ کے مکان کے بالمقابل جنوب میں تھا، مسجد کی محاذات میں نہیں تھا، اس لئے اگر حضرت حفصہؓ کے مکان کو مسجد کی محاذات میں نہ ہونے کے باوجود مسجد کے جنوب میں تسلیم کیا گیا، تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ امہات المؤمنینؓ کے بعض دیگر مکانات کے بارے میں یہ تسلیم نہ کیا جائے کہ وہ مکانات مسجد کی شمالی حد سے متصل اور اس کے بالمقابل نہ ہونے کے باوجود شمال ہی میں واقع تھے، اس لئے حضرت عائشہؓ کے مکان سے متصل شمال میں ازواج مطہراتؓ کے مکانات کی ایک لمبی قطار تسلیم کر لی جائے کہ امہات المؤمنینؓ کے سبھی نو مکانات اسی سیدھی قطار میں تھے جو مسجد کی شمالی حد سے کچھ آگے جا کر ختم ہوتی تھی، چنانچہ جو مکانات مسجد کے محاذات میں واقع ہوئے وہ متفقہ طور پر مسجد کی مشرقی سمت میں کہلائے اور جنہیں مسجد کی محاذات میسر نہ ہوئی بلکہ وہ مسجد کی شمالی حد سے متجاوز ہو کر مگر اسی مشرقی قطار میں واقع ہوئے، انہیں بعض راویوں نے مشرق میں اور بعض نے شمال میں بتلا دیا۔ مزید وضاحت کے لئے ذیل کا توضیحی نقشہ ملاحظہ فرمائیے:

دوسری روایت ابن نجار کی ہے، غالباً ابن نجار نے اصحاب سیرت کے اقوال سے ذاتی طور پر جو مفہوم اخذ کیا اسے روایت بالمعنی کے طور پر پیش کر دیا ہے۔



تیسری دلیل سمہودی کا یہ قول کہ ''عبداللہ بن یزید ہذلی کی روایت میں باب النبیؐ کے بعد والے دروازے سے مراد باب رحمت ہے''بعید از قیاس ہے، کیونکہ عہد نبوی میں باب النبیؐ کے بعد مسجد کا شمالی دروازہ تھا''۔ لیکن جب حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں عورتوں کی آمدورفت کے لئے مشرقی دیوار میں ایک نیا دروازہ کھول دیا تو پھر یہی ''باب النساء''''باب النبیؐ'' سے قریب اور متصل ہو گیا، اور غالباً عبداللہ بن یزید ہذلی کی روایت میں یہی ''باب النساء'' مراد ہے، جس کی تائید عبداللہ بن یزید ہذلی کے اس توضیحی جملے سے بھی ہوتی ہے کہ :

''ازواج مطہرات کے مکانات کا سلسلہ باب النبیؐ سے قریب والے دروازے یعنی اسماء بنت حسینؓ کے مکان تک دراز تھا'' ❶

اور اسماء بنت حسین کا مکان قطعی طور پر ''باب النساء'' سے قریب تھا۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت اُم حبیبہؓ کا مکان مسجد سے شمال میں واقع تھا، تو اس سلسلے میں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ مکان نہیں تھا، بلکہ یہ ان کا آبائی مکان تھا، اسی لئے اس کو ''دار آل شرحبیل'' بھی کہا جاتا تھا، علامہ سمہودی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ ❷

❶ وفاء الوفا (۲/۴۵۹)

❷ وفاء الوفا (۲/۵۳۹)

اس تجزیہ کے بعد یہ واضح ہو گیا کہ قول اول راجح اور زیادہ درست ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام حجرات شریفہ مسجد نبوی کی ایک ہی سمت مشرق میں ایک سیدھی قطار میں واقع تھے۔ جو قطار مسجد کی محاذات سے شمال کی طرف آگے بڑھ کر ختم ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

☆ حجروں کا طول و عرض ☆

سرور کونین ﷺ اگر چاہتے تو دنیاوی حکمرانوں اور بادشاہوں کی طرح عالی شان محلات تعمیر کرا سکتے تھے، مگر قربان جایئے اس قدسی صفات ذات پر جس نے شاہی شان و شوکت اور حاکمانہ شکوہ و دبدبہ کے بجائے فقر و مسکنت کی زندگی کو ترجیح دی اور ہمیشہ رب کائنات سے یہی دعاء مانگی:

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَأَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ.

(اے اللہ! مجھے مسکنت والی زندگی عطا کر اور مسکینی کی حالت میں مجھے دنیا سے لے جا، اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر فرما)

آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے لئے جو مکانات تعمیر کرائے وہ کیا تھے؟ ہر مکان بس ایک چھوٹے سے کمرے اور اس سے بھی چھوٹے ایک آنگن پر مشتمل تھا، مکان کیا تھا؟ تواضع و مسکنت کی بولتی تصویر، نہ کہیں پختہ اینٹ استعمال ہوئی نہ کہیں پتھر، جبکہ پورا علاقہ پتھروں سے بھرا ہوا، سارا مکان کھجور کی ٹہنیوں، گارے اور زیادہ سے زیادہ کچی اینٹوں پر مشتمل تھا، دروازے پر شیشم و ساگوان کے دروازے نہیں لگائے گئے تھے، بلکہ موٹے ٹاٹ ڈال کر پردہ کا کام لیا جاتا تھا۔

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

ہر مکان ایک کمرہ اور ایک آنگن پر مشتمل تھا، کمرہ کی لمبائی دس ہاتھ (تقریباً پانچ میٹر) اور چوڑائی سات یا آٹھ ہاتھ (تقریباً چار میٹر) تھی، آنگن کی چوڑائی تو اس سے بھی کم چھ یا سات ہاتھ (تقریباً ساڑھے تین میٹر) تھی اور لمبائی کمرہ ہی کے برابر یعنی دس ہاتھ تھی [1] اور چھتوں کی بلندی تو بس اتنی تھی کہ ہاتھ اٹھا کر انہیں چھویا جا سکتا تھا، حضرت حسن بصری [2] مشہور تابعی ہیں، ازواج

---

[1] الادب المفرد، باب التطاول فی البنیان، حدیث نمبر (۴۵) [2] یہ حسن بن یسار بصری ہیں، انصار کے آزاد کردہ غلام، ان کی ماں کا نام "خیرۃ" ام سلمہؓ کی آزاد کردہ باندی تھیں، جلیل القدر تابعی، زبردست عالم، فقیہ، ثقہ، عابد اور مفسر تھے، ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۰ھ میں وفات ہوئی۔ (المعارف ص ۴۴۰، تہذیب التہذیب ۲ر ۲۶۳۔ ۵۹۵) خلاصۃ الوفاء ص ۲۷۸

مطہراتؓ کے حجروں کو بنفس نفیس دیکھا ہے، وہ فرماتے ہیں۔ ''جب میں نابالغ تھا تو رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں جایا کرتا تھا۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کی چھتوں کو پالیا کرتا تھا''

کمروں کی دیواروں میں کچی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں اور آنگن کھجور کی لمبی لمبی ٹہنیوں سے گھیر لیا گیا تھا، ان ٹہنیوں پر بالوں کے کمبل ڈال دیئے گئے تھے، تاکہ ٹہنیوں کے درمیانی شگافوں سے بے پردگی نہ ہو۔

سارے مکانات اسی طرز کے تھے، سوائے حضرت ام سلمہؓ کے مکان کے، ان کے کمرے کے علاوہ ان کا آنگن بھی کچی اینٹوں سے گھرا ہوا تھا، حضور ﷺ نے تو ان کا آنگن بھی ٹہنیوں ہی سے گھروایا تھا، مگر بعد میں حضرت ام سلمہؓ نے آپ کو بتائے بغیر ٹہنیوں کو ہٹوا کر ان کی جگہ پر اینٹوں کی دیواریں قائم کر لی تھیں۔ ❶

یہ ہے ان مکانات کے ایک جھلک جن میں ہمارے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ ﷺ زندگی بسر کرتے تھے، کون کہہ سکتا ہے کہ ان مکانات کا مالک دونوں جہان کی بادشاہت کا بھی مالک ہو گا؟ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وہ شہِ دنیا و دیں کون و مکاں کا تاجدار
پھر بھی اکثر فقروفاقہ میں کٹیں لیل و نہار
جھونپڑی پر اس کی قرباں قصرِ شاہی کا وقار
اس کی پیوندِ قبا پر سطوتِ شاہی نثار

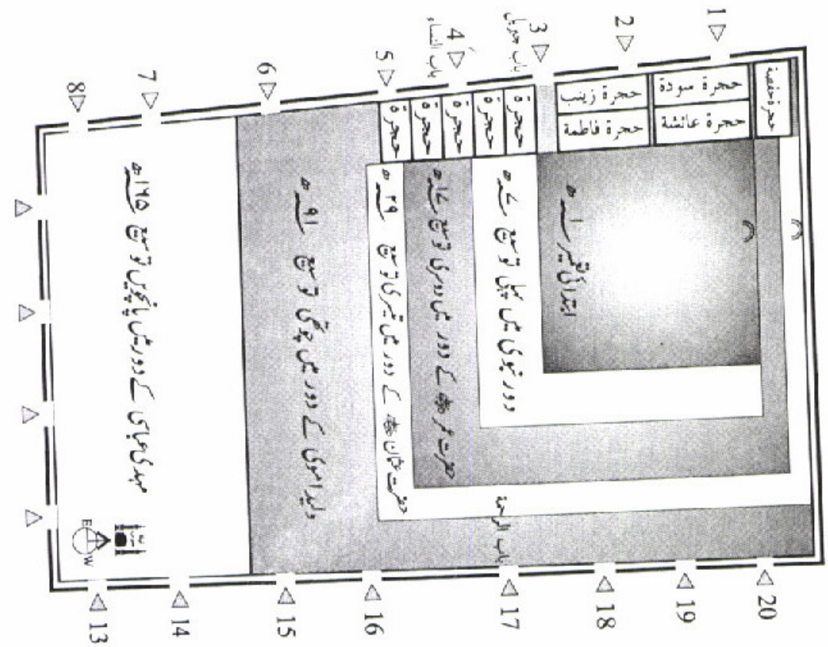
جس کے سینے میں پوری انسانیت کا درد تھا اور جو انسانوں کی آخرت سنوارنے آیا تھا، وہ اپنی دنیا سنوارنے میں کیوں کر مشغول ہوتا؟ آپؐ نے دنیا کو یہ سبق سکھلایا کہ یہاں کی چند روزہ آن بان کامیابی کا معیار نہیں، اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے۔

اسی وجہ سے جب حضرت سعید بن المسیبؒ کو علم ہوا کہ ازواج مطہرات کے مکانات گرا دیئے گئے تو حسرت سے کہنے لگے:

''بخدا میری آرزو تھی کہ ان مکانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا، تاکہ مدینے کی نئی پود آتی یا باہر سے

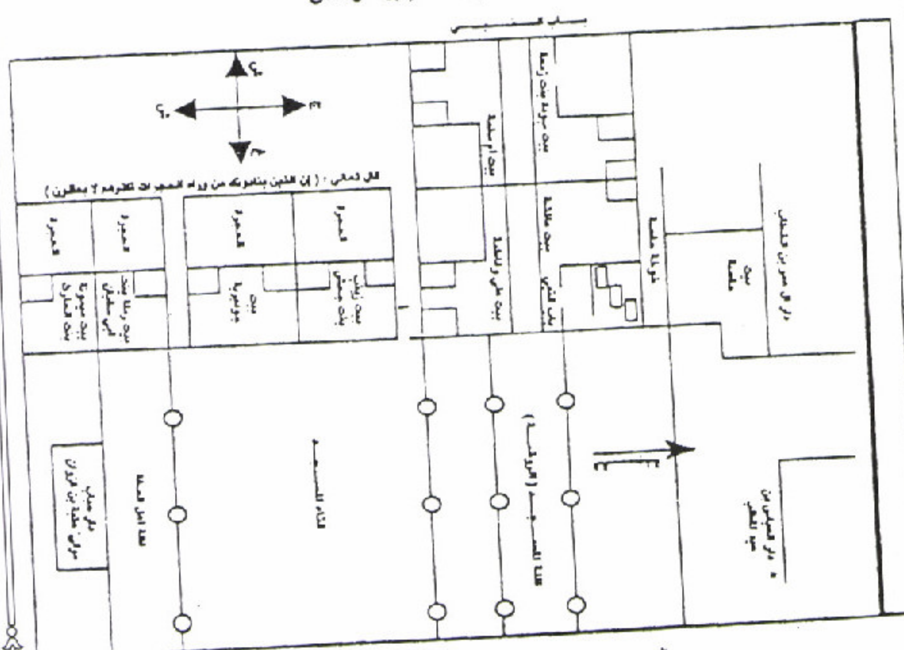
❶ الوفاء بأحوال المصطفیٰ ﷺ (۱/ ۴۰۶)

شکل رقم ۱



حجرات شریفہ کا تقریبی محل وقوع

شکل رقم ۲



محمد خیسی کی تحقیق کے مطابق حجرات شریفہ کا محل وقوع

کوئی آنے والا آتا تو دیکھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس تھوڑی مقدار پر قناعت کی، جس کا فائدہ یہ ہوتا کہ اونچی اونچی عمارتوں پر فخر کرنے سے لوگ گریز کرتے" ❶

☆امہات المؤمنینؓ اور ان کے حجرے☆

(اجمالی تعارف)

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان :

ازواج مطہراتؓ میں یہی اکلوتی کنواری بیوی تھیں، مکہ مکرمہ میں آنحضور ﷺ سے ان کا نکاح ہوا اور مدینہ منورہ جاکر رخصتی ہوئی، چوں کہ انبیاء کرام کا خواب وحی ہوتا ہے، اس لئے یہ نکاح ایک خواب کی سچی تعبیر تھا، خود رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہؓ سے اپنا یہ خواب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں : "مجھے خواب میں تین رات تک تو دکھلائی گئی، ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں تجھے لپیٹ کر میرے پاس لے آتا اور کہتا : یہ آپ کی بیوی ہیں۔ میں کپڑا ہٹاتا تو دیکھتا کہ تو ہے، میں کہتا : اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اپنے ارادے کو ضرور پورا فرمائے گا" ❷

ترمذی شریف کی روایت میں ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں :

"جبرئیل (علیہ السلام) نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک سبز ریشمی ٹکڑے میں میری تصویر لے کر آئے اور کہا : یہ آپ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں بھی" ❸

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی ﷺ کیلئے حضرت عائشہؓ کا انتخاب کیا اور جبرئیلؑ کے ذریعہ اسکی خبر دی تو آپؐ نے نکاح کیا، یوں حضرت عائشہؓ آپ کی سب سے محبوب اور چہیتی بیوی بن گئیں، مسلمان عورتوں میں سب سے زیادہ دین کا علم اور سمجھ رکھنے والی تھیں، آنحضرت ﷺ کے ایک ایک قول اور ایک ایک عمل کو محفوظ کرنے کا خاص اہتمام کرتیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ نے (۲۲۱۰) حدیثوں کا عظیم الشان ذخیرہ امت کو سپرد فرمایا۔ جن میں (۱۷۴) روایتیں صحیح بخاری و مسلم میں، رمضان ۵۷ھ میں جان جان آفریں کے سپرد اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

آپ کا مکان جنت کی کیاری (ریاض الجنۃ کی) کی مشرقی جانب متصلاً واقع تھا۔ جنوب میں حضرت حفصہؓ، شمال میں حضرت فاطمہؓ اور مشرق میں حضرت سودہؓ کا مکان تھا۔

❶ وفاء الوفا (۲/۴۶۱) ❷ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فی فضل عائشہؓ ❸ ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل عائشہؓ

آنحضرت ﷺ کی وفات حضرت عائشہؓ ہی کے مکان میں ہوئی، اور انہی کا حجرہ شریفہ زندگی میں بھی آپ کے لئے آرام گاہ تھا، اور وفات کے بعد بھی آرام گاہ بننے کی سعادت اسی حجرہ کے حصہ میں آئی۔

☆ جذبہ تعاون اور فیاضی کا ایک واقعہ ☆

ابن جوزی بیان کرتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ سے یہ مکان ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ اسی ہزار اور دوسری روایت کے مطابق صرف اسی ہزار درہم کے عوض خرید کر پوری قیمت حضرت عائشہؓ کے پاس بھجوادی اور ساتھ ہی یہ پیشکش بھی فرمائی کہ تاحیات آپ اسی میں قیام فرمائیں، حضرت عائشہؓ کو جب قیمت موصول ہوئی تو اسی مجلس میں بڑی فیاضی کے ساتھ سارا مال تقسیم فرمادیا، ایک درہم بھی اپنے لئے اٹھا نہیں رکھا، کسی نے کہا: کوئی درہم اپنے لئے بھی بچالیا ہوتا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: پہلے یاد کرادیا ہوتا۔ ❶

اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی نے صدیقی روایات کی یاد تازہ کی اور آنحضورؐ کی اس بیوی نے نبوی طرز عمل کے مطابق ایک درہم بھی گھر میں نہ رکھا۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان:

زمعہ بن قیس قرشی کی دختر نیک اختر اور حضرت سکران بن عمروؓ (جو اولین مسلمانوں میں سے تھے) کی بیوی تھیں، اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی دوبار ہجرت کی، دوسری ہجرت سے مکہ لوٹ کر آئیں تو شوہر کا انتقال ہو گیا، اب اگر اپنے قبیلہ میں واپس جاتی ہیں تو قبیلہ اور خاندان کے لوگوں سے اندیشہ ہے کہ شرک پر مجبور کر کے طرح طرح کی ایذاء پہنچائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بے سہارا عورت کو سہارا عطا کیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وفات پاچکی تھیں، آپؐ نے نکاح فرماکر حضرت سودہؓ کو اشرف الانبیاء کی حرم ہونے کا شرف عطا کیا۔ ❷ صحیح قول کے مطابق ان کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی، ❸ اور جس فراخ دلی کے ساتھ حضرت سودہؓ نے زندگی میں حضرت عائشہؓ کو اپنی باری سونپ دی تھی، اسی فراخ دلی کے ساتھ وہ دنیا سے جاتے جاتے اپنا مکان بھی حضرت عائشہؓ ہی کو سونپ گئیں ❹

---

❶ الوفاء باحوال المصطفیٰ، مؤلفہ ابن جوزی، ص ۲۶۰ ❷ المعارف، ابن قتیبہ ص ۱۳۳
❸ تقریب التہذیب ص ۷۴۸ ❹ الوفاء باحوال المصطفیٰ (۱/۴۰۵)

حضرت سودہؓ کا حجرہ حضرت عائشہؓ کے حجرے سے متصل مشرقی سمت میں تھا، اس لئے کہ ان دونوں حجروں کو آنحضرت ﷺ نے تعمیر مسجد سے فراغت کے بعد بیک وقت بیک ہیئت تعمیر فرمایا تھا ❶ اور چوں کہ یہ مسلم ہے کہ حضرت عائشہؓ کے مکان کی جنوبی سمت میں حضرت حفصہؓ اور شمال میں حضرت فاطمہؓ کا مکان تھا اور مغرب میں مسجد نبوی تھی۔ اب مشرقی سمت ہی باقی رہی جہاں حضرت سودہؓ کا مکان تھا۔ واللہ اعلم۔

(۳) حضرت حفصہؓ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان :

ان کی پہلی شادی خنیس بن حذافہ کے ساتھ ہوئی تھی، جب انکا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو رشتہ کی پیش کش کی، ابھی حضرت عثمانؓ اپنی بیوی اور صاحبزادی رسولؐ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے غم سے نڈھال تھے اس لئے انکار فرمادیا اور کہا: میرا ابھی شادی کا ارادہ نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے، اور حضرت عثمانؓ کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حفصہؓ کی شادی اس شخص سے ہوگی جو عثمانؓ سے افضل ہے اور عثمانؓ کی شادی اس عورت سے ہوگی جو حفصہؓ سے افضل ہے، اشارہ واضح تھا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ۳ھ میں حضرت حفصہؓ سے نکاح فرما کر ان کی اور ان کے باپ حضرت عمرؓ کی دل جوئی فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ کی طرح حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی اپنی دامادی کا رشتہ قائم فرما کر دونوں بزرگوں کو برابر کی فضیلت عطا کر دی ❷

حضرت حفصہؓ کا مکان حضرت عائشہؓ کے مکان سے بہت قریب سمت قبلہ میں واقع تھا، دونوں مکانوں کے درمیان ایک تنگ راستہ تھا جس سے بمشکل ایک آدمی گذر سکتا تھا، بسا اوقات حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونوں اپنے اپنے مکان سے آہستہ آہستہ بات بھی کر لیا کرتی تھیں۔ حضرت حفصہؓ کے مکان کا کچھ حصہ اس وقت روضہ پاک کی جالی کے اندر اور کچھ حصہ باہر واقع ہے جہاں زائرین کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے ہیں۔ ❸ آپؓ کی وفات مدینہ منورہ میں ۴۵ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں ❹

❶ اخبار مدینۃ الرسول ﷺ ص ۳۷۔ وفاء الوفا (۲/ ۴۵۹)
❷ المعارف ص ۱۳۵، اسد الغابۃ (۶/ ۶۵)
❸ وفاء الوفا (۲/ ۵۴۳)، خلاصۃ الوفاء ص ۲۷۹
❹ تقریب التہذیب ص ۷۴۵۔

(۴) حضرت زینب بنت خزیمہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان :

یہ عبداللہ بن جحشؓ کی بیوہ تھیں، ۳ھ میں شوہر کے شہید ہو جانے کے بعد نبی ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا، بڑی نیک اور احسان پسند عورت تھیں، غریبوں سے بڑی محبت کرتی تھیں، اسی لئے "ام المساکین" کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپؐ سے عقد کے دو ہی مہینے بعد دنیا سے چل بسیں۔ ❶

جب حضرت ام سلمہؓ آپؐ کے نکاح میں آئیں تو انہی زینب بنت خزیمہؓ کے مکان میں داخل ہوئی تھیں اور حضرت ام سلمہؓ کا مکان حضرت فاطمہؓ کے مکان سے مشرقی سمت میں واقع تھا۔ ❷ اس سے پتہ چلا کہ حضرت زینبؓ کا مکان باب جبرئیل سے نکلنے والے راستہ پر واقع تھا، اور اس کے مغرب میں حضرت فاطمہؓ کا مکان متصل تھا۔

(۵) حضرت ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) اور انکا مکان

"ام سلمہؓ" کنیت، "ہند" نام، ابو امیہ بن مغیرہ کی بیٹی اور ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسدؓ کی بیوہ تھیں، شوہر کے ساتھ ہجرت حبشہ کی سعادت سے سرفراز ہوئیں، غزوۂ احد میں شوہر نے جام شہادت نوش فرمایا تو اس وقت ابو سلمہؓ کے چار یتیم بچوں کی کفالت ان کے سر آگئی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کے بعد ان سے نکاح فرمایا اور انہی کے مکان میں داخل فرمایا۔ ❸

حضرت ام سلمہؓ جب مکان میں آئیں تو آنگن کی دیواریں کھجور کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی تھیں، ایک دفعہ آنحضور ﷺ کسی غزوہ میں گئے ہوئے تھے کہ حضرت ام سلمہؓ نے پکی اینٹیں لگوالیں، آنحضور ﷺ نے دیکھا تو ناگواری کا اظہار فرمایا اور کہا: مال مسلم کا بدترین مصرف تعمیر ہے۔ ❹

ازواج مطہراتؓ میں سب سے آخر ۵۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی، اور جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

یزید بن قسیط کی روایت ہے کہ حضرت ابو لبابہؓ کی توبہ کی قبولیت کا پروانہ ❺ بذریعہ وحی وقت سحر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ اس وقت حضرت ام سلمہؓ کے حجرہ میں آرام فرما تھے حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں: سحر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟

---

❶ وفاء الوفا (۲/ ۴۵۹) أسد الغابة (۶/ ۱۲۹) ❷ کتاب المناسک ص ۳۷۳

❸ المعارف ص ۱۳۶۔ وفاء الوفا (۲/ ۴۵۹) اسد الغابة (۶/ ۲۸۹) ❹ الترغیب والترھیب (۳/ ۲۲)

❺ حضرت ابو لبابہ سے ایک خطا سرزد ہوگئی تھی جس کی توبہ میں انہوں نے اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ لیا تھا

اللہ آپ کے دانتوں کو یوں ہی ہنساتا رہے، آپؐ نے فرمایا: ابو لبابہؓ کی توبہ قبول ہو گئی، اس پر حضرت ام سلمہؓ نے کہا: کیوں نہ میں ابو لبابہؓ کو خوش خبری سنادوں؟ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ تیرا جی چاہے تو سنادے۔ راوی کا بیان ہے:۔ ابھی پردے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اپنے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: اے ابو لبابہؓ! خوش ہو جاؤ، اللہ کے یہاں تیری توبہ قبول ہو گئی، لوگ یہ سن کر دوڑ پڑے کہ ابو لبابہؓ کو کھول دیا جائے۔ ابو لبابہؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ: رسول اللہ ﷺ اپنے مبارک ہاتھ سے مجھے کھولیں گے۔ آپ ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے نکلے اور ابو لبابہؓ کے پاس سے گذرے تو اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا ❶

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ام سلمہؓ کا مکان مسجد نبوی اور (ریاض الجنۃ) جنت کی کیاری سے قریب تھا۔

(٦) حضرت زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا)

جحش بن رئاب اسدی کی بیٹی تھیں، اللہ نے آنحضرت ﷺ سے ان کا نکاح آسمان میں فرما دیا تھا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَاۗىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ ❷

(پھر جب زیدؓ کا اس سے جی بھر گیا، ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کے بارے میں کچھ تنگی نہ رہے، جب وہ (منہ بولے بیٹے) انہیں طلاق دیدیں اور اللہ کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: حضرت زینبؓ ازواج مطہراتؓ سے فخر کے طور پر کہا کرتی تھیں۔ تمہارا نکاح تو تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمان اوپر کیا ❸

طبیعت کی بڑی فیاض تھیں، کثرت سے صدقہ خیرات کیا کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے پہلے وہ عورت مجھ سے آکر ملے گی جو لمبے ہاتھ والی ہو گی ❹ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: ہم لوگ جب نبیؐ کی وفات کے بعد کسی گھر میں اکٹھا ہوتی

❶ سیرت ابن ہشام (۳/ ۲۳) ❷ الاحزاب آیت ۳۷ ❸ بخاری، کتاب التوحید، باب وکان عرشہ علی الماء۔
❹ مسلم کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضل زینب

تھیں تو دیواروں پر اپنا ہاتھ اٹھا اٹھا کرناپا کرتی تھیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے ؟ مگر جب زینب بنت جحشؓ کا انتقال ہوا تب یہ گتھی سلجھی کہ آنحضرت ﷺ نے "طول ید" (ہاتھ کی لمبائی) سے کثرت سخاوت و صدقہ مراد لیا تھا۔

بڑی ماہر و دستکار عورت تھیں ، چمڑا رنگتیں اور اسکی سلائی کرتیں اور اس سے حاصل شدہ آمدن اللہ کے راستے میں صدقہ خیرات کیا کرتی تھیں۔ ❶ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ۲۰ھ میں وفات پائی۔ ❷

(۷) حضرت اُم حبیبہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان

اصل نام "رملہ" اور "ام حبیبہ" کنیت ہے حضرت ابو سفیان کی بیٹی تھیں۔ اپنے پہلے شوہر عبید اللہ بن جحشؓ کے ساتھ حبشہ کی دوسری ہجرت میں حبشہ گئیں، وہیں شوہر کا انتقال ہو گیا۔ قریش کی اذیتوں سے بھاگ کر دین و ایمان کی حفاظت کے لئے غربت کو وطن بنایا تھا مگر شوہر کی وفات کے بعد زمین چاروں طرف سے تنگ نظر آنے لگی۔

ایک خواب اور اس کی تعبیر : حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : جب عبید اللہ بن جحش کا حبشہ میں انتقال ہو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کوئی مجھے ام المؤمنین کہہ رہا ہے ، اول تو میں گھبرائی ، بعد میں یہ تعبیر سمجھ میں آئی کہ آنحضرت ﷺ مجھ سے نکاح فرمائیں گے۔ ❸ اور ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سہارا دیا اور اپنی زوجیت میں داخل فرما کر ان کو عزت بخشی غالبًا ان کا حجرہ مسجد کے شمال میں واقع تھا ❹ البتہ یہ یاد رہے کہ اس حجرے کے علاوہ ان کا ایک اور مملوکہ مکان تھا ❺ جس کی تفصیل "شمالی مکانات" کے ضمن میں ان شاء اللہ آئے گی۔

(۸) حضرت جویریہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان

یہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار "حارث بن ضرار" کی بیٹی تھیں ، ان کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی ، جو غزوہ مریسیع میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا ، اس غزوہ میں بہت سے لونڈی غلام ہاتھ لگے ، ان میں جویریہ بھی تھیں مال غنیمت تقسیم ہوا تو یہ ثابت بن قیسؓ کے حصہ میں

❶ طبقات ابن سعد (۸ / ۱۰۸) ❷ تقریب التہذیب ص ۷۴۷ ❸ صفۃ الصفوۃ (۲ / ۴۳)، تقریب ص ۷۴۷
❹ وفاء الوفا (۲ / ۵۲۹) ❺ سیرت ابن ہشام (۳ / ۳۳۹)

آئیں، بڑے باپ کی بیٹی تھیں، غلامی کو غیرت نے گوارا نہ کیا اور ثابت سے مکاتبت کرلی، کہ ایک طے شدہ رقم کی ادائیگی کے بعد ان کو آزاد کر دیا جائے گا۔ لیکن پاس کچھ نہ تھا، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدد کی طالب ہوئیں۔ آپؐ نے ان کی رضامندی سے ثابتؓ کی رقم ادا کر کے ان سے شادی کرلی، اس رشتہ کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے اچھا نہیں سمجھا کہ اپنے نبیؐ کے سسرالیوں کو غلام بنا کر رکھیں۔ چنانچہ تمام لونڈی غلام آزاد کر دیئے گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"میں نے کسی عورت کو جویریہؓ سے زیادہ اپنی قوم کے لئے بابرکت نہیں دیکھا"

چنانچہ بنو مصطلق پر اس اخلاقی رواداری کا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ❶

صحیح قول یہ ہے کہ ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ❷

متقدمین کی عبارتوں میں حضرت جویریہؓ کے مکان کے محل وقوع کی تعیین نہ مل سکی۔ غالبًا ان کا مکان مسجد سے شمال مشرق سمت میں "دکة الاغوات" ❸ سے قریب تھا۔ جیسا کہ اسماعیل بن محمد بن اسحٰق نے اس کا اشارہ دیتے ہوئے کہا کہ سب سے آخری مکان حضرت جویریہؓ کا تھا۔ ❹

(۹) حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان:

یہودی سردار "حُيي بن اخطب" کی بیٹی اور کنانہ بن ابی الحقیق ❺ کی بیوی تھیں، ۷ھ میں غزوۂ خیبر میں کنانہ مارا گیا تو اموال غنیمت کے ساتھ حضرت صفیہؓ بھی قید ہو کر آئیں، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول یہ قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہیں یہ آپ ہی کے لائق ہیں، آپؐ

❶ سیرت ابن ہشام (۳۳۹/۳) ❷ تقریب ص ۷۴۵

❸ "دکة" بمعنی چبوترہ، "اغوات" یہ ترکی لفظ "آغا" کی جمع ہے جس کے معنی ہیں سردار، بزرگ لیکن اس کا اطلاق قصر شاہی کے خدمت گاروں پر بھی ہوتا ہے۔ اور یہاں مراد حجرۂ شریفہ اور مسجد نبوی کی خدمت و حفاظت کرنے والوں کی جماعت ہے۔ سب سے پہلے اس خدمت کے لئے شہید نورالدین زنگی متوفی ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۴ء نے بارہ آدمیوں کی ایک ٹیم ترتیب دی جن کے لئے حافظ قرآن ہونا شرط قرار دیا، پھر سلطان صلاح الدین ایوبی نے مزید بارہ آدمیوں کا اضافہ کر کے چوبیس آدمیوں کو مقرر کیا۔ بعد کے امراء و سلاطین وقتاً فوقتاً اس تعداد میں اضافہ کرتے رہے، کسی زمانہ میں ان کی تعداد سو سے متجاوز ہو گئی تھی۔ ان کے لئے مخصوص اوقاف ہوا کرتے تھے۔ (الرحلة الحجازية ص ۲۴۲) ❹ کتاب المناسک ص ۳۷۳۔

❺ انکی پہلی شادی سلام بن مشکم یہودی سے ہوئی تھی، اس نے طلاق دی تو دوسری شادی کنانہ سے ہوئی۔ (المعارف ص ۱۸)

نے ان کے حال پر شفقت فرماتے ہوئے انہیں یہ اختیار دیا کہ چاہیں تو آزاد کر دیا جائے اور اپنے قبیلہ میں لوٹ جائیں یا اسلام قبول کر لیں تو خود رسول اللہ ﷺ اپنے پاس رکھ لیں حضرت صفیہؓ نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کو پسند کرتی ہوں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا اور شادی کر کے عزت بخشی۔ بڑی عقلمند اور ہونہار خاتون تھیں۔

ایک خواب اور اس کی تعبیر غزوہ خیبر سے پہلے جب حضرت صفیہؓ اپنے قبیلہ میں تھیں تو ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ان کی گود میں چاند آکر گرا ہے۔ حضرت صفیہؓ نے یہ خواب اپنے یہودی باپ کو سنایا تو وہ آگ بگولہ ہو گیا اور چہرے پر ایسا طمانچہ رسید کیا کہ نشان پڑ گیا، اور کہا: تو شاہ عرب کے پاس جانے کے لئے گردن اونچی کر رہی ہے؟ طمانچہ کا یہ نشان آپؓ کی زوجیت میں آنے تک باقی تھا۔ آنحضرتؐ نے دریافت کیا تو انہوں نے پورا واقعہ سنایا❶

حضرت صفیہؓ کا جب انتقال ہوا تو ان کے رشتہ داروں نے ان کا مکان حضرت معاویہؓ کو ایک لاکھ اسی ہزار درہم میں فروخت کیا۔ ❷

ان کے مکان کی تعیین بھی متقدمین کی کتابوں سے نہیں ہو سکی، لیکن غالب یہ ہے کہ "دكة الأغوات" سے قریب ہی تھا۔

(۱۰) حضرت میمونہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان:

والد کا نام حارث تھا، بنو ہلال سے تعلق رکھتی تھیں، ۷ھ کا آخر تھا جب آنحضرت ﷺ نے "عمرة القضاء ❸ کے لئے رخت سفر باندھا، اسی سفر میں آپؐ نے حضرت عباسؓ کے مشورے سے بنو ہلال کو قریب کرنے کی غرض سے ان سے نکاح فرمایا۔

قرآن کی آیت ﴿وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ...﴾ کی تفسیر میں قتادہ کہتے ہیں کہ "اِمْرَأَةً مُّؤْمِنَةً" سے یہی میمونہ بنت الحارث مراد ہیں❹ اور انہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی

❶ صفة الصفوة (۲/ ۵۲) أسد الغابة (۱۶۹۱۶-۱۷۱) تقریب ص ۷۴۹۔ ❷ الوفاء بأحوال المصطفیٰ ص ۲۶۰

❸ ۶ھ میں جب مشرکین نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا تو نبی ﷺ اور آپ کے صحابہؓ پھر ۷ھ میں اس عمرہ کی قضاء کے لئے مکہ آئے اور مناسک عمرہ ادا کئے، اسی لئے اس عمرہ کو "عمرة القضاء" کہتے ہیں۔ (سیرت ابن ہشام (۳/ ۳۷۰)

❹ ابن کثیر (۵/ ۴۸۳)

۵۱ھ میں مقام "سرف" ❶ میں انتقال فرمایا ❷ اور وہیں دفن ہوئیں، آج بھی مدینہ منورہ سے شارع ہجرت پر مکہ مکرمہ جاتے ہوئے مکہ سے تقریباً بیس کلو میٹر پہلے دائیں جانب ایک قبر ہے جو "قبر میمونہ" کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت میمونہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مقام "سرف" میں منتقل ہو گئی تھیں، جہاں ان کا قبیلہ آباد تھا۔ یہ علاقہ آج بھی مقام سرف کے نام سے معروف ہے۔

متقدمین کی کتابوں میں کوئی صراحت نہیں ملتی جس سے ان کے حجرۂ شریفہ کی جائے وقوع کی تعیین ہو سکے لیکن غالب یہ ہے کہ مسجد نبوی سے شمال مشرق میں **"دكة الأغوات"** سے قریب ہی ہوگا۔

☆"اہل بیت" کی تحقیق☆

جب ذکر چھڑا ہے نبی آخر الزماں ﷺ کے مقدس گھروں کا تو کیا ہی اچھا ہو کہ یہ تعین بھی ہو جائے کہ آپؐ کے "گھر والے" (اہل بیت) کون ہیں؟ اور آیت شریفہ ﴿**إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا**﴾ میں مذکور "اہل بیت" میں کون خوش نصیب شامل ہیں؟

اہل علم سے اس سلسلے میں تین اقوال منقول ہیں:

پہلا قول اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "یہ آیت نبی ﷺ کی بیویوں کی شان میں نازل ہوئی"

دیگر مفسرین میں سے حضرت سعید بن جبیر، ابن سائب، عروہ اور مقاتل سب اسی کے قائل ہیں۔ نیز اس قول کی تائید آیت کے پس منظر و پیش منظر سے بھی ہوتی ہے کیونکہ وہ آیات ازواج مطہراتؓ سے متعلق ہیں۔ حضرت عکرمہ تو کہتے ہیں: جس کا جی چاہے آئے، میں اس سے اس بات پر مباہلہ کر سکتا ہوں کہ یہ آیت نبی ﷺ کی بیویوں ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے ❸

البتہ یہ خلجان کہ "**لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ**" اور "**يُطَهِّرَكُمْ**" میں مذکر کی ضمیر سے کیوں خطاب کیا گیا؟ تو مفسرین نے اس خلجان کو یوں رفع کیا ہے کہ لفظ "اہل" کی رعایت میں مذکر کی ضمیر لائی گئی

---

❶ "سرف" مکہ سے چھ میل کی دوری پر تنعیم سے قریب ایک مقام کا نام ہے۔ (معجم البلدان ۳/ ۲۱۲)

❷ تقریب ص ۷۵۳۔ اسد الغابۃ (۶/ ۲۷۲۔۲۷۳) ❸ تفسیر ابن کثیر (۵/ ۳۸۱) روح المعانی (۲۲/ ۱۳)

ہے، اور یہ یہیں نہیں بلکہ قرآن میں دیگر مقامات پر بھی "اہل" کے لئے جمع مذکر ہی کے صیغے استعمال لئے گئے ہیں، ملاحظہ فرمایئے، فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت سارہ سے یوں خطاب فرمایا تھا: ﴿أَتَعْجَبِيْنَ مِنْ أَمْرِ اللهِ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ ❶

(کیا تم اللہ کے کاموں میں تعجب کرتی ہو (اور خصوصاً) اس خاندان کے لوگو! تم پر تو اللہ کی خاص رحمت اور اس کی (انواع واقسام کی) برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ بیشک وہ تعریف کے لائق اور بڑی شان والا ہے)

دیکھئے "أتعجبين" واحد مؤنث کا صیغہ ہے مگر آگے "عليكم" میں ضمیر جمع مذکر، ظاہر ہے "اہل" ہی کی رعایت میں لائی گئی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی بیوی سے یہ خطاب نقل کیا گیا ہے: ﴿قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوْا إِنِّيْ آنَسْتُ نَارًا﴾ ❷ (موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا: ٹھہرو! میں نے ایک آگ دیکھی ہے)

یہاں بھی اہل کیلئے جمع مذکر حاضر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے اور اہل زبان کے یہاں تو اس قسم کا استعمال عام ہے، جب کوئی شخص اپنے دوست سے اہل خانہ کی خیریت دریافت کرتا ہے تو کہتا ہے: كيف اهلك؟ (آپ کی اہلیہ کیسی ہیں؟) جواب ملتا ہے: هم بخير (وہ بخیر ہیں) ❸

مشہور مفسر امام ابن کثیر بھی اس قول کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ آیت نبی ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی" ❹

علامہ ابن جوزی بھی اسی قول کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اہل بیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہیں، اس لئے کہ وہی آپؐ کے گھر میں رہتی تھیں" ❺

دوسرا قول: اہل بیت سے مراد حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ اس کی دلیل حضرت ام سلمہؓ کی ایک روایت ہے، فرماتی ہیں: حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئیں، آپؐ نے دریافت کیا: تیرے شوہر (علی) اور تیرے

❶ سورۃ یوسف، آیت ۷۳ ❷ سورہ قصص، آیت: ۲۹ ❸ الجامع لاحکام القرآن للقرطبی (۱۸۲/۱۴) روح المعانی (۱۳/۳)
❹ تفسیر ابن کثیر (۴۵۲/۵) ❺ زاد المسیر (۳۸۱/۶)

دونوں فرزند کہاں ہیں ؟ عرض کیا : گھر میں ہیں، فرمایا : ان کو بلا لاؤ، حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ کے پاس آئیں اور کہا : چلئے رسول اللہ ﷺ آپ کو اور آپ کے دونوں فرزندوں کو یاد کر رہے ہیں، ام سلمہؓ کہتی ہیں : جب آپؐ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو چارپائی کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس پر سے ایک چادر کو اٹھایا اور زمین پر پھیلا کر بچھا دیا، اور انہیں اس پر بٹھا دیا، پھر چادر کے چاروں کناروں کو ان کے سر پر سمیٹ کر بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا، اور دائیں ہاتھ سے رب کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ دعاء فرمائی : "اَللّٰھُمَّ ھٰؤلاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا" ❶

(اے اللہ ! یہ میرے گھر کے لوگ ہیں، ان سے گندگی دور فرما اور انہیں خوب خوب پاک فرما دے)

تیسرا قول آیت مذکورہ میں اہل بیت کی پہلی مخاطب امہات المؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ ان کے علاوہ آپؐ کی صاحبزادیاں ان کی اولاد آپؐ کا آبائی گھرانہ اور ہر وہ شخص اہل بیت ہے جسے بارگاہ نبوت سے یہ اعزاز حاصل ہوا۔ اور مختلف اوقات و مقامات میں آپ ﷺ نے اس کا اظہار فرمایا : ذیل میں ایک جھلک ملاحظہ ہو :

"بیت" سے مراد معاشرتی اور آبائی دونوں قسم کے مکان ہیں، چنانچہ معاشرتی مکان کے افراد نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں، اور آبائی مکان کے لوگ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں، لہذا اہل بیت صرف ازواج مطہرات کا نام نہیں بلکہ ان میں خاندان اور قبیلہ کے مذکورہ بالا افراد بھی شامل ہیں، جیسا کہ امام مسلمؒ نے حضرت زید بن ارقمؓ کی یہ روایت نقل کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اللہ تعالیٰ نے تم کو میرے گھر والوں (اہل بیت) کے بارے میں خبردار کیا ہے۔ یہ جملہ آنحضرت ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا، حضرت حصین نے زید بن ارقمؓ سے پوچھا : اے زید! آپؐ کے اہل بیت سے کون لوگ مراد ہیں ؟ کیا آپؐ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں ہیں ؟ زیدؓ بن ارقم نے کہا : آپؐ کی ازواج مطہرات تو اہل بیت ہیں ہی، لیکن صحیح معنوں میں اہل بیت وہ حضرات ہیں جن کے لئے مال زکوۃ حرام کر دیا گیا ہے، پھر حصین نے پوچھا : وہ کون لوگ ہیں ؟ زید بن ارقمؓ نے کہا : آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں ❷

❶ ابن کثیر (۵/۴۵۴) ❷ صحیح مسلم، باب فضائل علیؓ۔

قول راجح اور اس کے اسباب ترجیح مفسرین کا خیال ہے کہ ترجیح تیسرے قول کو حاصل ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آیت میں مذکور اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات کے علاوہ حضرات علی، فاطمہ اور حسنین، آپ کی بقیہ تین بیٹیاں حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور انکی اولاد رضی اللہ عنہم بھی ہیں، نیز تمام وہ حضرات جنہیں بارگاہ نبویؐ سے یہ لقب عطا ہوا جیسے حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ ہیں، ذیل میں بعض مفسرین کے اقوال کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) مشہور مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں:

''اگر مراد یہ ہے کہ ازواج مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں، کوئی اور نہیں، تو اس میں کوئی کلام نہیں، لیکن اگر یہ مطلب ہے کہ ازواج مطہرات کے علاوہ کوئی اور مراد ہی نہیں تو یہ محل نظر ہے، کیوں کہ متعدد احادیث سے صراحتاً ثابت ہے کہ آیت کی مراد اس سے عام ہے'' ❶

مفسر ابن کثیر عموم پر دلالت کرنے والی حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''جو شخص کلام الٰہی میں غور و تدبر کرے گا اس کے لئے یہ باور کرنے میں ذرا بھی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ آنحضور ﷺ کی بیویاں آیت کے عموم میں داخل ہیں، اس لئے کہ سیاق کلام ان کے حق میں ہے''

چنانچہ اس کے بعد باری تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَاذْكُرْنَ مَايُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ...﴾ (اے نبی کی بیویو! ان آیتوں کو یاد کرو جو تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہیں) یعنی کسی اور امتی کو اس نعمت اور اس شرف سے نہیں نوازا گیا کہ کلام الٰہی اس کے گھر میں نازل ہو، یہ صرف تمہاری خصوصیت ہے کہ کلام الٰہی اس کے گھر میں نازل ہو، یہ صرف تمہاری خصوصیت ہے کہ کلام الٰہی صرف تمہارے گھروں میں نازل ہوتا ہے، اور اس شرف میں سب سے زیادہ حصہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا رہا، کہ خاص ان کے بستر پر وحی نازل ہوئی، جب کہ دوسری بیویوں کو یہ خصوصی شرف حاصل نہ ہوا لیکن جب ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں تو آپؐ کے قرابت داروں کو بدرجہ اولیٰ اہل بیت ہونے کا حق حاصل ہے۔ جب کہ بعض روایات میں آپؐ نے حضرت علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''أللّٰهُمَّ هٰؤلاءِ أهْلُ بَيْتِيْ وَأهْلُ بَيْتِيْ أحَق'' الٰہی! یہ میرے گھر کے لوگ ہیں اور میرے گھر کے لوگ زیادہ مستحق ہیں'' ❷

❶ ابن کثیر (۵/۴۵۳) ❷ ابن کثیر (۵/۴۵۸)

(۲) مشہور مفسر علامہ قرطبی فرماتے ہیں:

"آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ازواج مطہرات کے علاوہ دیگر لوگوں کو بھی شامل ہے، اور "وَیُطَهِّرَکُمْ" میں ضمیر مذکر سے خطاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نیز حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم بھی "اہل بیت" میں داخل ہیں۔ اور یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ جب کہیں مذکر و مؤنث کا اجتماع ہو تو مذکر غلبہ پاتا ہے، چنانچہ ازواج مطہرات بمقتضائے آیت اہل بیت کے مصداق و مفہوم میں شامل ہیں، اس لئے کہ آیت انہی کی شان میں نازل ہوئی اور خطاب بھی انہی کو کیا گیا ہے، جب کہ سیاق کلام اس پر دلالت کرتا ہے" ❶

(۳) مشہور مفسر علامہ نسفی فرماتے ہیں:

"آیت میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ آپؐ کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں، اور "عَنْكُمْ" میں ضمیر مذکر لانیکی وجہ یہ ہے کہ مرد و عورت دونوں مراد ہیں جس کی دلیل ﴿وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ ہے۔ ❷

(۴) مشہور مفسر علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

"باری تعالیٰ نے جو ﴿لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ﴾ اور ﴿يُطَهِّرَكُمْ﴾ فرمایا تو اس کا مقصد اہل بیت کے مفہوم میں مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل کرنا تھا، اس سلسلے میں اہل علم کی مختلف رائیں منقول ہیں۔ راجح یہ ہے کہ اہل بیت نام ہے آپؐ کی اولاد امجاد اور ازواج مطہرات کا، حضرات علیؓ و حسنینؓ کا شمار بھی انہیں میں ہے، اس لئے کہ ان لوگوں کو آپؐ کے ساتھ معاشرت حاصل تھی" ❸

(۵) مشہور مفسر علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"ظاہر یہ ہے کہ "اہل بیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو آپؐ سے تعلق مزید حاصل تھا، اور جن کی نسبت آپؐ سے ایسی مستحکم اور قریب تھی کہ آپؐ کے ساتھ ان حضرات کا ایک مکان میں رہنا اور جمع ہونا عرفاً قبیح نہ تھا، اس لئے اہل بیت کے مصداق میں ازواج مطہرات کے علاوہ حضرت علی کا وہ چار نفری کنبہ بھی شامل ہے جنہیں آنحضور ﷺ نے اپنی چادر میں لپیٹ لیا تھا" ❹

نیز فرماتے ہیں: "چادر والی حدیث حصر پر دلالت نہیں کرتی" ❺

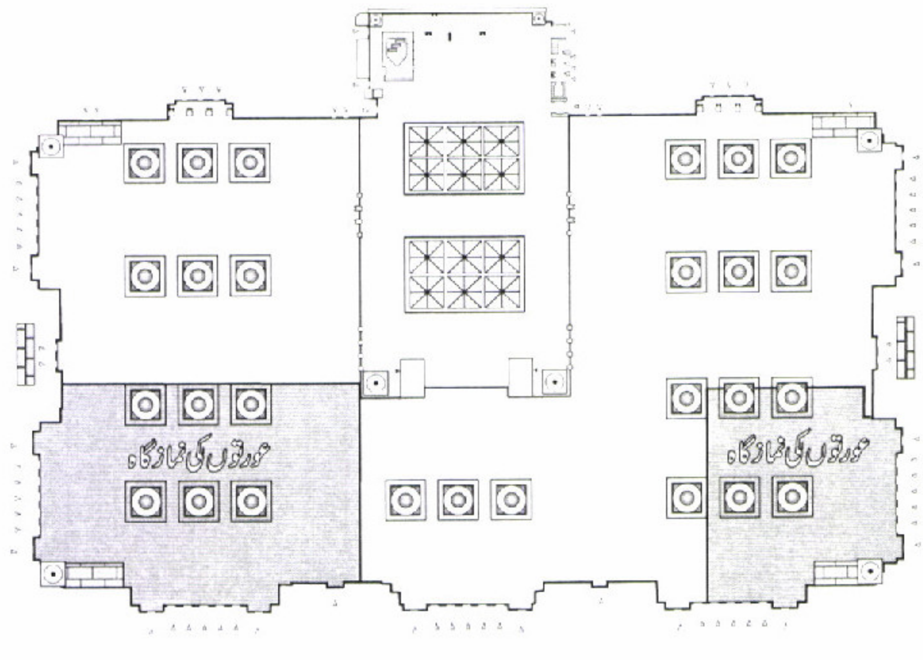
❶ الجامع لا حکام القرآن (۱۴/ ۱۸۳) ❷ مدارک التنزیل (۳/ ۶۴) ❸ تفسیر رازی (۲۵/ ۲۱۰)

❹ روح المعانی (۲/ ۱۹) ❺ مصدر سابق

(٦) علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

"ایک جماعت نے درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے کہا کہ اس آیت میں ازواج مطہرات، حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم شامل ہیں، ازواج مطہرات تو اس لئے کہ وہی اس آیت کے سیاق میں مراد ہیں اور وہی آپ کے گھروں میں سکونت پذیر تھیں۔ اور حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ کو چوں کہ آپؐ سے قرابت اور نسبی تعلق حاصل تھا اس لئے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں" ❶

ان کے علاوہ بیشتر مفسرین نے اسی قول کو راجح اور زیادہ درست قرار دیا ہے۔

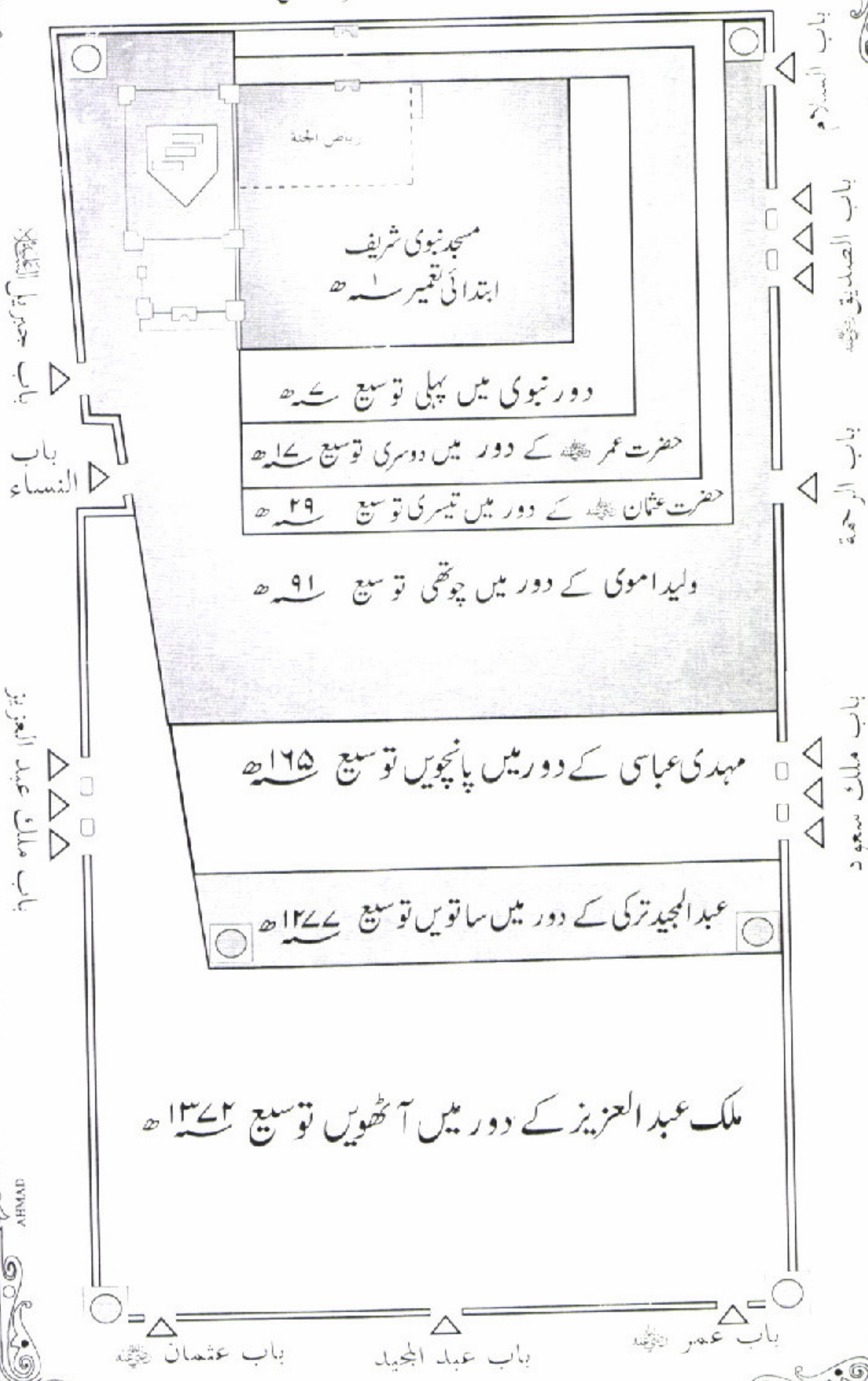


دوسری سعودی توسیع کے بعد مسجد نبوی کا نقشہ۔ دروازوں کے نمبر، الیکٹرک سیڑھیوں کا محل وقوع اور عورتوں کے نماز کی جگہ متعین کر دی گئی ہے

❶ فتح القدیر (۴/۲۵۰)

صُفّہ اور اصحاب صُفّہ

۱۹۷۵ء / ۱۳۹۵ھ تک مسجد نبوی شریف کی توسیعات کا نقشہ



مسجد نبوی کے پچھلے شمالی حصہ میں ایک سائبان تھا۔ جس کے سائے میں غرباء، مساکین اور دور دراز سے آئے ہوئے صحابہؓ قیام کیا کرتے تھے، اسی کا نام "صفہ" تھا، اور مشہور قول کے مطابق "اہل صفہ" اسی کی طرف منسوب ہیں۔

مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچتے تو جہاں ان کی جان پہچان ہوتی وہاں ٹھہر جاتے لیکن جن لوگوں کی کسی سے شناسائی نہ ہوتی وہ مسجد نبوی میں آکر ٹھہرتے، ان کے علاوہ مسجد نبوی میں وہ لوگ بھی قیام کرتے جن کا مقصد مدینہ میں رہ کر آنحضرت ﷺ سے دین کا علم حاصل کرنا اور اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو دینی احکام سے روشناس کرانا ہوتا، گویا وہ آیت ذیل کی مثالی تصویر ہوتے:

﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ الآية (سو ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت کوچ کرے اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرے اور جب واپس جائے تو اپنی قوم کو ڈرائے تاکہ وہ (برے کاموں سے) احتیاط رکھیں۔)

حضرت طلحہ بن عبداللہ بصریؒ کا بیان ہے کہ: "مدینہ میں جو لوگ دور دراز سے سفر کر کے آتے اگر مدینہ میں ان کا کوئی تعارف و تعلق والا ہوتا تو اسی کے یہاں قیام کرتے ورنہ انکی قیام گاہ مسجد نبوی کا صفہ ہوتا، میں جب مدینہ پہنچا تو میں نے بھی اسی صفہ میں قیام کیا۔ وہاں دو اشخاص سے میرا خاص تعلق ہو گیا، ہمیں روزانہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک "مد" (1) کھجور ملتی تھی۔" (2)

☆ صفہ کا محل وقوع ☆

صفہ کے محل وقوع کی تعیین میں متقدمین متفق ہیں، البتہ بعض معاصر مؤرخین کی رائے ہے کہ آج جس جگہ پر "دكة الأغوات" (خدمت گاروں کا چبوترہ) ہے وہیں پر پہلے "صفہ" واقع تھا، جب کہ متقدمین کی رائے کے مطابق "صفہ" اس چبوترے کے جنوب مغرب میں تھا، اور یہی صحیح ہے جیسا کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: جب قبلہ بیت المقدس سے بدل کر خانہ کعبہ کو بنایا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق شمالی دیوار پر ایک چھت ڈال دی گئی، اسی چھت دار حصہ کو "صفہ" کہا جاتا تھا۔

(1) "مد" ایک پیمانہ جو ۱٫۳ رطل حجازی یا ۲ رطل عراقی کے مساوی ہوتا ہے۔ (مختار الصحاح، م)

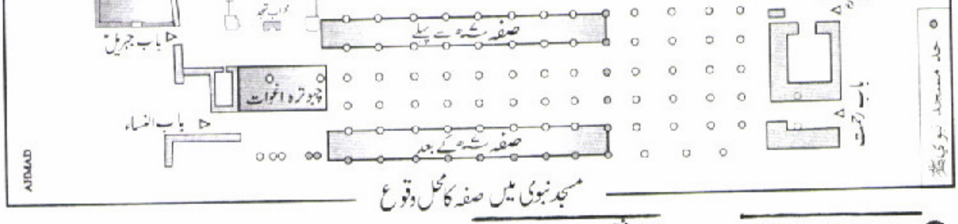
(2) تاریخ مدینہ۔ ابن شبہ (۲/۴۸۶)

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: پہلے قبلہ شمال میں تھا، جب اسے تبدیل کیا گیا تو قبلہ اول کی دیوار باقی رہی اور وہی صفہ والوں کے لئے قیام گاہ قرار پائی۔ ❶

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صفہ مسجد نبوی کے پچھلے حصہ میں اس جگہ کا نام تھا جس کو سایہ دار بنا دیا گیا تھا، تاکہ دور دراز سے آنے والے وہ مہمان جن کا مدینہ میں کوئی عزیز رشتہ دار یا کوئی اور ٹھکانہ نہ ہو وہ یہاں قیام کریں۔ ❷

مذکورہ بالا بیانات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ "صفہ" نام سے جو جگہ مشہور تھی وہ مسجد کی شمالی حد پر واقع تھی اور چوں کہ یہ صفہ تحویل قبلہ کے بعد بنایا گیا تھا اور تحویل قبلہ کا حکم ۲ھ میں نازل ہوا اس لئے شمالی دیوار سے مراد عہد نبوی کی توسیع سے پہلے کی شمالی حد ہے اور اسی کو صفہ کی جائے وقوع سمجھنا چاہئے۔ کیوں کہ مسجد نبوی کی پہلی توسیع ۷ھ میں ہوئی تھی۔ اور صفہ ۲ھ میں تعمیر ہو چکا تھا، اس لئے مسجد کی موجودہ ہیئت کے اعتبار سے صفہ کی جائے وقوع اسطوانہ عائشہؓ کے شمال میں پانچویں ستون کے پاس سمجھنا چاہئے۔

لیکن جن علماء کے نزدیک "خدمتگاروں کا چبوترہ" ہی صفہ کی جائے وقوع ہے انکی رائے صحیح نہیں۔ کیوں کہ جس جگہ یہ چبوترہ آج موجود ہے اور جو "باب جبرئیل" سے اندر داخل ہوتے ہوئے دائیں جانب اور "باب النساء" سے داخل ہوتے ہوئے بائیں جانب پڑتی ہے وہ جگہ زمانہ نبوت میں مسجد کی مشرقی حد سے باہر تھی، اور وہاں کوئی ایسی دیوار بھی نہ تھی جس پر صفہ کی چھت ڈالی جاتی، ذیل کے نقشے میں مسجد نبوی کی مشرقی حد اور "چبوترۂ خدمتگاران" کا محل وقوع ظاہر کر دیا گیا ہے۔



مسجد نبوی میں صفہ کا محل وقوع

❶ وفاء الوفا (۲/ ۴۵۳)
❷ فتح الباری (۶/ ۵۹۵)

نیز واضح رہے کہ مشرقی سمت میں ۹۱ھ تک کوئی توسیع نہیں ہوئی تھی۔ تاآنکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے اور ان کی سرکردگی میں مسجد نبوی کی چوتھی بار توسیع کی گئی تو پہلی بار ازواج مطہرات کے حجروں کو منہدم کر کے مشرقی حصہ کو بھی توسیع کے دائرے میں داخل کیا گیا❶ اور جب نورالدین زنگی نے ۵۶۹ھ میں مسجد کی خدمت اور روضہ پاک کی نگرانی کے لئے خدمت گاروں کی ایک ٹیم مرتب کی تو مشرق کے اسی توسیع شدہ حصہ میں ان کے آرام کے خیال سے ایک چبوترہ تعمیر کرادیا، اس لئے اس چبوترے کو "صفہ" کا محل وقوع نہیں سمجھنا چاہئے۔

ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) صفہ تحویل قبلہ کے بعد مسجد کی شمالی دیوار پر بنایا گیا اور تحویل قبلہ سنہ ۲ ہجری میں ہوا۔

(۲) اس وقت مسجد کی شمالی دیوار ستون عائشہؓ کے شمال میں پانچویں ستون کے قریب تھی۔

(۳) مشرق کی طرف مسجد کی آخری حد حجرۂ عائشہؓ کے برابر میں وہ خط ہے جو اب جالیوں کے شمالی دروازہ کے قریب ہے۔

(۴) اس پس منظر میں موجودہ چبوترہ مسجد کی حد سے ہی باہر تھا کجا یہ کہ مسجد کے اندر ہو اور شمال میں ہو کہ اس پر چھت ڈالی کر صفہ بنایا گیا ہو۔

(۵) جب سنہ ۷ ہجری میں مسجد کی توسیع ہوئی تو صفہ کی جگہ مزید شمالی طرف منتقل ہو گئی۔

(۶) چھٹی صدی ہجری میں سلطان نورالدین زنگیؒ نے خدمت گاران مسجد کیلئے یہ جگہ بنوائی تو بعد کے بعض لوگوں نے اسی کو مقام صفہ سمجھ لیا۔

(۷) البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ چبوترہ مقام صفہ کی مشرقی جانب قریب ہی بنایا گیا، لہذا اقرب کی بناء پر اسے ہی مقام صفہ کہا جانے لگا۔

☆اصحاب صفہ کی تعداد☆

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اصحاب صفہ کی تعداد عام حالات میں ستر کے آس پاس رہا کرتی تھی، البتہ کبھی کسی رفیق صفہ کو سفر پیش آجاتا یا کوئی اپنا گھر بسالیتا، یا کسی کی زندگی کے دن پورے ہو جاتے اور وہ اللہ کو پیارا ہو جاتا تو یہ تعداد ستر سے کم ہو جاتی، لیکن بعض اوقات نئے مہمانوں کی آمد سے

❶ وفاء الوفا (۲/۷۰۴)

یہ تعداد ستر سے متجاوز بھی ہو جاتی بلکہ بعض مخصوص حالات میں سو کا عدد بھی پار کر جاتی ابو نعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں ان سب کے نام ذکر کئے ہیں۔ ❶

صحیح بخاری شریف کی روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے ستر اصحاب صفہ کو اس طرح دیکھا ہے کہ ان میں سے کسی کو ایک جبہ بھی نصیب نہیں تھا، بس ایک لنگی یا چادر ہوتی جسے وہ اپنی گردن میں باندھ لیتے، کسی کی چادر ٹخنوں تک پہنچ جاتی تو کسی کی نیم پنڈلی تک ہی رہ جاتی اور اس کو اپنے ہاتھ سے سمیٹے رہتے کہ کہیں ستر نہ کھل جائے۔ ❷

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: جن لوگوں کو حضرت ابو ہریرہؓ نے دیکھا تھا وہ ان ستر کے علاوہ تھے جن کو آنحضور ﷺ نے اسلام کی دعوت کیلئے ❸ بیر معونہ میں بھیجا تھا، یہ لوگ بھی اصحاب صفہ ہی تھے مگر حضرت ابو ہریرہؓ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے شہادت سے سر فراز ہو چکے تھے۔

ابن الاعرابی، سلمی، حاکم اور ابو نعیم سب نے اصحاب صفہ کی فہرست تیار کرنے کا اہتمام کیا ہے، اور قابل ذکر یہ ہے کہ ہر ایک کے یہاں کچھ ایسے نئے نام ہیں جو دوسروں کے یہاں نہیں ہیں۔ ❹

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ابو عبد الرحمٰن سلمی نے اصحاب صفہ کی پوری تاریخ ہی جمع کر دی ہے جن کی تعداد چھ سات سو کے قریب ہے لیکن اتنی بڑی تعداد بیک وقت صفہ میں کبھی نہیں رہی بلکہ ہمیشہ ان کی تعداد ستر کے آس پاس ہی رہی اگر ان میں سے کسی کا گھر آباد ہو جاتا، یا کوئی غزوہ میں چلا جاتا یا کسی کو کوئی سفر پیش آجاتا تو ایسے مواقع پر اسے صفہ کو خیر باد کہنا پڑتا ❺

☆ چند مشہور اصحاب صفہؓ کے اسمائے گرامی ☆

(۱) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ
(۲) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

❶ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۳۹) ❷ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب نوم الرجال فی المسجد (۸ : ۴۴۲)
❸ رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر صحابہؓ کو "نجد" "بیر معونہ میں بھیجا تاکہ وہاں جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، یہ قافلہ جب "بیر معونہ" پر اترا، جو بنو عامر کی زمین اور بنو سلیم کے علاقے کے درمیان واقع ہے، تو بنو سلیم کے قبیلوں نے ان کو قتل کر دیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا...﴾ الآیۃ (تاریخ طبری ۲/ ۵۴۵۔۵۵۰)
❹ فتح الباری (۱/ ۵۳۶) ❺ مجموع فتاوی شیخ الاسلام (۱/ ۸۱)

(۴) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

(۵) حضرت حنظلہ بن ابی عامر (غسیل الملائکۃ) رضی اللہ عنہ

(۶) حضرت حارثہ بن النعمان رضی اللہ عنہ

(۷) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(۹) حضرت صہیب بن سنان رومی رضی اللہ عنہ

(۱۰) حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ

(۱۱) حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ

(۱۲) حضرت سعد بن مالک ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ❶

☆اصحاب صفہؓ کے مشاغل☆

اصحاب صفہؓ کا سارا وقت تحصیل علم دین اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت میں گذرتا تھا۔ آنحضور ﷺ ان کے ساتھ بیٹھتے، ان کو تعلیم دیتے اور ان کے ساتھ لطف و محبت کا معاملہ فرماتے، ان کی ضروریات خود بھی پوری فرماتے اور صحابہؓ کو بھی تاکید فرماتے، صحابہ کرامؓ ان کو اپنے گھروں میں لے جاتے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے، نیز کھجور کے خوشے مسجد کی چھت میں لٹکا جاتے اور یہ لوگ حسب ضرورت ان سے اپنا پیٹ بھرتے۔

اصحاب صفہؓ دیگر صحابہؓ کی طرح جہاد میں بھی شرکت فرماتے تھے، آنحضور ﷺ ان کو دعوت و تبلیغ کے مشن پر بھی روانہ فرماتے اور جو لوگ صفہ میں مقیم رہتے وہ رسول اللہ ﷺ سے احادیث سن کر یاد کیا کرتے، ان میں سب سے زیادہ حضرت ابو ہریرہؓ کو حفظ حدیث میں شہرت حاصل ہوئی، وہ خود فرماتے ہیں:

تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ حدیثیں بہت بیان کرتا ہے، جبکہ دیگر مہاجرین و انصار اس کثرت سے احادیث بیان نہیں کرتے (تو سنو!) میرے مہاجر بھائیوں کا معاملہ یہ ہے کہ وہ بازاروں میں اپنے تجارتی کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اور میں گذارہ بھر روزی پر قناعت کر کے رسول

❶ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۵۰)

اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ لگا رہتا ہوں، جب وہ لوگ غائب ہوتے ہیں تو اس وقت میں حاضر رہتا ہوں، اور جب وہ لوگ بھول جاتے ہیں تو میں یاد رکھتا ہوں اور میرے انصاری بھائیوں کا حال یہ ہے کہ انہیں کھیتی باڑی سے فرصت کم مل پاتی ہے اور میں صفہ کا ایک مسکین آدمی ہوں، جہاں وہ لوگ نسیان کے شکار ہوتے ہیں وہاں میرا حافظہ کامیاب رہتا ہے، آنحضرت علیہ نے ایک دفعہ ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب تک میرا وعظ جاری ہے اس وقت تک جو شخص اپنا کپڑا پھیلائے رکھے گا اور وعظ ختم ہونے پر اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائیگا اس کو میری بات یاد ہو کر رہے گی، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنی دھاری دار چادر کو پھیلا لیا، تاآنکہ رسول اللہ علیہ نے اپنا وعظ پورا فرمایا تو میں نے اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگایا، بس اسی دن سے حضرت کا وہ وعظ میں آج تک نہیں بھولا ❶

حضرت امام مالک بن انس (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں:

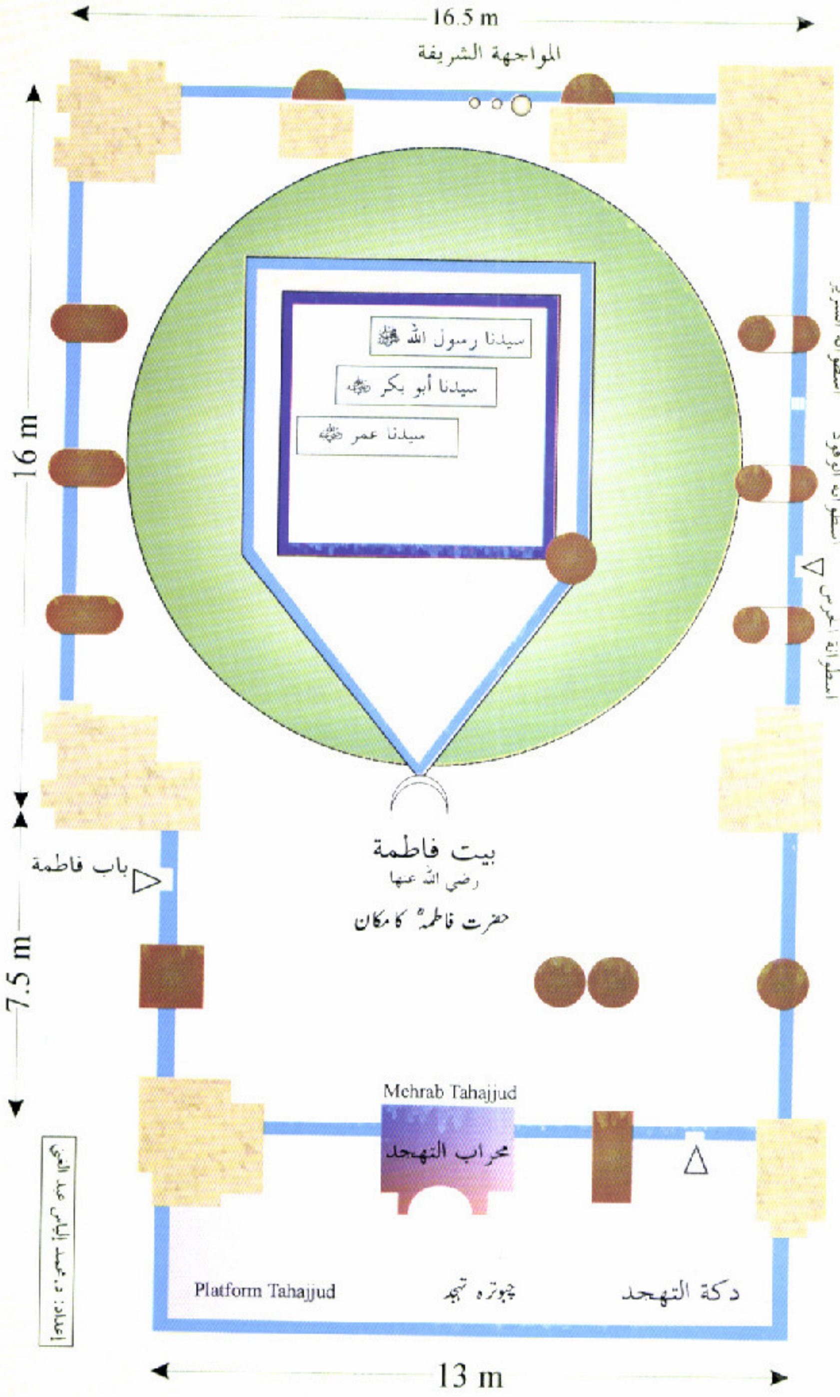
ایک دن ابو طلحہؓ آئے، دیکھا کہ آنحضرت علیہ کھڑے اصحاب صفہؓ کو قرآن کریم پڑھا رہے ہیں اور بھوک کی وجہ سے آپؐ کے پیٹ پر پتھر کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا ہے، تاکہ اس کے سہارے آپؐ کی کمر سیدھی رہے، قرآن کریم کو سمجھنا، اس کو سیکھنا، خوش الحانی کے ساتھ اس کی تلاوت کرنا اور اس کا دور کرنا یہی ان اصحاب صفہؓ کا شوق اور یہی ان کا مشغلہ تھا۔ ❷

حضرت عبادہ ❸ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ بھی اصحاب صفہؓ کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ❹

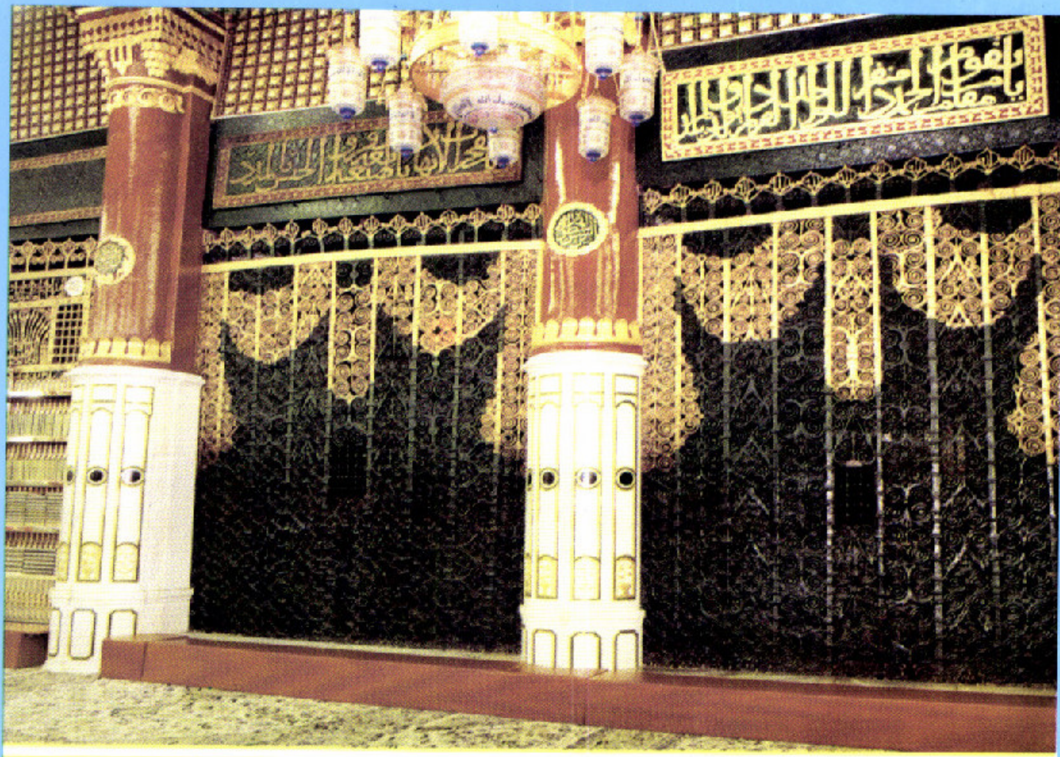
☆ اصحاب صفہؓ کا فقر و فاقہ ☆

اصحاب صفہؓ نے دین کی خاطر کیا نہیں جھیلا؟ وطن کو خیر باد کہا، اہل و عیال، اعزاء اور اقرباء سے رشتہ توڑا، مال و جائداد سے ہاتھ دھویا، اور بالکل خالی ہاتھ ایک چادر میں اپنا ستر چھپائے صفہ میں آکر دین کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب صفہؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

❶ صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب نمبر ۱ (۳۴: ۲۰۴۷) ❷ حلیۃ الاولیاء (۳۴۲/۱) ❸ یہ ابو الولید عبادہ بن صامت بن قیس انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ میں آپ بھی اپنی قوم کے نقیب مقرر کئے گئے تھے، آپ ہی پہلے وہ صحابی ہیں جنہوں نے فلسطین کے عہدۂ قضاء کو رونق بخشی، فلسطین پہنچے اور وہیں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (الاصابہ ۲۶۰/۲) ❹ مصدر سابق۔



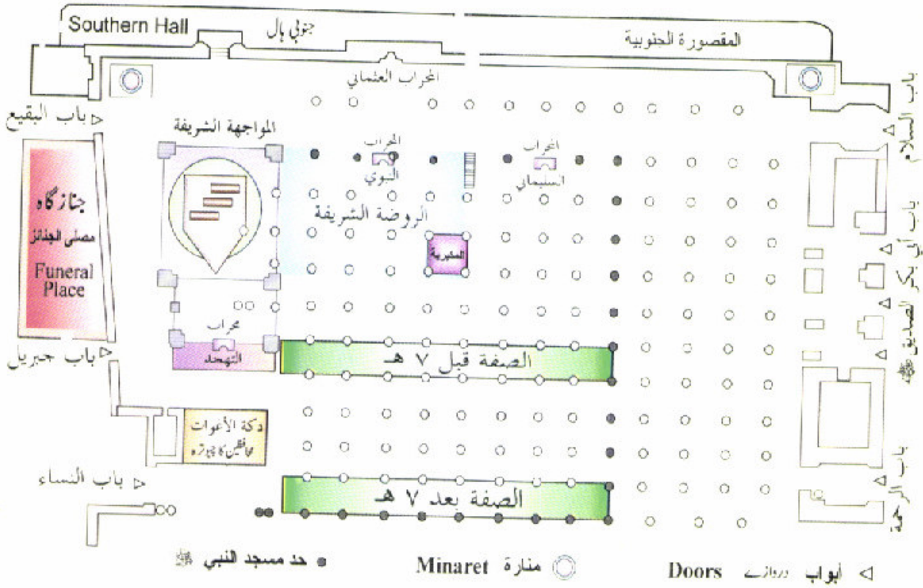
16.5 m
المواجهة الشريفة
سيدنا رسول الله ﷺ
سيدنا أبو بكر رضي الله عنه
سيدنا عمر رضي الله عنه
اسطوانة السرير
اسطوانة الوفود
اسطوانة الحرس
16 m
بيت فاطمة
رضي الله عنها
حضرت فاطمہؓ کا مکان
باب فاطمة
7.5 m
Mehrab Tahajjud
محراب التهجد
Platform Tahajjud
چبوترہ تہجد
دكة التهجد
13 m



جانب من المقصورة الشريفة واسطوانة الوفود والحرس   جالیاں اور ستون وفود و حرس

مصلى التهجد   مصلیٰ تہجد





أحمد إلياس

الموقع التقريبي للصفة

مقام صفہ کا تقریبی محل وقوع

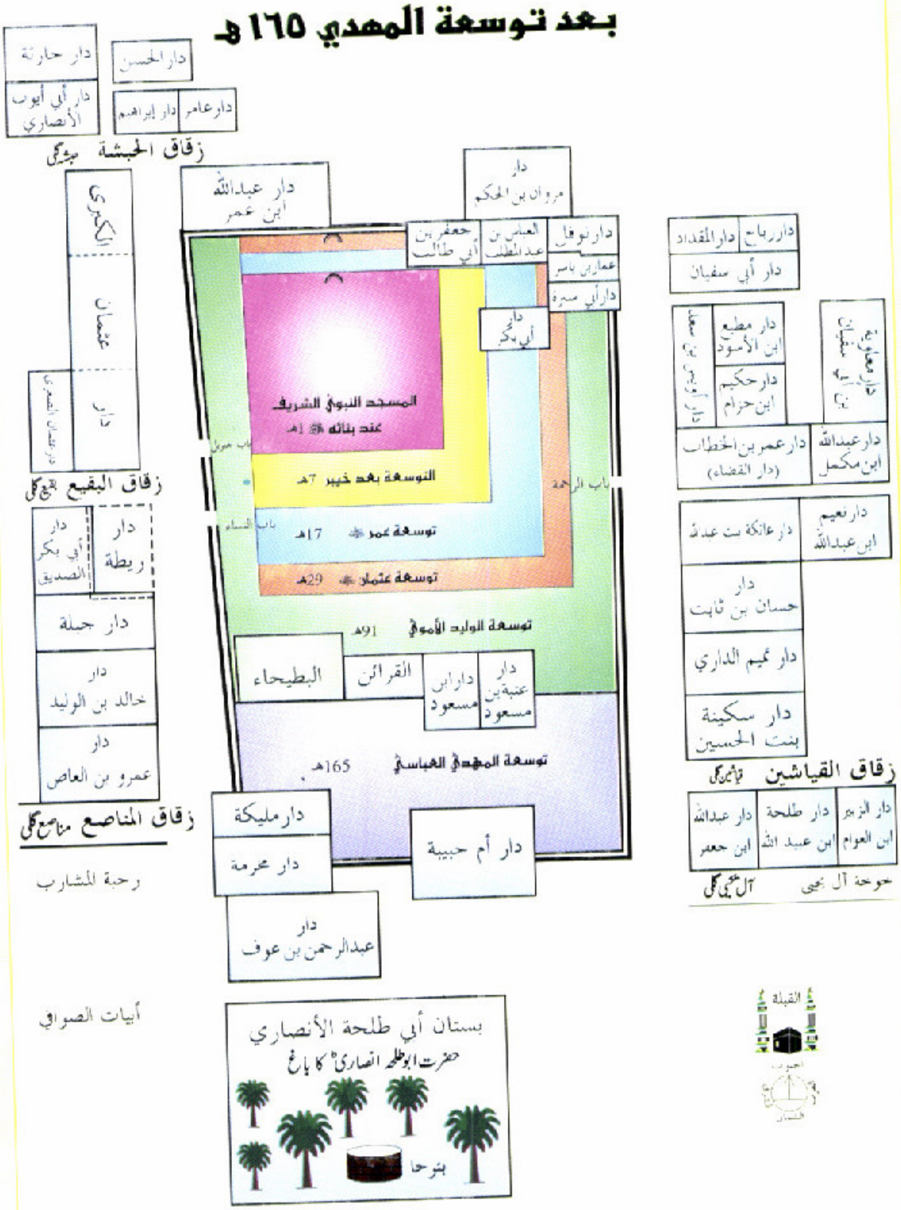
دكة الأغوات

محافظین و خدام مسجد کا چبوترہ



بيوت الصحابة حول المسجد النبوي الشريف

بعد توسعة المهدي ١٦٥هـ



مسجد نبوی کے اردگرد صحابہ کرام کے مکانات کی جگہ (۱۶۵ھ کے بعد کا تقریبی نقشہ)

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ أحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ لايَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِيْ الأرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لا يَسْألُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا...﴾ (۱)

(خیرات ان فقیروں کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں مقید ہو گئے ہیں، وہ لوگ ملک میں کہیں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف ان کے سوال سے بچنے کی وجہ سے ان کو مالدار سمجھتا ہے، البتہ آپ ان کو ان کے طرز سے پہچان لیتے ہیں، یہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے)

علامہ سدی اور مجاہد وغیرہ کہتے ہیں: یہاں قریش و دیگر قبائل کے فقراء مہاجرین مراد ہیں، اور خاص طور سے ان کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ ان کے علاوہ فقر و فاقہ کی سختیاں جھیلنے والا کوئی اور تھا ہی نہیں، یہی اصحاب صفہؓ تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بے مال اور بے اہل و عیال آتے تھے، آپؐ نے ان کے قیام کے لئے صفہؓ تعمیر کرایا، اسی لئے ان کو اصحاب صفہؓ کہا جاتا ہے۔ (۲)

ابن کعب (۳) قرظی سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہاں اصحاب صفہؓ مراد ہیں، جن کا مدینہ میں نہ کوئی مکان تھا نہ خاندان، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کو ان پر صدقہ خیرات کرنے کی ترغیب دی۔ (۴)

ایک معجزہ ایک واقعہ کیسے کیسے صبر آزما مراحل آئے۔ اور فقر و فاقے کے کیسے کیسے بد ظن کر دینے والے موڑ آئے مگر ان اصحاب صفہؓ کے پائے ثبات میں تزلزل نہ آیا بلکہ مزید استحکام ہی پیدا ہوا، ان سختیوں کا کچھ حال حضرت ابو ہریرہؓ کی زبانی سنئے، جو خود بھی صفہ کے اہم رکن بلکہ صفہ کے سردار سمجھے جاتے تھے، فرماتے ہیں:

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں میں بھوک کی تکلیف سے کبھی زمین پر پیٹ کے بل پڑا رہتا تو کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا، ایک دن رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کی گذر گاہ پر میں بیٹھ گیا، حضرت ابو بکرؓ گذرے، میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے متعلق دریافت کیا، مقصد یہ تھا کہ وہ مجھے دیکھ کر میرے چہرے اور میری آواز سے میرے حال کا اندازہ کریں۔ اور مجھے کچھ کھلا پلا کر میرا پیٹ بھریں۔ لیکن ابو بکرؓ آگے بڑھ گئے اور کچھ نہ کر سکے، پھر

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۲۷۳
(۲) الجامع لاحکام القرآن (۳/ ۳۳۹۔۳۴۰)
(۳) یہ محمد بن کعب بن سلیم قرظی مدنی ہیں، ابو حمزہ کنیت رکھتے ہیں، ثقہ اور بڑے عالم شمار کئے جاتے ہیں، ۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ھ میں وفات پائی (تقریب، ترجمہ نمبر ۶۲۵۷)
(۴) طبقات کبریٰ (۱/ ۲۵۵)

حضرت عمرؓ کا وہاں سے گذر ہوا، میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا اور ان سے بھی سوال مقصود نہ تھا، مقصد یہ تھا کہ میرے چہرے کا رنگ پڑھ کر میری حاجت بر آری کریں، لیکن وہ بھی گذر گئے۔ اور سمجھ نہ سکے، پھر ان کے بعد ابو القاسم ﷺ گذرے، آپؐ نے مجھے دیکھتے ہی تبسم فرمایا، میرے چہرے کی زردی و پژمردگی کو پڑھ لیا اور میرے دل کی شکستگی کو تاڑ لیا، فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے جواب دیا: لبیک یارسول اللہ! فرمایا: میرے ساتھ آؤ آپ ﷺ آگے آگے چلے اور میں آپؐ کے پیچھے ہو لیا، آپؐ حجرے کے اندر تشریف لے گئے اور مجھے بھی بلا لیا وہاں ایک پیالہ میں دودھ نظر آیا، آپؐ نے پوچھا: یہ دودھ کہاں سے؟ جواب ملا: فلاں نے آپؐ کو ہدیہ کیا ہے، آپنے فرمایا: اے ابو ہریرہ! میں نے کہا: لبیک اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: جاؤ اصحاب صفہؓ کو بلا لاؤ، حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں: اصحاب صفہؓ اسلام کے مہمان تھے، نہ ان کے پاس مال تھا، نہ اہل و عیال، نہ کوئی اور عزیز و قریب، جہاں وہ پناہ لے سکیں، جب آنحضور ﷺ کے پاس کوئی صدقہ آتا تو صفہ میں بھجوا دیتے اور آپؐ خود اس میں سے کچھ تناول نہ فرماتے، لیکن جب ہدیہ (تحفہ) آتا تو اصحاب صفہؓ کو بلواتے، خود بھی تناول فرماتے اور ان کو بھی شریک فرماتے، اور آج بھی جب ایسا ہی ہوا تو یہ بات مجھ پر بڑی شاق گذری، میں نے جی میں کہا: اتنا سا دودھ تمام اصحاب صفہؓ کو کس طرح کفایت کرے گا، اس کا تو میں ہی زیادہ مستحق تھا تاکہ بدن میں کچھ طاقت آجائے، میں نے جی میں کہا: جب وہ لوگ آجائیں گے تو مجھ ہی کو حکم ہوگا کہ تم پلاؤ، چنانچہ مجھے ہی پلانا پڑے گا، اگر ایسا ہوا تو کیا توقع ہے کہ اس تھوڑی سی مقدار میں میرا بھی کچھ حصہ بچے گا، مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے سوا چارہ بھی کیا ہے؟ بہر کیف میں اصحاب صفہؓ کو بلا لے گیا، انہوں نے اجازت لی اور اندر اپنی اپنی جگہ لے کر بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے آواز دی: اے ابو ہریرہ! میں نے کہا: لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: پیالہ لو اور ان لوگوں کو پلاؤ، میں نے پیالہ لیا اور ایک ایک کو پلانا شروع کیا، ہر شخص پیالہ لیتا، خوب سیر ہو کر پیتا اور مجھے واپس کر دیتا، میں پوری قوم کو شکم سیر کرتا ہوا جب رسول اللہ ﷺ تک پہنچا تو آپؐ نے پیالہ لے کر اپنے ہاتھ پر رکھ لیا، اس کے بعد میری طرف دیکھ کر آپؐ نے تبسم فرمایا، اور کہا: اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: بس اب ہم دونوں باقی ہیں، میں نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ نے سچ فرمایا، اب حضرتؐ کا حکم ہوا: بیٹھو اور تم

بھی پیو، چنانچہ میں بیٹھا پینے لگا، جب پی لیا تو آپؐ نے فرمایا : اور پیو، میں نے اور پیا، آپؐ بار بار فرماتے رہے : پیو اور پیو، تاآنکہ میں نے کہدیا، اب بس، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، آپؐ نے فرمایا : لاؤ دکھلاؤ (کتنا دودھ بچا ہے) میں نے آپ کو پیالہ دیدیا، آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بسم اللہ پڑھ کر باقی ماندہ دودھ پی لیا ❶

☆ مشترکہ کفالت کا خوش نما منظر ☆

اسلام نے ایسے اصول اور ضابطے بنائے جن میں باہمی کفالت اور مشترکہ ذمہ داری کی ٹھوس ضمانت موجود ہے، اگر معاشرہ میں بعض افراد معذور اور مجبور ہیں اور اپنی کفالت آپ کرنے سے قاصر ہیں تو ایسے لوگوں کو اسلام نے بے سہارا نہیں چھوڑا، بلکہ ان کی کفالت اور حاجت براری کی ذمہ داری معاشرہ کے باحیثیت افراد کے کاندھوں پر ڈالی جس کی وجہ سے اسلام میں ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا، جس میں غریبوں، حاجت مندوں، مظلوموں اور بے کسوں کو نہ صرف یہ کہ جینے کا حق حاصل ہوا بلکہ ان کے دکھ درد کا مکمل مداوا بھی کردیا گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس اسلامی معاشرہ کا کامل ترین نمونہ تھے، جہاں نہ کوئی چھوٹا تھا نہ بڑا، ایک کا دکھ سب کا دکھ تھا، اور ایک کی خوشی سب کی خوشی تھی، اخلاص وایثار کا جو سمندر ان کے سینوں میں موجزن تھا وہ کب کسی نے دیکھا ہوگا؟ اسی معاشرہ کی ایک سچی تصویر پیش کرتے ہوئے محمد بن سیرینؒ ❷ فرماتے ہیں :

جب شام ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اصحابہ صفہؓ کو صحابہؓ میں تقسیم فرمادیتے، کوئی ایک آدمی کو لے جاتا، کوئی دو کو اور کوئی تین کو، اسی طرح انہوں نے دس تک ذکر کیا، اور حضرت سعد بن عبادہ ❸ تو کمال ہی کرتے تھے روزانہ شام کو اسی آدمیوں کو کھانا کھلاتے۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ (۸۱ : ۶۴۵۲) ❷ یہ محمد بن سیرین بصری ہیں، خوابوں کی تعبیر میں بڑی شہرت حاصل کی، تابعیت کا بھی شرف ملا، تفسیر، حدیث اور فقہ تینوں میں کمال حاصل تھا۔ زاہدانہ زندگی گذارتے تھے، بصرہ میں ۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ (معارف ص ۴۴۲۔ تہذیب ۹/ ۲۱۴۔ ۲۱۷) ❸ یہ سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ قبیلہ خزرج کے سردار ہیں، بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ جاہلیت میں کتابت کیا کرتے تھے، اچھے تیراک اور اچھے تیرانداز بھی تھے، غزوات میں انصار کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں ہوتا تھا ۱۵ھ میں شام کے مقام "حورا" میں وفات پائی، بعض علماء کا خیال ہے کہ ۱۵ھ کے بعد وفات پائی۔ (معارف ۲۵۹۔ تہذیب التہذیب ۳/ ۴۷۵) ❹ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۴۱)

حضرت ابوذر غفاری ❶ رضی اللہ عنہ صحابہ کی ہمدردیوں کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں .

میں بھی صفہ والوں میں تھا، جب شام ہوتی تو ہم سب آنحضور ﷺ کے دروازے پر اکٹھا ہو جاتے رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے، صحابہ ایک ایک آدمی کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاتے اور عموماً دس یا دس سے کچھ زیادہ باقی رہ جاتے تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر سے کھانا لے آتے اور ہم لوگ آپؐ کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کرتے، جب کھانے سے فراغت ہو جاتی تو آپؐ فرماتے: مسجد میں سو رہو ❷

ایک معجزہ ایک واقعہ حضرت عبدالرحمٰن ❸ بن ابی بکر آنحضور ﷺ کا ایک معجزہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

غرباء کی ایک جماعت تھی جسے "اصحاب صفہ" کہا جاتا تھا، ایک دفعہ شام کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو وہ اصحاب صفہؓ سے تیسرے کو لے لے اور جس کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو وہ پانچویں بلکہ گنجائش ہو تو چھٹے کو بھی لے لے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں: ایک دن حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو لاکر پہنچاگئے، اور آنحضرت ﷺ دس آدمیوں کو لے گئے، حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس دن آپؐ ہی کے یہاں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد حضرت ابوبکرؓ ٹھہرے رہے، عشاء کی نماز ادا کی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا، جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو حضرت ابوبکرؓ مکان پر تشریف لائے، امی جان نے ان سے دریافت کیا: آپ کہاں رک گئے تھے؟ (مہمان انتظار کر رہے ہیں) ابا جان نے کہا: ارے تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ امی نے کہا: کھانا تو بار بار پیش کیا گیا مگر وہ آپ کے انتظار میں انکار کرتے رہے، اور ہمارے اصرار پر ان کا انکار ہی غالب رہا، صاحبزادے عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں ڈر کے مارے ایک جگہ جاکر چھپ گیا۔ ابا نے آواز دی: او نادان! اور بہت کچھ برا بھلا کہا، اس کے بعد مہمانوں سے فرمایا: آپ حضرات کھانا کھا لیجئے، بخدا میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ہم

❶ یہ ابوذر جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو، کنانہ کے قبیلہ غفار سے تعلق رکھتے تھے، آپکی عظمت کے لئے حضرت علیؓ کا یہ مشہور مقولہ ہی کافی ہے کہ "ابوذر سے زیادہ راست باز انسان نہ زمین نے دیکھا نہ آسمان نے" جلیل القدر صحابی تھے۔ مکہ میں آکر اسلام قبول کیا، اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم میں واپس چلے گئے پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے، ۳۲ھ میں ربذہ کے مقام پر داعی اجل کو لبیک کہا (المعارف ص ۲۲، تہذیب ۱۴۶/۶۔ ۱۴۷) ❷ الجامع لاحکام القرآن (۳۴۰/۳)

❸ یہ صدیق اکبرؓ کے صاحبزادے اور حضرت عائشہؓ کے حقیقی بھائی تھے، فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا، سعید بن المسیب سے منقول ہے: آپ سے کبھی کوئی جھوٹ نہیں سنا گیا، ۵۳ھ میں بحالت نیند وفات پائی۔ اور مکہ میں دفن کئے گئے، (تہذیب ۱۴۶/۶، ۱۴۷)

لوگ جتنا لقمہ اٹھاتے اس سے زیادہ کھانا نیچے سے بڑھ جاتا، تاآنکہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ پہلے سے زیادہ ہی تھا، ابا جان نے بھی دیکھا اور امی جان کو آواز دی: اے بنو فراس کی بہن! آؤ اور تم بھی دیکھو، امی نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک یہ تو پہلے سے تین گنا زیادہ ہے، یہ برکت دیکھ کر ابا جان نے بھی ایک لقمہ اٹھایا اور کہا: میری وہ قسم بے موقع تھی (جسے توڑنا ضروری تھا) پھر ابا جان وہ کھانا لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ ایک قوم سے ہمارا جنگ بندی کا معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی (اور اب وہاں سے ایک عظیم وفد تجدید عہد کے لئے آیا ہوا تھا) جب صبح ہوئی تو آنحضور ﷺ نے وہ کھانا اس جماعت کو اس طرح کھلایا کہ بارہ آدمیوں کو ذمہ دار بنایا اور ہر ذمہ دار کے ساتھ مہمانوں کی ایک کھیپ بھیجی گئی، خدا جانے ایک کھیپ میں کتنے لوگ تھے، مگر اس میں شک نہیں کہ کل بارہ جماعتیں بھیجی گئیں اور سب نے اسی کھانے سے کھایا۔ ❶

خوشے لٹکانا اصحاب صفہؓ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے مہمان تھے، نیز باہر سے قبائل واقوام کے چھوٹے بڑے وفود کی آمد کا سلسلہ بھی روز افزوں تھا، ان کی ضیافت اور ان کی ضروریات کی تکمیل ایک مستقل مسئلہ تھا مگر آنحضور ﷺ کے غریب مگر جاں نثار صحابہ نے اس ضیافت کو سر کا درد نہیں بلکہ سعادت کی معراج تصور کیا، ایک انصاری صحابی محمد بن مسلمہ ❷ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان مہمانوں کی ضیافت کے لئے ایک دو نکاتی پروگرام پیش کیا۔

(۱) ان مہمانوں کو انصار کے گھروں میں تقسیم فرما دیا جائے۔

(۲) وقتی ضرورت کے لئے مسجد نبوی کی دیواروں میں کھجور کے خوشے لٹکا دیئے جائیں تاکہ ہر مہمان بلا تکلف ان کھجوروں سے جب ضرورت ہو کھا لیا کرے۔

آنحضور ﷺ نے اس تجویز کو منظور فرما کر محمد بن مسلمہؓ کی حوصلہ افزائی فرمائی، سیرت نگار لکھتے ہیں کہ جب محمد بن مسلمہؓ نے مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے یہاں مہمانوں کی کثرت دیکھی تو حضرتؐ سے عرض کیا: کیوں نہیں آپ ان مہمانوں کو انصار کے گھروں میں تقسیم فرما دیتے، اور ہم آپ کے لئے ہر دیوار میں کھجور کے خوشے لٹکا دیں جو آنے والے وفود کے لئے سامان ضیافت ہو، رسول اللہ ﷺ

---

❶ صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ (۶۱: ۳۵۸۱) ❷ یہ محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خزرج انصاری حارثی ہیں جلیل القدر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں، جن تین جانباز صحابہ نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا ان میں ایک یہ بھی شامل تھے، رسول اللہ ﷺ نے بعض غزوات کے موقعہ پر مدینہ میں ان کو اپنی جانشینی کا شرف عطاء فرمایا تھا، "فارس رسولؐ" یعنی شہسوار رسول کے لقب سے مشہور تھے، مدینہ ہی میں ۴۲ھ یا ۴۳ھ میں ستتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ (المعارف ص ۲۹۶، تہذیب ۹/ ۴۵۴)

نے فرمایا: بڑا نیک خیال ہے، چنانچہ اس کے بعد جب محمد بن مسلمہؓ کے پاس کچھ نیا مال تیار ہوا تو ایک گچھا لے کر مسجد نبوی میں آئے اور دو ستونوں کے درمیان اسے لٹکا دیا، یہ دیکھ کر دیگر صحابہؓ بھی کھجوروں کے گچھے لا لا کر لٹکانے لگے، معاذ بن (1) جبل اس کام کے نگراں مقرر کیے گئے، چنانچہ حضرت معاذؓ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی باندھ دیتے، اور اسی پر کھجور کے گوشوں کو لٹکا دیتے اور جب کھانے کے وقت بیس یا کچھ زیادہ آدمی جمع ہو جاتے تو حضرت معاذ لکڑی سے مار مار کر کھجوریں گراتے اور اصحاب صفہؓ باری باری آتے اور شکم سیر ہو کر واپس جاتے، دن کے بعد جب رات آتی تو رات کو بھی یہ عمل جاری رہتا اور حضرت معاذؓ کھجوریں جھاڑ جھاڑ کر تمام اصحاب صفہؓ کو شکم سیر کر دیتے۔ (2)

حضرت براء بن عازب (3) کہتے ہیں: ہمارے پاس کھجور کے باغات تھے، ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کم بیش کھجور کے گچھے لا کر مسجد میں لٹکا دیا کرتا، اصحاب صفہؓ کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں رہتی تھی، اس لئے جب انہیں بھوک ستاتی تو کوئی لکڑی لے کر آتے اور مار مار کر کھجوریں جھاڑتے پختہ اور نیم پختہ کھجوریں جھڑ کر گرتیں اور انہیں سے اپنا پیٹ بھرتے، کچھ ایسے بھی لوگ تھے جنہیں خیر کے کاموں سے زیادہ رغبت نہیں تھی، وہ ردی اور کچی کھجوریں لا کر لٹکا دیا کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

﴿يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيْهِ اِلا أَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ﴾ (4)

(اے ایمان والو! نیک کام میں خرچ کیا کرو اپنی کمائی میں سے عمدہ چیز کو، اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کیا ہے، اور ردی چیز میں سے خرچ کرنے کی طرف نیت بھی مت لے جایا کرو، حالانکہ تم بھی ردی مال نہیں لیتے ہاں مگر چشم پوشی کر جاؤ (تو اور بات ہے) اور یہ یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں ہیں، تعریف کے لائق ہیں) اس کے بعد وہ لوگ بھی اچھی کھجوریں لانے لگے۔ (5)

---

(1) یہ معاذ بن جبل بن عمرو انصاری خزرجی ہیں، ان ستر صحابہؓ میں آپ بھی تھے جو بیعت عقبہ میں شریک ہوئے تھے۔ آپؑ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، آنحضرتؐ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا، ۱۸ھ میں طاعون میں مبتلا ہو کر شام ہی میں فوت ہو گئے، اور "غور" میں سپرد خاک کیے گئے جو کہ آجکل اردن کے علاقہ میں ہے۔ (المعارف ص ۱۰۶، الطبقات الکبریٰ ۲/ ۳۴۷)

(2) اخبار مدینۃ الرسولؐ ص ۸۸۔ (3) یہ صحابی بن صحابی یعنی براء بن عازب بن عدی مدنی ہیں، بدر میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں کم سنی کی وجہ سے شریک نہیں کیا تھا، کوفہ میں ۷۲ھ میں وفات پا کر وہیں دفن ہوئے۔ (تہذیب التہذیب: ۱/ ۴۲۶، معارف: ص ۳۲۶)

(4) سورۃ بقرہ ۲۶۷ (5) (تفسیر ابن کثیر، ۱/ ۵۶۸)

جنوبی مکانات (قبلہ کی طرف)

۱ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان

۲ حضرت حارثہ انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان

۳ حضرت حسن بن زید رضی اللہ عنہ کا مکان

۴ حضرت ابراہیم بن ہشامؒ کا مکان

۵ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مکان

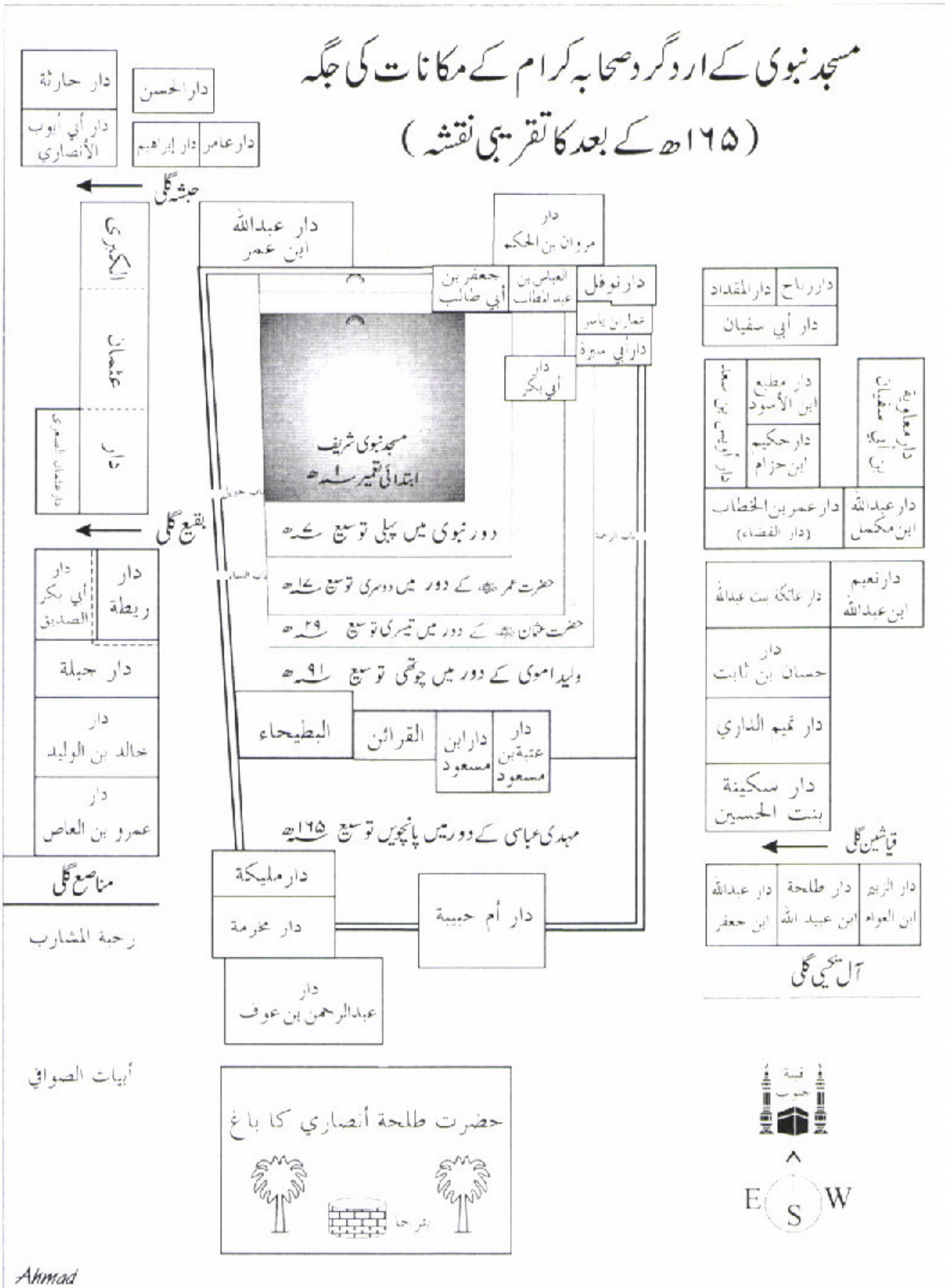
۶ حضرت عامر بن عبداللہؒ کا مکان

۷ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مکان

۸ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان

۹ آل عمر رضی اللہ عنہم کا مکان

۱۰ حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کا مکان

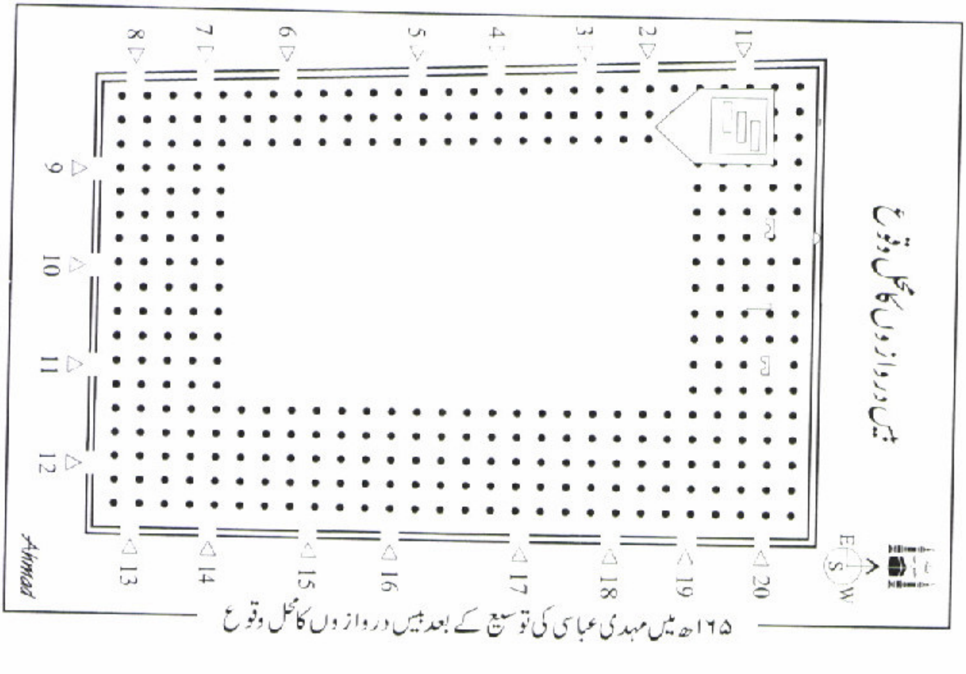

مسجد نبوی کے اردگرد صحابہ کرام کے مکانات کی جگہ
(١٦٥ھ کے بعد کا تقریبی نقشہ)
دار حارثة
دار أبي أيوب الأنصاري
دار الحسن
دار عامر
دار إبراهيم
حبشہ گلی
دار عبدالله ابن عمر
دار مروان بن الحكم
جعفر بن أبي طالب
العباس بن عبد المطلب
دار نوفل
عمار بن ياسر
دار أبي سبرة
دار أبي بكر
مسجد نبوی شریف ابتدائی تعمیر ١ھ
دور نبوی میں پہلی توسیع ٧ھ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں دوسری توسیع ١٧ھ
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں تیسری توسیع ٢٩ھ
ولید اموی کے دور میں چوتھی توسیع ٩١ھ
البطيحاء
القرائن
دار ابن مسعود
دار عتبة بن مسعود
مہدی عباسی کے دور میں پانچویں توسیع ١٦٥ھ
بقیع گلی
دار ريطة
دار أبي بكر الصديق
دار جبلة
دار خالد بن الوليد
دار عمرو بن العاص
مناصع گلی
رحبة المشارب
دار مليكة
دار مخرمة
دار أم حبيبة
دار عبدالرحمن بن عوف
أبيات الصواقي
حضرت طلحة أنصاري كا باغ
بئر حا
دار رباح
دار المقداد
دار أبي سفيان
دار مطيع ابن الأسود
دار حكيم ابن حزام
دار معاوية بن أبي سفيان
دار عمر بن الخطاب (دار القضاء)
دار نعيم ابن عبدالله
دار عاتكة بنت عبدالله
دار حسان بن ثابت
دار تميم الداري
دار سكينة بنت الحسين
قیاشین گلی
دار الزبير ابن العوام
دار طلحة ابن عبيد الله
دار عبدالله ابن جعفر
E
S
W
Ahmad

☆مسجد نبوی کے دروازے☆

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۹۱ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کرائی تو مسجد میں کل بیس دروازے کھولے، آٹھ آٹھ مشرق و مغرب میں اور چار شمال میں، اس کے بعد جب خلیفہ مہدی عباسی نے ۱۶۵ھ میں توسیع کرائی تو دروازوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہوا، البتہ حسب ضرورت ان کے محل وقوع میں تبدیلی ضرور ہوئی، جن مورخین نے ان بیس دروازوں کے تعلق سے گفتگو کی ہے اس کا محور ان دروازوں کا وہی دوسرا محل وقوع ہے جو مہدی کی توسیع کے بعد قرار پایا۔

اکثر دروازے صحابہ کرامؓ و دیگر اُن حضرات کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہوئے، جن کے مکانات ان دروازوں سے قریب تر واقع تھے، اسی لئے متقدمین علماء کو ان مکانات کی جائے وقوع کی تعیین میں مسجد نبوی کے دروازوں سے کافی مدد ملی، اور ہم بھی اسی تناظر میں ان دروازوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

اس سے پہلے کہ صحابہؓ کے مکانات کے تعلق سے گفتگو شروع کی جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اختصار کے ساتھ ان بیس دروازوں کے محل وقوع کی تعیین کرتے چلیں کہ ان سے مکانات کا محل وقوع معلوم کرنے میں مدد ملے گی نیز تاریخی بیانات اور قدیم نقشوں کی روشنی میں تیار کردہ ایک تقریبی نقشہ بھی ملاحظہ فرمائیے :



۱۶۵ھ میں مہدی عباسی کی توسیع کے بعد بیس دروازوں کا محل وقوع

☆ مشرقی دروازے ☆

(پہلا دروازہ) باب النبی (ﷺ) کہلاتا ہے، اس لئے نہیں کہ آپؐ اسی راستہ سے گھر میں تشریف لاتے لیجاتے تھے (کیونکہ آنحضورؐ کے زمانہ میں تو اس دروازے کا وجود ہی نہیں تھا) بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دروازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے بالمقابل تھا۔ لیکن اب اس کو بند کر کے اس کی جگہ پر ایک کھڑکی کھول دی گئی ہے جو آج بھی موجود ہے۔ باب ❶ البقیع نمبر (۴۱) سے باہر نکلئے تو یہ کھڑکی بائیں جانب پڑتی ہے، اور جب باہر سے کھڑکی کے پاس آپ کھڑے ہوں گے تو سامنے حجرہ شریفہ ہوگا ❷ اس کھڑکی کے اوپر ایک پتھر پر یہ آیت کندہ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

(دوسرا دروازہ) باب علیؓ کہلاتا ہے، اس لئے کہ یہ دروازہ حضرت علی و حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کے حجرہ کے بالمقابل تھا، مشرقی دیوار کی جب تجدید ہوئی تو یہ دروازہ بھی بند کر دیا گیا، ❸ اور اس کی جگہ پر بھی ایک کھڑکی کھول دی گئی جو آج بھی موجود ہے، باب جبرئیل سے باہر آیئے تو دائیں جانب جو پہلی کھڑکی پڑتی ہے وہ یہی کھڑکی ہے جو کبھی "باب علیؓ" سے مشہور تھی۔

(تیسرا دروازہ) باب جبرئیل ہے اور یہ آج تک موجود ہے۔

(چوتھا دروازہ) باب النساء ہے جو ابھی تک موجود ہے۔

(پانچواں دروازہ) یہ اسماء بنت حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اس مکان کے بالمقابل تھا جو "دار جبلہ" کے ایک حصہ میں واقع تھا ❹

(چھٹا دروازہ) یہ دروازہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے مکان کے بالمقابل تھا، اور یہیں سے خلیفہ مہدی کی توسیع والا حصہ شروع ہوتا ہے، اندر سے اس دروازہ کے اوپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:
"مِمَّا أَمَرَ بِهِ الْمَهْدِی مُحَمَّد أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، مِمَّا عَمِلَ الْبَصَرِيُّوْنَ سَنَة اثْنَتَيْنِ وَسِتِّيْنَ وَمِائَة،

---

❶ یہ دروازہ "باب السلام" کے بالمقابل مشرقی دیوار میں ۱۴۰۸ھ میں کھولا گیا ہے۔

❷ وفاء الوفا (۲/۲۸۸) ❸ مصدر سابق ❹ مصدر سابق (۲/۶۹۲)

وَمُبْتَدَأ زِيَادَةَ الْمَهْدِي فِي الْمَسْجِد"

یعنی ۱۶۲ھ میں امیر المؤمنین محمد مہدی عباسی کے فرمان پر بصرہ کے کاریگروں کے ہاتھوں یہ حصہ تعمیر ہوا اور یہیں سے مہدی کی توسیع والا حصہ شروع ہوتا ہے۔ (۱)

ساتواں دروازہ یہ دروازہ ،،زقاق المناصع" (عورتوں کے قضائے حاجت کے لئے نکلنے کے راستے) کے بالمقابل تھا۔ (۲)

آٹھواں دروازہ یہ "ابیات الصوافی" (وقف شدہ زمین پر بنائے گئے مکانات) کے بالمقابل مشرقی سمت کا بالکل آخری دروازہ تھا۔ (۳)

☆ شمالی دروازے ☆

نواں دروازہ حمید بن عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے مکان کے سامنے تھا، شمالی دروازوں میں یہی پہلا دروازہ تھا۔ (۴)

دسواں دروازہ ابو الغیث بن مغیرہ کے مکان کے سامنے تھا۔ (۵)

گیارہواں، بارہواں دروازہ یہ دونوں دروازے امیر المؤمنین کی آزاد کردہ باندی "خالصہ" کے حجروں کے سامنے واقع تھے۔ (۶)

☆ مغربی دروازے ☆

تیرہواں دروازہ یہ مغربی سمت کا پہلا دروازہ تھا اور حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے واقع تھا۔ (۷)

چودہواں دروازہ دار منیرہ کے بالمقابل تھا۔ (۸)

پندرہواں دروازہ حضرت سکینہ بنت حسین (رضی اللہ عنہما) کے مکان کے سامنے واقع تھا۔ (۸)

---

(۱) تاریخ المدینۃ المنورۃ مؤلفہ لابن شبہ (۱/ ۲۴۴، ۲۵۹) وفاء الوفا (۲/ ۶۹۳) (۲) وفاء الوفا (۲/ ۶۹۳) تحقیق النصرۃ ص ۸۷

(۳) تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۳۵) (۴) وفاء الوفا (۲/ ۶۹۵) (۵) مصدر سابق، "خالصہ" کے حالات دستیاب نہ ہو سکے۔

(۶) مصدر سابق (۷) مصدر سابق (۲/ ۶۹۶) (۸) مصدر سابق

سولهواں دروازہ شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے بالمقابل تھا۔ ❶

سترہواں دروازہ "باب رحمت" سے موسوم ہوا جو آج بھی موجود ہے۔ ❷

اٹھارہواں دروازہ یہ "دریچہ ابوبکر" اور "باب رحمت" کے درمیان تھا، اور "باب زیاد" کی جگہ پر واقع تھا۔ ❸

انیسواں دروازہ "خوخۃ ابی بکرؓ" یعنی "دریچہ ابوبکر" کے نام سے معروف و مشہور تھا ❹

بیسواں دروازہ "باب السلام" سے موسوم ہے اور اب تک موجود ہے۔ ❺

مسجد نبوی کے ان دروازوں کے مختصر جائزے کے بعد ذیل میں ملاحظہ فرمایئے مسجد نبوی کے اردگرد صحابہ کے جو مکانات واقع تھے ان کا ایک تحقیقی جائزہ، ابتداء مسجد کی سمت قبلہ میں واقع مکانات سے ہوگی، اور ان میں بھی سب سے پہلے ہجرت کے بعد آنحضور ﷺ کی سب سے پہلی قیام گاہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کا بیان ہوگا۔

(١) حضرت ابو ایوب انصاری (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

یہ زید بن کلیب بن نجار کے فرزند ہیں، نام خالد تھا، مگر ابو ایوب کنیت سے مشہور ہوئے، انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے، تمام غزوات میں شریک رہے، حضرت علیؓ نے مدینہ کا امیر مقرر کیا تھا، امیر معاویہؓ کے زمانہ میں "قبرص" کی جنگ میں شرکت فرمائی پھر یزید بن معاویہ کی قیادت میں اسلامی لشکر قسطنطینیہ پر فوج کشی کے لئے روانہ ہوا تو میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاریؓ اپنی ضعیفی کے باوجود صرف حضور ﷺ کی دی ہوئی بشارت کے شوق میں شریک ہو گئے، چنانچہ اسی سفر کے دوران مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو ساتھیوں سے کہا: جب میں مر جاؤں تو تم سے جہاں تک ہو سکے دشمن کی زمین میں گھس کر مجھے دفن کرنا، چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو مسلمانوں نے ان کی میت کو قسطنطنیہ شہر کی فصیل کے ساتھ دفن کیا، راجح یہ ہے کہ آپ کی وفات

❶ مصدر سابق ❷ خلاصۃ الوفاء ص ٣٤٤ ❸ وفاء الوفا (٢/٦٩٨) ❹ "خوخہ" چھوٹا سا دروازہ جس میں ایک ہی پٹ ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ بھی نہیں ہوتا، (اخبار مدینۃ الرسولؐ ٨٣۔ فتح الباری ١/٥٥٨) ❺ وفاء الوفاء ص ٣٤٤

۵۲ھ مطابق ۶۷۲ء میں ہوئی، امیر لشکر یزید بن معاویہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، آج بھی ان کی قبر قسطنطنیہ میں مشہور و معروف ہے۔ ❶

آپ کا مکان مسجد نبوی کے جنوب مشرق کونے پر واقع تھا، جس کے جنوب میں حضرت حارثہ بن نعمانؓ کا مکان تھا، جو بعد میں "دار جعفر صادقؒ" (جعفر صادقؒ کے مکان) سے مشہور ہوا، اور شمال میں اولاً ایک گلی "زقاق حبشہ" نام سے تھی، اس کے بعد اسی سمت میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مکان تھا اور مغربی سمت میں بھی ایک تنگ گلی تھی، جس کے بعد متصلاً حسن بن زید کا مکان تھا۔

آنحضرت ﷺ جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے اسی مکان میں فروکش ہوئے، اور جب تک ازواج مطہرات کے حجرے تعمیر نہیں ہوئے یہیں مقیم رہے۔

ابو ایوبؓ کے گھر میں حبیبِ کبریاء ﷺ ٹھہرے
مگر جب ہو گئی تیار مسجد اسمیں آٹھہرے (حفیظ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ پہنچے تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے پاس اترے اور دریافت کیا: ہمارے ننھیال عزیزوں میں کس کا مکان سب سے قریب ہے؟ حضرت ابو ایوبؓ نے کہا: میں ہوں، اللہ کے نبی! یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ، آپؐ نے فرمایا: جاؤ ہمارے لئے آرام کا بندوبست کرو۔ ❷

رکی یکبارگی ناقہ بحکمِ حضرت باری
جہاں اک سمت بستے تھے ابو ایوب انصاریؓ
صحابہؓ سے کہا جب تک نہ ہو مسجد کی تیاری
ہمارے میزباں ہونگے ابو ایوب انصاریؓ (حفیظ)

حضرت ابو ایوبؓ کے آزاد کردہ غلام افلح کہتے ہیں: جب آنحضور ﷺ تشریف لائے تو زیریں منزل کو اختیار فرمایا اور ابو ایوب اور ان کا کنبہ بالائی منزل میں مقیم رہا۔

ادب کی اعلیٰ مثال ایک شب کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو ایوبؓ کو خیال آیا کہ ہم آنحضور ﷺ

❶ المعارف ص ۲۷۴۔ تہذیب التہذیب (۳/ ۹۰) ❷ وفاء الوفا (۱/ ۲۶۲)

کے سر کے اوپر چل پھر رہے ہیں، فوراً وہاں سے کھسک گئے اور ایک کنارے سو کر رات گذاری، صبح ہوئی تو حضور ﷺ سے واقعہ عرض کیا، آپؐ نے فرمایا: یہیں مناسب ہے، حضرت ابو ایوبؓ نے کہا: میں اس چھت پر نہیں رہ سکتا جس کے نیچے آپؐ ہوں، چنانچہ آنحضور ﷺ بالائی منزل میں اور ابو ایوب انصاریؓ زیریں منزل میں منتقل ہو گئے ❶

بعد میں اس مکان میں کافی تبدیلیاں ہوئیں، بقول عباسی ❷ سب سے اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ ملک شہاب الدین غازی نے اسے خرید کر ایک مدرسہ تعمیر کیا، اور اپنے نام سے منسوب کر کے اس کا نام "مدرسہ شہابیہ" رکھا، اور اسے چاروں فقہی مذاہب کی تعلیم کے لئے وقف کر دیا۔ ❸ یوں آنحضور ﷺ کی پہلی قیامگاہ اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مکان امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی فقہ کی تعلیم کا مرکز بن گیا۔

عبد القدوس انصاری کہتے ❹ ہیں: تیرہویں صدی ہجری کے آخر میں پھر اس کی تعمیر نو ہوئی اور اب مدرسہ کے بجائے گنبد و محراب بنا کر مسجد کی شکل دیدی گئی اور اس کی بیرونی دیوار میں ایک پتھر پر جلی حروف میں یہ عبارت کندہ کر دی گئی: هٰذَا بَيْتُ أَبِيْ أَيُّوْب الأَنْصَارِيْ موفد النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (فی ۱۲۹۱ھ)

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب اباحۃ اکل الثوم (۳۶ / ۲۵۰۳) ❷ یہ احمد بن عبد الحمید عباسی "عمدۃ الأخبار فی مدینۃ المختار" کے مصنف ہیں، مشہور ہے کہ دسویں صدی ہجری میں فوت ہوئے، لیکن "عمدۃ الاخبار" کی متعدد عبارتیں شاہد ہیں کہ آپ کی وفات گیارہویں صدی میں ہوئی، کیونکہ مصنف علیہ الرحمۃ "مسجد عتبان" سے متعلق اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں: "ہم نے اس مسجد کو ۱۰۳۶ھ میں پرانی بنیادوں پر از سر نو تعمیر کیا" (عمدہ ص ۲۰۷ طبع دوم) اور "مسجد سعد بن خیثمہ" کے بارے میں لکھتے ہیں: "ہمارے زمانہ میں اس مسجد کی تعمیر نو ۱۰۳۳ھ میں ہوئی" اس لئے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ احمد عباسی کی وفات گیارہویں صدی میں ۱۰۳۶ھ کے بعد ہی ہوئی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کا ذرا اندازہ لگائیے کہ مصنف نے مدینہ طیبہ کی تاریخ اور آثار قدیمہ کی تحقیق و جستجو میں ساٹھ سال سے زائد عرصہ تک خون جگر جلانے کے بعد یہ کتاب ۱۰۳۶ھ میں مکمل کی ہے، کیونکہ مصنف نے اسی کتاب میں مسجد منارتین کے بیان میں صراحت کی ہے کہ انہوں نے ۹۷۲ھ میں اس مسجد کو دریافت کیا تھا۔ اب اگر کم از کم اسی سنہ کو مدت تحقیق کی ابتدا مان لیا جائے اور ۱۰۳۶ھ کو انتہاء، تو یہ کل ۶۴ سال ہوئے، ظاہر ہے بحر علم و تحقیق میں اتنی طویل غوطہ خوری کے بعد جو کتاب تیار ہو گی وہ کس قدر لعل و جواہر سے مزین ہو گی؟ یہ وہی بتا سکتے ہیں جنہیں اس میدان میں کام کرنے کا سابقہ پڑ چکا ہو

❸ عمدۃ الأخبار ص ۱۱۷ ❹ یہ عبد القدوس انصاری مشہور ادیب اور پائے کے صحافی تھے متعدد مفید ادبی کتابیں تصنیف فرمائیں، ایک ادبی رسالہ "المنہل" کے نام سے جاری کیا تھا، آخر عمر میں سعودی وزارت عظمی کے محکمہ میں عمومی معاملات کے ایڈمنسٹریٹر کے عہدہ پر فائز ہوئے (آثار المدینۃ المنورۃ ص ۲۱) ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں وفات پائی۔

(یہ ابو ایوب انصاریؓ کا مکان اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی اولین قیام گاہ ہے، جس کی تعمیر جدید ۱۲۹۱ھ میں ہوئی۔)

اس کے بعد پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کی عظیم ترین توسیع کا منصوبہ بنایا تو یہ مکان بھی اس توسیع کی نذر ہو گیا، جو اگرچہ مسجد کی عمارت میں شامل نہ ہو سکا، کیوں کہ اس سمت میں کوئی توسیع نہیں کی گئی، تاہم مسجد کی چاروں جانب جو وسیع و عریض لان بنائے گئے ہیں ان میں اس جگہ کو شامل کر دیا گیا اور اب اس کا محل وقوع مسجد نبوی کے جنوب مشرقی کونے پر صدر مینارہ سے چند قدم کے فاصلہ پر سمجھنا چاہئے۔

(۲) حضرت حارثہ بن نعمان انصاری (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

یہ نعمان بن نفیع نجاری کے فرزند تھے، اور انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے، تمام غزوات خصوصاً غزوۂ بدر میں شرکت سے مشرف ہوئے، دین کے بڑے پاسدار، دل کے فیاض اور ماں کے بڑے فرمانبردار تھے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہوا تو تلاوت کی آواز سنی، دریافت کیا: یہ کون ہے؟ جواب ملا: حارثہ بن نعمان ہیں، آپؐ نے فرمایا: ماں کی اطاعت کا ثمرہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ واقعی حارثہ ماں کی اطاعت شعاری اور فرماں برداری میں ممتاز تھے۔ ❶

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرئیلؑ تشریف فرما تھے کہ حضرت حارثہؓ سلام کرتے ہوئے گذر گئے، جب واپس لوٹے تو حضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: حارثہؓ! تم نے ان صاحب کو دیکھا تھا جو میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت حارثہؓ نے کہا: جی حضور، آپؐ نے فرمایا: وہ جبرئیل تھے، جب تم نے سلام کیا تو انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا۔

آخر عمر میں نگاہ سے معذور ہو گئے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۵۰ھ میں وفات پائی۔

یہی وہ پہلے سعادت مند صحابی ہیں جنھوں نے مسجد نبوی کے آس پاس کے اپنے مکانات رسول اللہ ﷺ کو پیش کر دیئے کہ اپنی صوابدید کے مطابق جو جگہ چاہیں اپنے استعمال میں لائیں اور

❶ مسند احمد (۶/۱۵۱)

مہاجرین صحابہؓ کو بھی مرحمت فرمائیں، کہتے ہیں کہ : جب رسول اللہ ﷺ نیا نکاح فرماتے تو حارثہ اپنا ایک مکان خالی کر دیتے، بالآخر ان کے جتنے مکانات مسجد نبوی کے ارد گرد تھے سب کے سب انہوں نے آپؐ اور آپؐ کی ازواج مطہرات اور مہاجر صحابہؓ کے لئے خالی کر دیئے ❶

آپؐ کا رہائشی مکان مسجد نبوی سے جنوب مشرقی سمت میں اور ابو ایوب انصاریؓ کے مکان سے متصل جنوب میں واقع تھا، اس مکان نے بھی بڑی تبدیلیاں دیکھیں، کبھی اس میں حضرت جعفر صادقؒ رہا کرتے تھے، ان کے بعد اس کو منہدم کر کے صحن بنا دیا گیا، اس کے کچھ عرصہ بعد یہ زمین آل منیف ❷ کے رؤساء و سرداروں کی ملکیت میں چلی گئی، پھر ان سے منتقل ہو کر شیخ حرم شاہین ❸ جمالی کی زیر ملکیت آئی، انہوں نے اس پر اپنی رہائش کے لئے مکان بنوالیا۔

چودھویں صدی ہجری میں یہ جگہ مسجد نبوی کے اوقاف میں شامل تھی، اور اب خادم حرمین شریفین شاہ فہد حفظہ اللہ کی توسیع کے بعد یہ جگہ مسجد کے جنوبی صحن میں شامل ہو گئی۔

کوچۂ حبشہ یہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہما کے مکانات کے بیچوں بیچ مسجد کے جنوب مشرقی گوشے پر پانچ ہاتھ چوڑی ایک گلی تھی، جسے "زقاق حبشہ" کہا جاتا تھا، حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے دوران اس نے بھی اپنا نام ونشان کھو دیا۔

(۳) حضرت حسن بن زید بن حسن (رضی اللہ عنہم) اور ان کا مکان

یہ حضرت علیؓ کے پڑپوتے ہیں، ۸۳ھ میں پیدا ہوئے، مشہور شرفاء میں شمار ہوتے تھے، اپنے زمانہ میں بنو ہاشم کے سردار تھے، منصور عباسی ❹ نے مدینہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ لیکن پانچ سال بعد جب منصور کو اپنے خلاف ان سے کچھ اندیشہ لاحق ہوا تو معزول کر کے انہیں بغداد میں قید کر دیا، لیکن جب مہدی عباسی نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تو نہ صرف ان کو قید خانہ سے باہر نکالا، بلکہ

❶ ایضاً (۶/ ۱۵۱۔ ۱۵۳) مجمع الزوائد (۹/ ۳۱۳) اصابہ (۱/ ۲۹۸) اسد الغابہ (۱/ ۵۲۵) وفاء الوفاء (۲/ ۳۱۳) ❷ یہ امیر منیف بن شیحہ بن ہشام بن قاسم بن مھنا کی اولاد ہیں۔ ❸ شاہین جمالی ۸۳۸ھ مطابق ۱۴۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ جدہ میں شاہی عمارتیں انہیں کی نگرانی میں تعمیر ہوئیں۔ ان سے فارغ ہوئے تو مسجد حرام کی توسیع وتعمیر کا کام سپرد کیا گیا نیز جدہ کی نیابت عطاء کی گئی، اس کے بعد ۸۹۱ھ سے ۹۰۲ھ تک مسجد نبوی کے شیخ الخدام رہے، اور مدینہ کی بعض قدیم عمارتوں کو از سر نو تعمیر کرایا۔ (الضوء اللامع (۳/ ۲۹۳، ۲۹۴) ❹ یہ خلیفہ عباسی ثانی ابو جعفر عبد اللہ بن محمد ہیں، سلطنت عباسیہ کے اصل بانی یہی تھے، مسند خلافت پر ۱۳۶ھ میں متمکن ہوئے تھے (الموسوعۃ العربیۃ المیسرۃ (۲/ ۱۷۵۴)

حضر و سفر میں ان کو اپنا رفیق بنا لیا ایک دفعہ مہدی کے ساتھ حج کے ارادہ سے چلے، بغداد سے پانچ میل کے فاصلہ پر مقام حاجر" پہنچ کر راستہ تبدیل کر لیا، بجائے مکہ کے رب مکہ کا رخ کر لیا اور سفر آخرت پر روانہ ہو گئے۔

آپ کا مکان مدینہ میں مسجد کے جنوب اور حارثہ بن نعمانؓ کے مکان سے مغربی سمت میں واقع تھا۔ پہلے اس جگہ قبیلہ بنو غنم کا "فویرع" نامی قلعہ تھا حضرت حسن بن زید نے اس کو منہدم کر کے اپنا مکان بنوایا، اس کے بعد نویں صدی ہجری میں آل منیف کے سرداروں نے اسی جگہ از سر نو مکان تعمیر کیا۔

اس مکان کا محل وقوع کچھ ایسا تھا کہ چاروں طرف گلی ہی گلی تھی مشرقی جانب حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مکان تھا، مغربی طرف بنو صالح کا مکان تھا، شمالی جانب ابراہیم بن ہشام کا اور جنوبی جانب بھی ایک مکان تھا، مگر کسی کا مکان حسن بن زید کے مکان سے متصل نہ تھا، بلکہ ہر طرف گلی حائل تھی۔

اس دار حسن کی جگہ پر شیخ الاسلام عارف حکمت نے ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۵۳ء میں ایک کتب خانہ تعمیر کروایا، جو "مکتبہ عارف حکمت" کے نام سے مشہور ہوا، یہ کتب خانہ اپنے حسین و جمیل اور مضبوط گنبد کی وجہ سے ممتاز اور نمایاں تھا، حکومت سعودیہ کی دوسری توسیع کے دوران منہدم کر کے اس جگہ کو مسجد کے جنوبی صحن میں شامل کر لیا گیا، جو صدر مینارہ سے چند ہی قدم کی فاصلہ پر ہے۔ اور مکتبہ عارف حکمت کی نادر کتب کو مکتبہ ملک عبدالعزیز میں منتقل کر دیا گیا۔

(۴) ابراہیم بن ہشام کا مکان

تاریخی مطالعے سے ابراہیم بن ہشام کے مکان کی حدود اربعہ کچھ اس طرح بنتی ہیں کہ مغرب کی طرف متصلاً عامر بن عبداللہ کا مکان تھا، شمالی طرف جنازہ گاہ، جنوبی طرف ایک راستہ جس کے دوسرے کنارے پر حسن بن زید کا مکان تھا گویا ابراہیم بن ہشام اور حسن بن زید کے مکانات بالکل آمنے سامنے تھے، بیچ میں پانچ ہاتھ چوڑی ایک گلی حائل تھی، جو "مدرسہ شہابیہ" یعنی دار ابو ایوب انصاری کے مکان سے نکلتی تھی اور بنو صالح کے مکان تک جاتی تھی، بنو صالح کا مکان حسن بن زید کے مکان سے مغربی سمت میں واقع تھا۔ ❶

ابراہیم بن ہشام کے بعد یہ مکان فرج خصی ابو مسلم کے قبضہ میں آیا، پھر ایک زمانہ میں یہاں مسافر خانہ تعمیر کیا گیا تھا، جو "رباط مراغۃ" سے مشہور تھا۔ ❷

❶ وفاء الوفاء (۲/۷۳۷) ❷ مصدر سابق (۲/۷۳۵)

(۵) حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

یہ مالک بن اہیب بن عبد مناف کے فرزند تھے، والد کی کنیت ابو وقاص تھی، اس لئے "سعد بن ابی وقاص" سے مشہور ہوئے، اصحاب صفہ، عشرہ مبشرہ اور اول اسلام لانے والوں میں شامل تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لئے جن چھ اکابر صحابہ کو مشورہ کے لئے نامزد فرمایا تھا، ان میں ایک یہ بھی تھے، قادسیہ انہیں کے ہاتھوں فتح ہوا، اسلام کے غازی اور بڑے مستجاب الدعاء انسان تھے۔ اسلام کی خاطر سب سے پہلے تیر چلانے کا شرف انہی نے حاصل کیا، عہد فاروقی اور عہد عثمانی دونوں میں کوفہ کے گورنر رہے، حضرت عثمانؓ ہی کے زمانہ میں کوفہ سے مدینہ واپس آئے سنہ ۵۰ ہجری کے بعد وفات پائی، اور بقیع شریف میں دفن ہوئے۔ ❶

آپ کا مکان مسجد نبوی سے جنوب مشرقی سمت پر ابراہیم بن ہشام کے مکان کے بالکل سامنے تھا بیچ میں ایک گلی کا فاصلہ تھا ❷ غالباً بعد میں حسن بن زید کے مکان میں شامل ہو گیا۔

(٦) حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہم) اور ان کا مکان

یہ عبد اللہ بن زبیر بن عوامؓ کے صاحبزادے تھے، بڑے عابد وزاہد اور خدا ترس انسان تھے، ایک دفعہ ان کا جوتا چوری ہو گیا، تو قسم کھائی کہ اب جوتا کبھی نہیں خریدوں گا، خدانخواستہ پھر کوئی مسلمان چوری کر لے اور گنہگار ہو جائے، ۱۲۱ھ میں وفات پائی۔ ❸

آپؓ کا مکان ابراہیم بن ہشام کے مکان سے مغربی جانب متصل تھا، جنوبی جانب وہ گلی تھی جو "مدرسہ شہابیہ" کے دروازہ سے نکل کر بنو صالح کے مکان تک جاتی تھی، اور مغربی جانب بھی ایک گلی تھی جو "دریچہ آل عمر" سے نکلتی تھی۔ شمالی جانب آل عمرؓ کا گھر تھا درمیان میں گلی تھی۔ ❹

(۷) حضرت جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

یہ آنحضرت ﷺ کے چچا ابو طالب کے فرزند تھے، ابتداء ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، مشرکین کی ایذاء رسانیوں سے تنگ آکر حبشہ کی ہجرت کی، شاہ حبشہ نجاشی نے انہی کے ہاتھوں پر

❶ طبقات ابن سعد (۳/ ۱۳۹ـ۱۴۸) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۹۲ـ۱۲۴) ❷ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۳۷) ❸ المعارف ص ۲۲۶، تہذیب التہذیب (۵/ ۷۴) ❹ ملخص از تاریخ المدینہ (۱/ ۲۶۰) عمدۃ الاخبار (ص ۱۱۷) وفاء الوفا (۲/ ۷۳۴)

اسلام قبول کیا، جب انہیں آنحضور ﷺ کی ہجرت مدینہ کی خبر ملی تو حبشہ سے مدینہ لوٹ آئے، اسی دن خیبر فتح ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ کی خوشی دوبالا ہو گئی، اور فرمایا: میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے جعفر کے آنے کی زیادہ خوشی ہے یا خیبر کے فتح ہونے کی۔

آنحضرت ﷺ نے ان کی کنیت "ابو المساکین" رکھی، آپؐ فرماتے تھے صورت و سیرت دونوں میں تو نے میری مشابہت پائی ہے، ۸ھ میں رومی عیسائیوں کے مقابلہ میں جنگ "مؤتہ" ہوئی تو امیر لشکر زید بن حارثہؓ کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت جعفرؓ نے جھنڈا سنبھالا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے، دیکھا گیا تو جسم پر نوے سے زیادہ زخموں کے نشانات تھے، آنحضرتؐ کو حضرت جعفر کی شہادت کا سخت قلق ہوا، آپؐ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ جعفر جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں، حضورؐ کے اسی ارشاد کی وجہ سے "جعفر طیار" نام سے مشہور ہوئے۔ (۱)

آپ کا مکان مسجد نبوی سے سمت قبلہ مسجد سے بالکل متصل واقع تھا، اور مغرب کی طرف حضرت عباسؓ کا مکان تھا، حضرت جعفرؓ جب حبشہ سے لوٹ کر آئے تو آنحضرت ﷺ نے یہی جگہ نشان زد کر کے عطاء کی، ۱۷ھ میں جب حضرت عمرؓ نے مسجد کی توسیع فرمائی تو اس مکان کا کچھ حصہ مسجد کی حد میں شامل ہو گیا۔ اور جب ۲۹ھ میں حضرت عثمانؓ نے توسیع فرمائی تو باقی ماندہ حصہ بھی مسجد میں شامل کر لیا۔ (۲)

(۸) حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

عباس بن عبد المطلب آنحضور ﷺ کے چچا ہیں، جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ بادل نخواستہ شریک ہوئے، مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور فدیہ دے کر آزاد ہوئے۔ اس گرفتاری کے دوران آپ کو قمیص کی ضرورت محسوس ہوئی تو کسی کی قمیص انہیں پوری نہ آتی تھی تو عبد اللہ بن ابی بن سلول (منافق) نے انہیں اپنی قمیص پہنادی۔ اس احسان کا بدلہ چکاتے ہوئے آنحضور ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کے مرنے کے بعد اپنی قمیص اسکے کفن کیلئے دیدی۔ بعد میں ایمان قبول کیا اور ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آگئے، حضور ﷺ نے انہیں کے قدیم جگری دوست نوفل بن حارث کو ان کا بھائی بنا دیا۔

"عمارہ" یعنی خانہ کعبہ کی دیکھ بھال اور "سقایہ" یعنی حاجیوں کے خورد و نوش کا انتظام، یہ

(۱) الاصابہ (۲۳۹/۱-۲۴۰) المستدرک (۲۰۹/۳) (۲) وفاء الوفا (۵۰۸/۲)

دونوں عہدے حضرت عباس کو وراثت میں ملے تھے، مکہ فتح ہوا تو آنحضرت ﷺ نے یہ دونوں عہدے انہی کے پاس باقی رکھے۔

عام الفیل سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، دراز قد گورے اور خوبرو تھے، ۳۲ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا، انتقال سے پہلے بینائی سے معذور ہو گئے تھے، کل نواسی برس کی عمر پائی۔ ❶

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ کے لئے مسجد نبوی کے قبلہ کی جانب ایک قطعہ زمین نشان زد فرمادیا، حضرت عباسؓ نے مکان تعمیر کیا، جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو یہ رجزیہ اشعار کہے:

بنيتها باللبن والحجارة...... والخشبات فوقها مطارة...... يا ربنا بارك لأهل الدارة

یعنی میں نے اس مکان کو کچی اینٹوں، پتھروں اور لکڑیوں سے بنایا ہے، اس کے اوپر پرندوں کے بیٹھنے اور اڑنے کی جگہ ہے، اے ہمارے پروردگار! اس گھر میں بسنے والوں کے لئے برکت نازل فرما۔ آنحضرت ﷺ نے بھی دعا فرمائی: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ هٰذِهِ الدَّارَةِ (خدایا اس گھر میں برکت نازل فرما)۔

اس گھر کا پرنالہ خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کے کندھے پر چڑھ کر باندھا تھا۔ ❷

تاریخی روایتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عباسؓ کا مکان منبر کی طرف سے پانچویں ستون اور باب السلام کی طرف سے دوسرے ستون کے درمیان واقع تھا، اس مکان کے تین حصے ہوئے، ایک حصہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی توسیع اور دوسرا حصہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیع کے دوران مسجد نبوی میں شامل ہوا، تیرہ ہاتھ لمبا ایک حصہ باقی رہ گیا تھا، جس کے بارے میں روایتوں میں آتا ہے کہ اس حصہ میں حضرت عباسؓ اپنے مویشیوں کو باندھا کرتے تھے، پہلے اس حصہ کو مروان بن حکم نے اپنے مکان میں شامل کیا، پھر جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے مسجد کی توسیع فرمائی تو حضرت عباسؓ والے تیرہ ہاتھ لمبے حصے کو مروان کے مکان سے الگ کر کے مسجد میں داخل کر لیا۔ ❸

ایک نصیحت آمیز واقعہ حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی کی توسیع کا ارادہ فرمایا تو آس پاس کے بعض مکانات خرید لئے، جنوبی طرف حضرت عباسؓ کا مکان مسجد

❶ اسد الغابہ (۳/ ۶۰۔ ۶۳) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۷۸) ❷ وفاء الوفا (۲/ ۴۰۲)
❸ ملخص از وفاء الوفاء (۲/ ۵۱۸) اخبار مدینۃ الرسول ص ۹۹

سے متصل تھا، حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا: اے ابوالفضل! مسلمانوں کی مسجد تنگ ہو گئی ہے۔ توسیع کے لئے میں نے آس پاس کے مکانات خرید لئے ہیں۔ آپ بھی اپنا مکان فروخت کر دیں۔ اور جتنا معاوضہ کہیں میں بیت المال سے ادا کر دوں گا۔ حضرت عباسؓ نے کہا: میں یہ کام نہیں کر سکتا، دوبارہ حضرت عمرؓ نے کہا: تین باتوں میں سے ایک بات مان لیں، یا تو اسے فروخت کر دیں اور معاوضہ جتنا چاہیں لے لیں، یا مدینہ میں جہاں آپ کہیں وہاں میں آپ کے لئے مکان بنوادوں، یا پھر مسلمانوں کی نفع رسانی اور مسجد کی توسیع کے لئے وقف کر دیں، حضرت عباسؓ نے کہا: مجھے ان میں سے کوئی بات منظور نہیں، حضرت عمر نے دیکھا کہ مسئلہ حل نہیں ہونے والا ہے تو فرمایا آپ جسے چاہیں فیصل مقرر کر دیں وہ ہمارے اس معاملہ کا تصفیہ کر دے، حضرت عباسؓ نے کہا: میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ❶ کو فیصل بناتا ہوں، دونوں حضرات اٹھے اور ابی بن کعبؓ کے مکان پر پہنچے، حضرت ابیؓ نے دیکھا تو ان کے اعزاز میں تکیہ وغیرہ لگوایا اور دونوں بزرگوں کو بٹھایا۔

حضرت عمرؓ نے بات شروع کرتے ہوئے کہا: ہم دونوں نے آپ کو اپنا فیصل مقرر کیا ہے۔ آپ جو فیصلہ فرمائیں ہم دونوں منظور کریں گے۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا: ابوالفضل! آپ اپنی بات کہئے، حضرت عباسؓ نے کہا: یہ زمین جس پر میرا مکان ہے، خود رسول اللہ ﷺ کی عطاء کردہ ہے، یہ مکان میں نے بنایا، اور خود رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس اس کی تعمیر میں شریک رہے، بخدا یہ پرنالہ، خود رسول اللہؐ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی اپنی بات کی، حضرت ابیؓ نے فرمایا: آپ دونوں اجازت دیں تو میں رسول پاک ﷺ کی ایک حدیث سناؤں، دونوں بزرگوں نے عرض کیا: بیشک سنایئے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے لئے ایک گھر تعمیر کرو جس میں مجھے یاد کیا جائے، اور میری عبادت کی جائے، چنانچہ جہاں پر مسجد اقصیٰ واقع ہے وہاں من جانب اللہ زمین نشان زد کر دی گئی، مگر وہ نشان مربع (چوکور) نہ تھا، ایک گوشہ پر ایک اسرائیلی کا مکان واقع تھا، حضرت

---

❶ یہ کاتب وحی ابی بن کعب بن قیس خزرجی انصاری ہیں، بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے، "ابو المنذر" اور "ابو الطفیل" ان کی کنیت تھی، بیعت عقبہ، بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، جو صحابہ کرام حفظ قرآن میں مشہور ہوئے ان میں آپ کا بھی اسم گرامی شامل ہے ۲۲ھ میں وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں: ۳۰ھ میں، واللہ اعلم۔ (اسد الغابۃ ۱/۶۱-۶۳)

داؤد علیہ السلام نے اس سے بات کی اور کہا: مکان کا یہ گوشہ فروخت کر دو تاکہ اللہ کا گھر بنایا جا سکے، اس نے انکار کر دیا، داؤد علیہ السلام نے اپنے جی میں سوچا: یہ گوشہ زبردستی لے لیا جائے، اللہ تعالیٰ کا عتاب نازل ہوا: اے داؤد! میں نے تمہیں اپنی عبادت گاہ بنانے کے لئے کہا تھا، اور تم اس میں زور و زبردستی کو شامل کرنا چاہتے ہو، یہ میری شان کے خلاف ہے، اب تیری سزا یہ ہے کہ تو میرا گھر بنانے کا ارادہ ترک کر دے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: میں جس ارادے سے آیا تھا آپ نے اس سے بھی سخت بات کہدی، حضرت عمرؓ ان کو مسجد نبوی میں لے کر آئے۔ وہاں کچھ صحابہؓ حلقہ بنائے بیٹھے تھے، حضرت ابیؓ نے کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت داؤد کے بیت المقدس تعمیر کرنے والی حدیث سنی ہو تو وہ اسے ضرور بیان کرے، حضرت ابوذر غفاریؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس حدیث کو سنا ہے، ایک اور صحابی نے کہا: میں نے بھی سنا ہے۔

اب حضرت ابیؓ حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: عمر! تم مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے بارے میں تہمت دیتے ہو، حضرت عمرؓ نے فرمایا: بخدا، اے ابو المنذر! میں نے آپ پر کوئی تہمت نہیں لگائی، میں چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بالکل واضح ہو جائے، پھر حضرت عمرؓ حضرت عباسؓ سے مخاطب ہوئے اور کہا: جائیے میں اب آپ سے آپ کے مکان کے بارے میں کچھ نہ کہوں گا، حضرت عباسؓ نے کہا: جب آپ نے ایسی بات کہدی تو اب میں بھی اپنا مکان توسیع مسجد کے لئے بلا معاوضہ پیش کرتا ہوں، لیکن اگر آپ حکماً لینا چاہیں گے تو نہیں دوں گا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے مدینہ میں دوسری جگہ پر بیت المال کے خرچ سے حضرت عباسؓ کے لئے ایک مکان بنوا دیا [1]

سبق آموز باتیں اس قصہ میں ہمارے لئے بہت سی سبق آموز باتیں موجود ہیں، مثلاً

(۱) معاملات میں عفو و درگذر سے کام لینا چاہئے۔

(۲) جب دو نظریوں میں اختلاف ہو تو عمل اس نظریہ پر ہونا چاہئے جو فطری اصول کے مطابق ہو۔ حضرت ابی بن کعبؓ کے فیصلہ کا یہی منشا تھا کہ مالک کو اپنی ملکیت پر مکمل حق تصرف حاصل ہے، زور و زبردستی سے اس کا یہ حق چھینا نہیں جا سکتا۔

---

[1] طبقات ابن سعد (۴/ ۲۰-۲۲)، وفاء الوفا (۲/ ۴۸۲-۴۸۹)

(۳) مفاد عامہ کے کاموں سے دلچسپی رکھنی چاہئے۔

(۴) فیصل ایسے شخص کو بنایا جائے جو شریعت سے فیصلہ کرے۔

(۵) قاضی کو دونوں فریقوں کے ساتھ برابر کا معاملہ کرنا چاہئے کسی کی جانب داری نہ برتنی چاہیے۔

(۶) فیصلہ دینے سے پہلے دونوں فریقوں کی باتوں کو اچھی طرح سن لینا چاہئے۔ کسی ایک کی بات پر دوسرے فریق سے بد ظن ہو کر فیصلہ نہ کرنا چاہئے۔

(۷) فیصلہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ کس کی بات میں قوت ہے یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس کے بازو میں قوت ہے۔

(۸) جب کوئی شخص حدیث سنائے تو تحقیق کر لینا چاہئے کہ آیا یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت بھی ہے یا نہیں، اور جب ثبوت یقینی ہو جائے تو پھر اس پر سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔

(۹) اخلاق واقدار سے متعلق اسلام اور اگلی شریعتوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مثلاً کسی کا حق چھیننا، چوری، جھوٹ، لوٹ مار، زنا، یہ امور پہلے بھی قابل نفرت تھے اور اب بھی۔

(۱۰) شرعی طور پر جو شخص کسی چیز کا مالک ہو تو اسے اس چیز میں تصرف کا پورا پورا اختیار ہے۔

(۱۱) مالک کو راضی کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

غور کرنے والے غور کریں تو مزید عبرت ونصیحت کی باتیں اس قصہ سے اخذ کی جا سکتی ہیں۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) اور ان کا مکان :

یہ فاروق اعظمؓ کے بیٹے تھے، بچپن میں والد کے ساتھ مسلمان ہوئے، اور کم سنی ہی کی وجہ سے غزوہ بدر میں شرکت کی اجازت نہ ملی تھی، اتباع سنت میں بڑے مشہور ہوئے، جہاں کہیں آنحضرت ﷺ کو سفر میں اترتے یا نماز پڑھتے دیکھا تھا وہاں جب کبھی پہنچنے کا اتفاق ہو جاتا تو کیا مجال کہ بغیر اترے یا بغیر نماز پڑھے گذر جاتے۔ ۷۳ھ میں چوراسی برس کی عمر میں وفات پائی مکہ میں انتقال کرنے والے صحابہؓ میں آپ سب سے آخری صحابی تھے۔ ❶

❶ المعارف ص ۱۵۸۔ ۱۸۷، اسد الغابۃ (۳/ ۲۳۶۔ ۲۴۱)

آپ کا مکان قبلہ جانب محراب سے مشرق کی طرف واقع تھا، اسی میں وہ ستون بھی تھا جس کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اذان دیا کرتے تھے۔

قبلہ کی طرف سے جو مکانات مسجد سے متصل تھے اور جن کے دروازے مسجد نبوی میں کھلا کرتے تھے ان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مکان بھی تھا، اور اس کا دروازہ "دریچہ آل عمر" کے نام سے مشہور تھا ❶

اسی مکان کے بارے میں صاحب "عمدۃ الاخبار" ❷ نے لکھا ہے کہ وہ مکانات جو کبھی دیار عشرہ سے مشہور تھے، سب گرا دیئے گئے، البتہ اس زمین کو پکی دیوار سے گھیر کر باہر سے ایک مضبوط دروازہ لگا دیا گیا جس کے اوپر لکھدیا گیا: "دیار آل عمر" اور اندر پھول پھلواری لگا کر پورے احاطے کو سبزہ زار بنا دیا گیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے مواجہہ شریفہ (چہرۂ انور) کے سامنے سب کا سب ہرا بھرا چمن بن گیا۔

چار دیواری کے ذریعہ حد بندی کر دینے کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مکان کی یہ جگہ ابھی ماضی قریب تک متعین و مشخص تھی، مگر ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء میں سعودی حکومت کی پہلی توسیع کے دوران ساری دیواریں منہدم کر دی گئیں اس لئے اب اس مکان کی کچھ زمین "جنوبی ہال" کے اندر اور زیادہ تر حصہ ہال سے متصل باہر کشادہ میدان میں سمجھنا چاہئے۔

دریچہ آل عمر مواجہہ شریفہ کے بالمقابل قبلہ کی دیوار میں جو لوہے کی کھڑکی ہے وہ "دریچہ آل عمر" کے محل وقوع کی علامت ہے، یہ دریچہ چودہ سو سال کے طویل عرصہ کے دوران متعدد مرحلوں سے گذر کر موجودہ حالت تک پہنچا ہے۔

پہلا مرحلہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مکان سیدہ عائشہؓ کے مکان سے جنوب میں یعنی قبلہ کی سمت میں واقع تھا، جب حضرت عثمان غنیؓ نے ۲۹ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کے لئے قبلہ کی دیوار کو آگے بڑھا کر اس جگہ پر لانا چاہا جہاں وہ آج ہے تو حضرت حفصہؓ کے مکان کا بھی کچھ حصہ مسجد میں شامل کیا، اور اس کے عوض انہیں دوسرا مکان مرحمت فرمایا، اور مسجد میں آنے کے لئے جیسا پہلے ان کا راستہ تھا ویسا راستہ بھی بنوا دیا۔

---

❶ وفاء الوفا (۲/ ۷۱۸) ❷ عمدۃ الاخبار ص ۱۱۵۔ ۱۱۷

ابن زبالہ کی روایت کے مطابق جب حضرت عثمان غنیؓ کو توسیع مسجد کے لئے حضرت حفصہؓ کے مکان کی ضرورت پڑی تو حضرت حفصہؓ نے کہا: میں کس راستہ سے مسجد میں جاؤں گی؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ہم آپ کے لئے اس سے بڑا مکان اور اسی جیسا راستہ بنوا دیں گے ❶ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اپنے اس وعدہ کو پورا فرمایا۔

دوسرا مرحلہ جب حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ۹۱ھ میں مسجد نبوی کی توسیع فرمائی تو ان کا ارادہ یہ ہوا کہ حضرت حفصہؓ کے باقی ماندہ مکان کو خرید کر مسجد میں داخل کر لیں، آل عمر کے لوگوں سے بات ہوئی تو انہوں نے کہا: ہمیں معاوضہ نہیں چاہئے، یہ حضرت حفصہؓ کا حق اور نبی اکرم ﷺ کی رہائش گاہ تھی، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے کہا: اس مکان کے بغیر مسجد کی توسیعی عمارت نامکمل رہیگی ان لوگوں نے کہا: آپ کی مرضی، البتہ ہمارا راستہ بند نہیں ہونا چاہیے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے کہا: میں آپ لوگوں کے مسجد میں آنے جانے کے لئے ایک دروازہ لگوادوں گا، اور اس راستہ کے بدلہ میں ”دار رقیق“ کا آپ لوگوں کو مالک بناتا ہوں۔ یہ تجویز منظور ہو گئی، چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے آل عمر کے اس مکان کو منہدم کر کے مسجد میں داخل کر لیا۔ اور ان کے لئے پہلے سے زیادہ کشادہ راستہ بنوا دیا جب کہ پہلے اتنا تنگ راستہ تھا کہ ایک آدمی بھی بمشکل ٹیڑھا ہو کر گذرتا تھا۔ ❷

تیسرا مرحلہ آل عمر اسی دروازہ سے مسجد نبوی میں آیا کرتے تھے، مگر جب خلیفہ مہدی بن منصور عباسی نے ۱۶۵ھ میں قبلہ کی طرف ستونوں کی پہلی رو پر مقصورہ بنوا دیا اور آل عمر کو اس راستہ سے مسجد میں آنے سے روک دیا گیا، تو ان لوگوں نے احتجاج کیا، بالآخر صلح اس پر ہوئی کہ دروازہ بند کر کے وہاں لوہے کی ایک کھڑکی لگا دی جائے، اور ان کے راستے کے لئے ایک سرنگ زیر زمین کھود دی جائے جو مقصورہ سے باہر ستونوں کی دوسری رو میں جا کر نکلے، ایک عرصہ تک اسی سرنگ سے آل عمر مسجد نبوی میں آیا کرتے تھے۔ ❸

لیکن جب یہ آل عمر ایک ایک کر کے دنیا سے اٹھ گئے تو اس سرنگ پر تالا ڈال دیا گیا۔ صرف ایام حج میں حاجیوں کی زیارت کے لئے اسے کھولا جاتا تھا، اس کے تالے کی کنجی بھی ایسے لوگوں کے

❶ تحقیق النصرۃ ص ۷۳، خلاصۃ الوفا ص ۲۶۳، ۲۶۴ ❷ وفاء الوفا (۲/ ۵۱۵-۵۱۶) اخبار مدینۃ الرسولؐ ص ۹۸-۹۹

❸ تحقیق النصرۃ ص ۷۳، وفاء الوفا (۲/ ۷۰۸)

پاس تھی جو آلِ عمر میں سے نہ تھے، زائرین کی بھیڑ جب بڑھنے لگی اور مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے اس جگہ کا تقدس پامال ہونے لگا تو لوگوں کے مطالبہ پر سلطان اشرف قایتبائی ❶ نے اس دروازہ کو بند کرنے کا حکم دیدیا، نتیجۃً شیخ حرم نے ۴ر ذیقعدہ ۸۸۸ھ مطابق ۱۴۸۳ء کو مسجد کے باہر سے پختہ دیوار کے ساتھ اس سرنگ کے دروازہ کو بند کرادیا، اور مسجد کے اندر جو دروازہ تھا اس کو نکال کر مٹی بھروادی، اور زمین کو برابر کر کے ہمیشہ کے لئے سرنگ کا نام ونشان مٹادیا ❷ اور اب قبلہ کی دیوار میں ایک کھڑکی کے سوا کچھ بھی نہیں جو "دریچہ آلِ عمر" کی جگہ پر بطور علامت اب تک باقی چلی آرہی ہے۔

(۱۰) حضرت مروان بن حکم (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

یہ مروان بن حکم بن ابو العاص قریشی اموی ہیں، مکہ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں والد کے ہمراہ "طائف" چلے گئے تھے، اس لئے آنحضرت ﷺ کے دیدار سے مشرف نہ ہو سکے، ایک عرصہ تک طائف میں مقیم رہے، حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں انہیں مدینہ منورہ طلب کیا پھر "مکہ" اور "طائف" دونوں جگہ کا حاکم مقرر کیا ۶۴ھ میں ان کے لئے عام خلافت کی بیعت لی گئی، اور ۶۵ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے، "عین زرقاء" (نیلا چشمہ) مدینہ میں آپ ہی نے کھدوایا، اور مسجد نبوی کے اردگرد کی ساری زمین پختہ کرائی، بڑے زیرک اور جرأت مند انسان تھے، اپنے بعد اپنے بیٹے "عبد الملک" اور پھر "عبد العزیز" کے لئے خلافت کی وصیت کر گئے۔

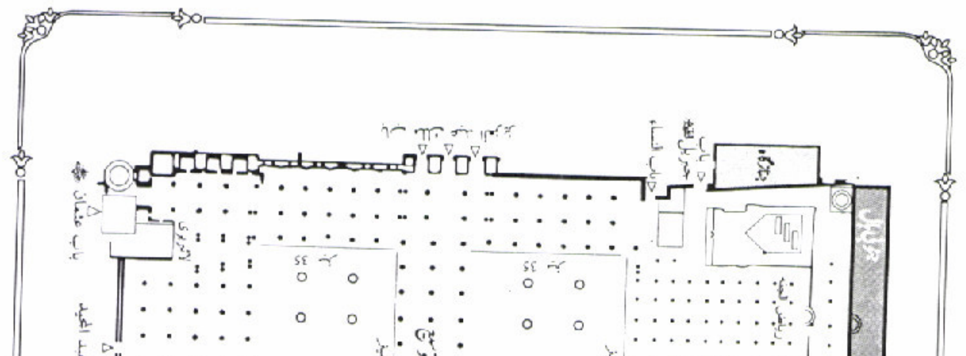
علامہ سخاویؒ ❸ کہتے ہیں: جن علماء کے یہاں صحابیت کے لئے آنحضور ﷺ کا دیدار ضروری نہیں، صرف اسلام کی حالت میں ہم زمانہ ہونا کافی ہے، وہ مروان کو صحابہ میں شمار کرتے ہیں ❹

آپ کا مکان عبد اللہ بن عمرؓ کے مکان سے مغرب اور مسجد نبوی سے جنوبی جانب واقع تھا، کچھ حصہ مسجد کی مغربی جانب مڑ کر باب السلام تک آتا تھا۔

---

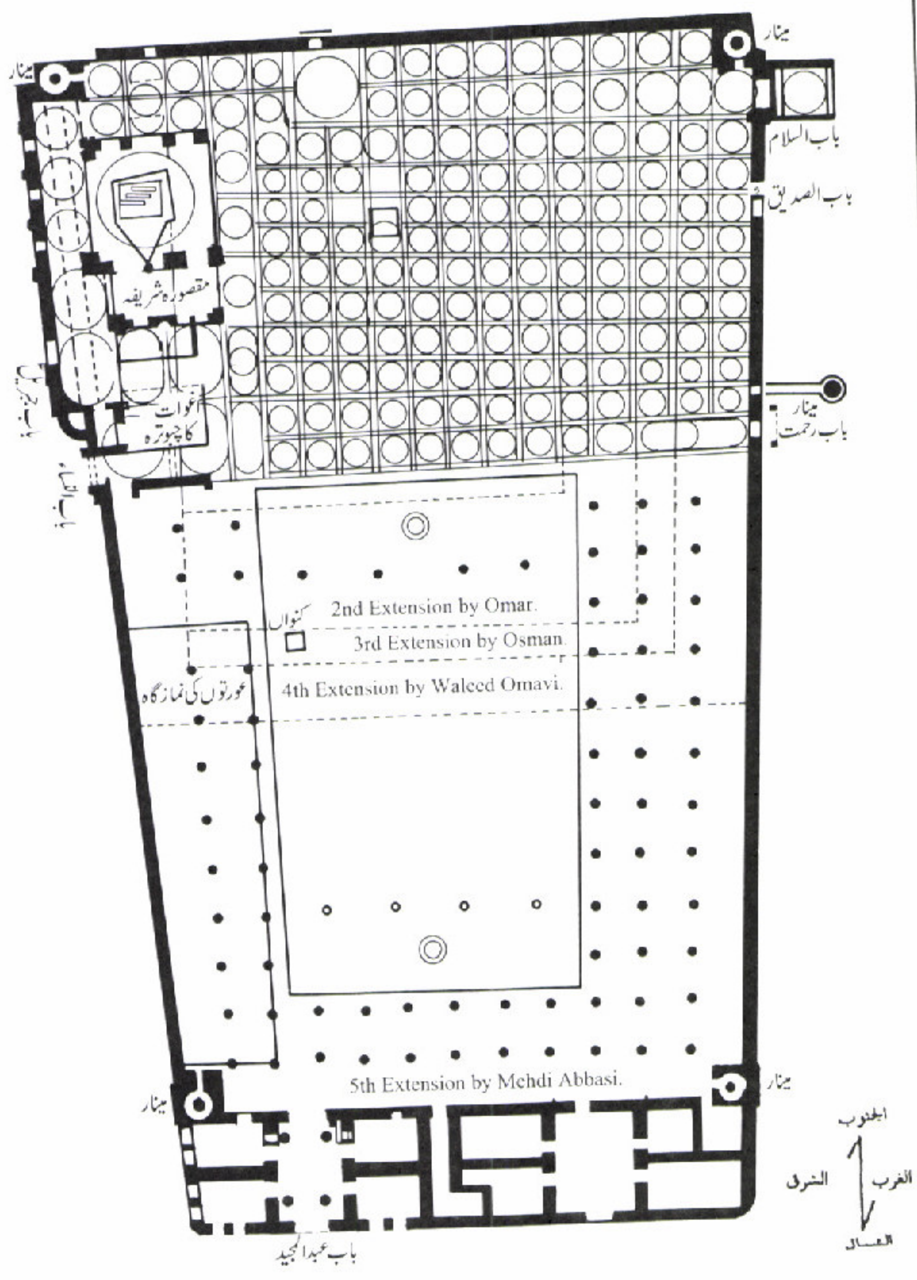
❶ یہ اشرف ابو النصر قیتبائی جرکسی محمودی اشرفی ظاہری ہیں، جو سلطان ظاہر جقمق کے غلام اور خادم تھے سلطان نے انہیں آزاد کیا، آزادی کے بعد بھی قایتبائی حکومت کی خدمت کرتے رہے، تاآنکہ شاہی خاندان کے اتالیق مقرر ہو گئے، اور اس اتالیق نے قایتبائی کو تخت شاہی تک پہنچادیا، ۸۷۲ھ مطابق ۱۴۶۸ء میں سلطنت کی باگ دوڑ سنبھالی، اور تاحیات حکومت کی۔ وفات ۹۰۱ھ مطابق ۱۴۹۶ء میں ہوئی۔ (المدینۃ المنورۃ تطورہا العمرانی ص ۲۵۴۔۲۸۰) ❷ وفاء الوفا (۲/۷۰۸۔۷۱۶) ❸ نام: محمد بن عبد الرحمن بن محمد، نسبت سخاوی، لقب: شمس الدین، قابل استناد مورخ، حدیث اور ادب کے جید عالم اور بہت سی علمی کتابوں کے مصنف ہیں۔ بعض مشہور کتابوں کے نام الضوء اللامع فی أعیان القرن التاسع، المقاصد الحسنۃ، ۸۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۰۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (الضوء اللامع ۸/۲۰۲-۳) ❹ وفاء الوفا (۲/۷۰۴۔۷۲۰) ۳ وفاء الوفا (۲/۷۰۴۔۷۲۰)

مروان کے بعد اس مکان کو مدینہ کے حکام نے اپنا مرکز بنایا، جو مدینہ کا گورنر بن کر آتا وہ اسی میں قیام کرتا، بالآخر سلطان قلاودن آئے اور ۶۸۶ھ میں اس گورنر ہاؤس کو وضو خانہ میں تبدیل کر دیا جو نویں صدی ہجری تک باقی رہا۔ پھر اس جگہ پر "مدرسہ بشیریہ" بنادیا گیا جو حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع تک (جو شاہ عبدالعزیز مرحوم کے زمانہ میں ۱۳۷۲ھ میں ہوئی) باقی رہا، لیکن اس توسیع کے بعد اس مدرسہ کا کچھ حصہ مسجد کی جنوبی شاہراہ میں ضم ہو گیا اور کچھ حصہ پر "محکمہ شرعیہ" کی عمارت بنائی گئی ❶ پھر یہ محکمہ بھی خادم حرمین شریفین شاہ فہد حفظہ اللہ کی توسیع کے دوران منہدم کر کے اس کی زمین کو جنوبی ہال اور جنوبی صحن میں شامل کر لیا گیا۔



دوسری سعودی توسیع کے دوران نو تعمیر جنوبی ہال جس میں دار مروان اور دار آل عمر کا کچھ حصہ واقع ہے

❶ مصدر سابق ۲/۲۱۷، آثار المدینۃ المنورہ ص ۴۳



ترکی تعمیر کے بعد مسجد نبوی شریف کا خوبصورت نقشہ

مشرقی مکانات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکان

جنت البقیع کو جانے والی گلی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت مغیرہ بن شعبہ الثقفی رضی اللہ عنہ کا مکان

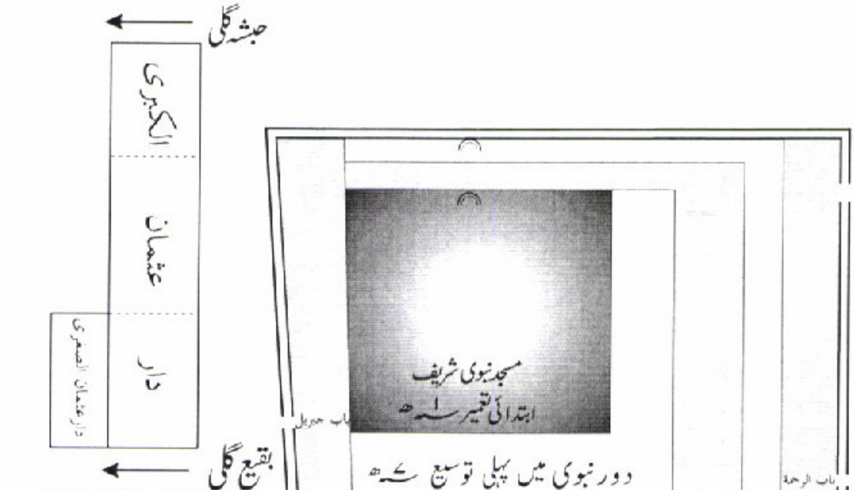
حضرت جبلہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت ریطہ بنت ابی عباس السفاح رح کامکان

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا مکان

مشرقی مکانات



مسجد نبوی شریف کی مشرق جانب صحابہؓ کے مکانات کا تقریبی نقشہ

مسجد نبوی کی مشرقی جانب بعض جلیل القدر صحابہؓ کے مکانات واقع تھے، حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک مکان اسی سمت میں تھا، حضرت عثمان غنیؓ کے دو مکان تھے، دونوں اسی سمت میں تھے، حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ و دیگر متعدد صحابہ کرامؓ کے مکانات کی ایک لمبی قطار جنوب شمال لمبائی میں واقع تھی، اس قطار میں شامل مکانات کے تعارف کی ابتداء ہم قطار کے جنوبی سرے سے کرتے ہیں، اور اس سرے پر سب سے پہلا مکان حضرت عثمان غنیؓ کا واقع تھا۔

(۱) حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ)

آپ قریش کی مشہور شاخ بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے، پانچویں پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کی تبلیغ پر ابتداء ہی میں اسلام سے مشرف ہو گئے تھے، خود کہتے ہیں : میں اسلام میں چار میں چوتھا ہوں، فاروق اعظمؓ کے بعد آپ تیسرے خلیفہ راشد مقرر ہوئے، آنحضور ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی، حضورؐ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم (رضی اللہ عنہما) آپ سے منسوب ہوئیں، اسی لئے "ذوالنورین" کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں، غزوۂ بدر میں حضرت رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، تاہم اجر و ثواب اور مال غنیمت سے محروم نہ رہے، حضرت عثمانؓ تاریخ کی واحد شخصیت ہیں جنہیں یکے بعد دیگرے نبی کی دو بیٹیوں سے نکاح کی سعادت ملی حبشہ اور مدینہ دونوں جگہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا۔ محرم ۲۴ھ میں خلافت کی ذمہ داری سنبھالی ۳۵ھ میں شہادت ہوئی، اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے ❶

آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو مسجد نبوی کی مشرقی جانب ایک قطعہ زمین عطاء فرمایا تھا جس پر حضرت عثمانؓ نے مکان بنوایا، بعد میں جنوبی جانب بھی کچھ زمین خرید کر ایک اور مکان بنوایا جو "دار صغریٰ" سے مشہور ہوا، جب کہ پہلا مکان "دار کبریٰ" کہلاتا تھا۔ ❷

دار کبریٰ (بڑا مکان) مورخین کے بیانات کی روشنی میں حضرت عثمان غنیؓ کا یہ وسیع و عریض حویلی کا مکان باب جبرئیل سے کوچہ حبشہ تک پھیلا ہوا تھا، اس کا دروازہ باب جبرئیل کے ٹھیک سامنے پڑتا تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ جب حضرت عثمان کے گھر تشریف لے جاتے تو اسی باب جبرئیل

❶ المعارف ص ۱۹۱-۱۹۲، اسد الغابۃ (۴۸۰/۳-۴۹۲) صفوۃ الصفوۃ (۱۱۲/۱)
❷ التعریف بما آنست الہجرۃ ص ۳۱۔

سے نکلتے، اسی لئے باب جبرئیل کو "باب النبیؐ یا باب آل عثمانؓ" بھی کہتے ہیں۔ (1)

اس مکان کی حدود اربعہ اس طرح بنتی ہیں :

جنوب میں کوچہ حبشہ، جو حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ دونوں کے مکانات کے بیچ سے نکلتا تھا۔

شمال میں کوچہ بقیع، جو حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکانات کے بیچ سے گزرتا تھا۔

مشرق میں خود حضرت عثمانؓ کا "دار صغری" متصلاً واقع تھا۔

مغرب میں جنازہ گاہ تھی۔ (2)

بعد میں اس مکان کے تین حصے ہوئے، باب جبرئیل کے سامنے والے حصہ میں جمال الدین محمد بن ابو منصور اصفہانی نے عجمی فقرا و مساکین کے قیام کے لئے ایک مسافر خانہ تعمیر کروایا (3) جو "رباط اصفہانی" اور "رباط عجم" کے نام سے مشہور ہوا (4) اور حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع تک باقی رہا (5)

اس مسافر خانہ کی جنوبی جانب کا ایک حصہ ۵۶۷ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے چچا اسد الدین شیر کوہ نے خرید لیا، جس میں وہ خود اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے والد نجم الدین ایوب دونوں دفن کئے گئے (6)

اس قبر والے حصہ کی جنوبی طرف کا باقی ماندہ حصہ حرم نبوی کی خدمت کرنے والوں کے نام وقف تھا، اس لئے اس حصہ کو مشائخ حرم اپنی رہائش گاہ کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ (7) جس کی وجہ سے یہ حصہ "دار مشائخ حرم" کے نام سے مشہور ہوا۔

اور اسی جنوبی حصہ میں حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کیا گیا تھا، ۱۳۲۷ء میں محمد لبیب بتنونی نے مدینہ طیبہ کی زیارت کرنے کے بعد اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے۔ مسجد نبویؐ کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کا مکان ہے۔ اس کے ایک گوشہ میں ایک کمرہ کی کھڑکی پر ایک تختی لگی ہوئی ہے، جس پر لکھا ہوا ہے : مَقْتَلُ عُثْمَانَ بْن عَفَّان رضی الله عنه یعنی اسی جگہ پر (ظالموں نے) حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا،

(1) وفاء الوفا (۲/۷۳۲، ۶۸۹)
(2) وفاء الوفا (۲/۷۳۲)، التعریف ص ۶۷، عمدۃ الاخبار ص ۱۱۶
(3) وفاء الوفا (۲/۷۳۲)، تحقیق النصرۃ ص ۶۷
(4) وفاء الوفا (۲/۷۳۲) التعریف ص ۳۱
(5) آثار المدینۃ المنورۃ ص ۳۶۔
(6) تحقیق النصرۃ ص ۶۷۔ وفاء الوفا (۲/۶۹۰) (7) مصدر سابق۔

اور اس گھر میں عام طور پر شیوخ حرم رہا کرتے ہیں ❶
گویا اس سفر نامہ کی تصریح کے مطابق شیوخ حرم "دار کبریٰ" کے جس جنوبی حصہ میں رہتے تھے، وہی حصہ حضرت عثمانؓ کی شہادت گاہ تھا۔

دار صغریٰ (چھوٹا مکان) یہ مکان بڑے مکان سے متصل جانب مشرق میں تھا، شمال میں سامنے صدیق اکبرؓ کا مکان تھا، دونوں مکانوں کے بیچ میں ایک گلی تھی جو "زقاق بقیع" کہلاتی تھی حضرت عثمانؓ کے قاتل اسی مکان کو پھاند کر اندر داخل ہوئے پھر بڑے مکان میں داخل ہو کر حضرت عثمانؓ کے قریب پہنچ گئے ❷
بعد میں یہاں مسافر خانہ تعمیر ہوا، جو حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع تک باقی رہا، مگر اب اس کی زمین مسجد نبوی کی مشرقی جانب جو صحن ہے اس میں شامل ہو گئی ہے۔

(۲) حضرت علی مرتضیٰؓ (کرم اللہ وجہہ)

آنحضور ﷺ کے داماد اور آپؐ کے چچازاد بھائی، بچپن ہی سے حضورؐ کی پرورش میں رہے، دس سال کی عمر میں اسلام کی دعوت پاتے ہی مسلمان ہو گئے، اسلام میں ان کی بڑی قربانیاں ہیں، سوائے غزوۂ تبوک کے تمام غزوات میں شرکت کی، اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے، آنحضور ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی، حضرت عثمان غنیؓ کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی، عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو تریسٹھ سال کی عمر میں آپ شہادت سے مشرف ہوئے، آپ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، کوفہ دار الخلافہ تھا، وہیں قصر خلافت میں دفن کئے گئے، خارجیوں کی طرف سے قبر کی بے حرمتی کا اندیشہ تھا۔ اس لئے قبر کا نشان مٹا دیا گیا۔ ❸

حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں، "زہراء" لقب تھا، غزوۂ بدر کے بعد ۲ھ میں حضرت علی کے ساتھ نکاح ہوا اولاد میں تین بیٹے، حسن، حسین، محسن، دو بیٹیاں ام کلثوم اور زینب، آنحضور ﷺ کی وفات کے چھ مہینہ بعد فوت ہو گئیں۔ حضرت عمرؓ کا نکاح آپ کی بیٹی ام کلثوم سے ہوا۔

---

❶ الرحلۃ الحجازیۃ ص ۲۴۳، ❷ وفاء الوفا (۷۳۱/۲) ❸ المعارف ص ۲۰۳-۲۰۹، اسد الغابۃ (۵۸۸/۳-۲۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی بیویوں کی سردار مریم، پھر فاطمہ پھر خدیجہ پھر آسیہ ہوں گی ❶

حضرت علی و حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کے مکان کی حدود اربعہ یوں تھیں۔

جنوب میں — حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ۔

شمال میں — باب جبرئیل سے نکلنے والا راستہ۔

مغرب میں — مسجد نبوی۔

مشرق میں — حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ شریفہ

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب حجرۂ شریفہ کو چاروں طرف سے اونچی اونچی دیواروں کے ذریعہ گھیر کر محفوظ کرنے کا ارادہ کیا تو شمال میں حضرت علیؓ کا مکان تھا۔ اس کا بھی کچھ جنوبی حصہ اس گھیر ابندی میں شامل ہو گیا۔ ❷

نیز حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب ۹۱ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کے دوران جس نئے دروازے کھولے تو حضرت علیؓ کے مکان کی زمین دروازہ نمبر ۲ کے سامنے آگئی، اس لئے یہ دروازہ "باب علی" کے نام سے مشہور ہوا، لیکن جلد ہی جب دوبارہ مشرقی دیوار کی تجدید ہوئی تو یہ دروازہ بند کر کے اس کی جگہ پر ایک کھڑکی لگا دی گئی، اور اس کے بعد بارہا اس دیوار کی تجدید ہوئی مگر یہ کھڑکی اپنی جگہ پر برقرار رہی جو اب بھی باب جبرئیل سے باہر نکلتے ہوئے دائیں جانب ہے۔

کوچۂ بقیع باب جبرئیل اور باب النساء کے قریب مسجد کی مشرقی سمت میں ایک گلی تھی جس کو "زقاق البقیع" کہتے تھے۔ اس گلی میں قدم رکھتے ہی دائیں طرف حضرت عثمانؓ کا بڑا مکان اور بائیں طرف ریطہ بنت ابو العباس کا مکان، کچھ آگے بڑھنے کے بعد دائیں طرف حضرت عثمانؓ کا چھوٹا مکان اور بائیں طرف صدیق اکبرؓ کا مکان پڑتا تھا، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا مکان بھی اسی گلی میں تھا۔

اس گلی کی چوڑائی پانچ ہاتھ ❸ (تقریبا اڑھائی میٹر) اور لمبائی جنت البقیع تک تھی، بقیع جانے کے لئے یہی گلی استعمال ہوتی تھی۔

---

❶ (مسند احمد ۵/۳۹۱ مشکل الآثار ۳/۲۹۳ المعارف ۱۴۲)

❷ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/۲۵۹) تحقیق النصرۃ ص ۷۶، ۷۷

❸ التعریف بما انست الہجرۃ ص ۳۰، ۳۱۔

مسجد نبوی کے چاروں طرف زمین پر پتھر کا فرش بچھایا گیا تھا مشرقی سمت میں اس گلی کے اندر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے مکان تک پتھر لگائے گئے تھے۔ ❶

یہ گلی ماضی قریب تک اپنی اصلی جگہ پر برقرار تھی، نقشہ نمبر (۷، ۸) میں اس کو واضح کر دیا گیا ہے، مگر خادم حرمین شریفین شاہ فہد حفظہ اللہ کی توسیع کے بعد یہ مشرقی صحن کا حصہ بن گئی۔

(۳) حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

آپ کا نام ''عبد الکعبہ'' تھا، آنحضور ﷺ نے بدل کر ''عبد اللہ'' رکھ دیا، لقب ''صدیق'' اور ''عتیق'' تھا، والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ تھی، چھٹی پشت میں آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے، سب سے پہلے خلیفہ راشد ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے جب پہلے پہل اسلام کی دعوت دی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بے چون و چرا قبول کر لیا، مسلمان ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ میں آنحضور ﷺ کے دست و بازو بن گئے، بڑے بڑے صحابہ کرامؓ آپ کی کوششوں سے مشرف بہ اسلام ہوئے، اللہ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا مالی قربانی اور جان نثاری میں کوئی آپ پر سبقت نہ لے جا سکا۔ آنحضورؐ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ ایک موقعہ پر اللہ کی راہ میں گھر کا سارا سامان پیش کر دیا رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ کہا: بس اللہ اور رسول کا نام کافی ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

کوئی غزوہ آپ سے چھوٹا نہیں، ۱۳ھ میں تریسٹھ سال کی عمر پا کر انتقال کیا، اور ساری عمر جن کی رفاقت میں گذاری تھی وفات کے بعد بھی ان سے جدا ہونا گوارا نہ کیا، انہی کے پہلو میں سپرد خاک کئے گئے ❷

مسجد نبوی کے پڑوس میں صدیق اکبرؓ کے دو مکان تھے، ایک مغربی جانب، دوسرا مشرقی جانب، مشرقی مکان بقیع جانے والی گلی میں حضرت عثمان غنیؓ کے چھوٹے مکان کے سامنے واقع تھا ❸ مغربی سمت سے ریطہ بنت ابو العباس کا مکان ملا ہوا تھا اور مشرقی سمت میں حضرت عثمانؓ کے چھوٹے مکان کی جو حد تھی اسی کے بالمقابل صدیق اکبرؓ کے مکان کی بھی حد تھی۔ ریطہ نے جب اپنے مکان کی

---

❶ وفاء الوفا (۲/ ۷۳۶، ۷۳۸) ❷ المعارف ص ۱۶۷، طبقات لن سعد (۳/ ۲۲۴۔۲۲۸) ❸ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۴۲)

توسیع کی تو مشرق سے صدیق اکبرؓ کے مکان کا کچھ حصہ اپنے مکان میں داخل کر لیا ❶ اور یہ سارے مکانات ماضی قریب تک باقی رہے، حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے دوران منہدم کئے گئے ❷ اور اب دوسری توسیع کے بعد یہ جگہ مسجد نبوی کے باہر مشرقی صحن میں شامل ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات اسی مشرقی مکان میں ہوئی تھی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: حضرت ابوبکرؓ جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو اس مکان میں تشریف فرما تھے جو حضرت عثمان غنیؓ کے "دار صغری" کے سامنے ہے، رسول اللہ ﷺ نے یہ مکان حضرت ابوبکرؓ کو دیا تھا ❸

(دوسرے مغربی مکان کا تذکرہ اپنے موقعہ پر آئے گا۔ ان شاء اللہ)

(۴) حضرت مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

یہ مشہور صحابی ہیں، بیعت رضوان اور بیعت یمامہ دونوں میں شریک تھے۔ یرموک، قادسیہ اور شام کی جنگوں میں بڑی بہادری کے ساتھ شرکت کی، فاروق اعظمؓ نے آپ کو (باختلاف اقوال) عراق یا یمن کا حاکم بنایا تھا، سیاسی سوجھ بوجھ اور بالغ نظری میں ممتاز تھے، ۵۰ھ میں طاعون میں مبتلا ہو کر فوت ہو گئے۔

آپ کا مکان اسی مشرقی سمت میں بقیع جانے والی گلی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مکان کے بعد واقع تھا، اس سمت میں آپ ہی کے مکان تک پتھر بچھے ہوئے تھے۔

(۵) حضرت جبلہ بن عمرو انصاری (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

یہ بدری صحابی عقبہ بن عمرو کے بھائی ہیں، فقہاء صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے، حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے، صفین کے بعد مصر جا کر سکونت اختیار کر لی ۵۰ھ میں معاویہ بن خدیج کے ساتھ افریقی جنگوں میں شریک ہوئے۔ ❹

حضرت جبلہؓ کا مکان مسجد نبوی کی مشرقی جانب پانچویں دروازہ کے سامنے واقع تھا، جنوب میں ریطہ بنت ابو العباس کا مکان، اور شمال میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا مکان پڑتا تھا۔ ❺

❶ وفاء الوفا (۲/ ۷۳۱)
❷ آثار المدینۃ المنورۃ ص ۳۷
❸ طبقات ابن سعد (۳/ ۱۵۰)
❹ الاصابۃ (۲/ ۶۲) أسد الغابۃ (۱/ ۳۲۰)
❺ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۵۹) ص ۳۲، عمدۃ الأخبار ص ۱۱۰۔ ۱۱۲

آپ کے مکان میں بھی زمانے نے بڑی تبدیلیاں دیکھیں، ریطہ بنت ابو العباس نے جب اپنے مکان کی توسیع کی تو شمال سے جبلہ بن عمروؓ کے مکان کا جنوبی حصہ اپنے مکان میں شامل کر لیا، جو کچھ بچا وہ سعد بن خالد بن عمر بن عثمان کے حصہ میں آیا، سعد بن خالد کے بعد یہ حضرت عباسؓ کے پڑپوتے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباسؓ کی صاحبزادی اسماء بنت حسین کی ملکیت میں آگیا، اس کے بعد جب کمال الدین ابو الفضل محمد بن قاسم کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس جگہ پر زیارت کے لئے آنے والی مستورات کے واسطے ایک مسافر خانہ تعمیر کروادیا (۱) بالآخر حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے دوران یہ جگہ مشرقی راستے میں شامل ہوگئی، مگر مقدر میں اس جگہ کا سجدہ گاہ بننا لکھا تھا اس لئے دوسری توسیع کے دوران یہ جگہ مسجد نبوی کا حصہ بن گئی۔

(۶) ریطہ بنت ابو العباس کا مکان :

یہ ابو العباس سفاح کی بیٹی اور تیسرے عباسی خلیفہ مہدی بن ابو جعفر منصور کی بیوی تھیں۔

آپ کا مکان "باب النساء" کے ٹھیک سامنے واقع تھا۔ اسی لئے یہ دروازہ کبھی "باب ریطہ" سے مشہور و معروف تھا، مکان کی حدود اربعہ اس طرح تھیں۔

جنوب میں کوچہ بقیع، شمال میں جبلہ بن عمرو انصاریؓ کا مکان، مشرق میں صدیق اکبرؓ کا مکان، مغرب میں سامنے مسجد نبوی کا "باب النساء"

جب ریطہ نے اپنے مکان کی تعمیر کی تو مشرق سے صدیق اکبرؓ کے مکان اور شمال سے جبلہ بن عمرو انصاریؓ کے مکان سے تھوڑی تھوڑی زمین لے کر توسیع کی۔ (۲) علامہ سمہودی (جن کی وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی) لکھتے ہیں : آج اس جگہ پر شامی امراء کا بنوایا ہوا حنفی مسلک کا ایک مدرسہ چل رہا ہے۔ (۳)

گویا دسویں صدی ہجری میں اس جگہ ایک دینی مدرسہ قائم تھا عبد القدوس انصاری جن کی وفات ۱۴۰۳ھ میں ہوئی وہ لکھتے ہیں : آج اس جگہ پر جو عمارت کھڑی ہے وہ "زاویۃ السمان" نام سے موسوم ہے (۴)

حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع جو ۱۳۷۲ھ میں ہوئی اس وقت تک اسی نام سے یہ عمارت موجود تھی۔ مگر اس توسیع کے ضمن میں یہ عمارت منہدم کر کے اس کی زمین مسجد نبوی کی مشرقی

(۱) وفاء الوفا (۲/ ۶۹۲، ۶۹۳، ۷۳۱) (۲) مصدر سابق (۲/ ۷۳۱) (۳) وفاء الوفا (۲/ ۶۹۲) (۴) آثار المدینۃ المنورۃ ص ۳۸

شاہراہ میں شامل کرلی گئی اور دوسری توسیع کے بعد وہ شاہراہ بھی باقی نہ رہی، اس لئے اس وقت ریطہ بنت ابوالعباس کے مکان کو مسجد نبوی کے مشرقی صحن میں شامل سمجھنا چاہئے۔

(۷) حضرت خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

یہ قریش کی شاخ بنو مخزوم سے تعلق رکھتے تھے، جاہلیت میں قریش کے بڑے جرنیلوں میں شمار کئے جاتے تھے پھر اسلامی جنگوں میں قائدانہ کردار ادا کیا، آنحضور ﷺ نے آپ کو "سیف اللہ" کے لقب سے نوازا، غزوات میں آنحضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوتے تو ہراول دستہ کی کمان آپ ہی کے سپرد ہوتی۔

مرتدین سے قتال، فارس و روم، دمشق و شام کی جنگوں میں بڑے ممتاز کارنامے انجام دیئے، مگر شہادت مقدر نہ تھی، بستر مرگ پر لیٹے تو حسرت سے کہنے لگے: میں ایک سو کے قریب جنگوں میں شریک ہوا میرے جسم پر ایک بالشت بھی جگہ خالی نہیں ہے جہاں کوئی زخم نہ لگا ہو، مگر دیکھو میں اپنے بستر پر مر رہا ہوں، اللہ کرے بزدلوں کو نیند نصیب نہ ہو ❶

آپؓ کا مکان مسجد نبوی سے مشرقی جانب چھٹے دروازہ کے سامنے واقع تھا۔ جنوبی جانب حضرت جبلہ انصاریؓ کا اور شمالی جانب حضرت عمرو بن العاصؓ کا مکان تھا ❷

حضرت خالدؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے مکانات منہدم کر کے ان کی جگہ پر قاضی کمال الدین ابو الفضل محمد بن عبداللہ بن قاسم شہرزوری نے ایک مسافر خانہ بنوادیا، جو صرف مردوں کے لئے مخصوص تھا، (جبکہ عورتوں کے لئے ایک علیحدہ قیام گاہ تھی، جسے حضرت جبلہ انصاریؓ کی زمین پر انہی قاضی کمال الدین نے بنوایا تھا۔ ❸

یہ مسافر خانہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف منسوب ہوا اور ابھی ماضی قریب تک "رباط خالد" کے نام سے جانا جاتا تھا، مگر عبدالقدوس انصاریؒ "آثار المدینۃ المنورۃ" میں لکھتے ہیں :

مدینہ منورہ کے شرعی امور کے محکمہ نے مورخہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۱۱۱ھ کو ایک فرمان جاری کر کے اس مسافر خانہ کو مسجد نبوی کے خدام اور حجرۂ شریفہ کے چوکیداروں کے مخصوص اوقاف میں شامل کر دیا، حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے دوران اسے منہدم کر کے مشرقی شاہراہ میں شامل کر دیا گیا ❹

❶ اسد الغابہ (۱/۵۸۶-۵۸۸) الاستیعاب (۱/۴۲۷)
❷ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/۲۴۴-۲۵۹) عمدۃ الاخبار ص ۱۱۶۔
❸ وفاء الوفا (۲/۷۳۰)
❹ آثار المدینۃ المنورۃ ص ۴۱

اور اس کا محل وقوع قدیم "باب ملک عبدالعزیز" کے قریب تھا، اسی وجہ سے یہ دروازہ پہلے "باب خالد بن ولید" ہی سے موسوم کیا جاتا تھا، ❶ اور اب دوسری توسیع کے بعد دار خالد کی یہ زمین مسجد نبوی میں شامل ہو کر امت آخر الزماں کے لئے سجدہ گاہ بن گئی۔ زادہا اللہ شرفاو عظمۃ۔

عظیم کمانڈر کی جھونپڑی یہ مکان اتنا چھوٹا تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آنحضور ﷺ سے تنگی کی شکایت کی، آپؐ نے فرمایا: نیچے کی بجائے اوپر کی جانب بڑھاؤ، اور اللہ سے وسعت اور کشائش کی دعا کرو ❷

محمد حسین ہیکل نے حضرت خالدؓ کی تواضع، قناعت، اور اس مکان کی تنگی پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑی عبرت آموز بات کہی ہے کہ کیا اس تنگ و تاریک مکان کو دیکھ کر کوئی باور کر سکتا تھا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا مکان ہے؟ جو جاہلیت میں قریش کے ہیرو، ممتاز شہسوار اور ماہر سپہ سالار رہے اور اسلام لانے کے بعد اسلام کے جاں باز سپاہی، دشمنوں کے لئے اللہ کی ننگی تلوار بنے رہتے تھے، جنہوں نے موتہ کی جنگ میں اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے جنگ کا نقشہ بدل دیا تھا، اور جن کی فتوحات کا حلقہ اتنا وسیع ہوا کہ روم اور فارس کی زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ پڑ گئی تھی ❸ کیا واقعی وہ اس مکان میں رہتے تھے!

اللہ اکبر! سو جان قربان ہو آپؓ پر اور آپ کے اس آقا پر جس کے غلاموں کی کوئی مثال نہیں۔

(۸) حضرت عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

آپ نہایت ذہین اور دانشمند تھے، خیبر کے سال اسلام قبول کیا، آنحضور ﷺ نے آپ کو سریہ "ذات السلاسل" کا امیر بنا کر بنو قضاعہ قبیلہ کی طرف بھیجا، اس کے بعد "عمان" کا حاکم مقرر کیا، حضورؐ کی وفات تک آپ وہیں رہے، پھر شام اور مصر کے گورنر رہے عہد فاروقی میں مصر کی زرخیز زمین آپ ہی کے ہاتھوں فتح ہوئی، آپ کا شمار عرب کے مانے جانے بہادروں، جاں بازوں اور دانشمندوں میں ہوتا تھا، ۴۳ھ میں عید الفطر کی رات میں انتقال کیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور "مقطم" میں سپرد خاک کئے گئے ❹

مسجد نبوی سے مشرقی جانب ساتویں دروازہ کے قریب حضرت عمرو بن العاص کا مکان تھا،

❶ توسعۃ الحرم النبوی ص ۷۵ ❷ وفاء الوفا (۷۳۰/۲) ❸ فی منزل الوحی ص ۵۰۳ ❹ اسد الغابۃ (۷۴۱/۳۔۷۴۵)

جنوبی طرف حضرت خالد بن ولید کا مکان تھا اور شمالی جانب ”زقاق المناصع“ نام کی گلی تھی۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے مکانات منہدم کر کے قاضی کمال الدین شہرزوری نے باہر سے آنے والے زائرین کے لئے ایک قیام گاہ بنوادی تھی، جو مردوں کے لئے مخصوص تھی، رباط خالد، رباط سبیل سے مشہور تھی۔ ❶

کوچہ مناصع مسجد نبوی کی مشرقی جانب ساتویں دروازہ کے سامنے ایک گلی تھی، یہ گلی ”زقاق المناصع“ نام سے مشہور تھی، کیوں کہ مدینہ سے باہر ایک کشادہ میدان تھا جو ”مناصع“ کہلاتا تھا، اس میدان میں جانے کے لئے یہی گلی استعمال ہوتی تھی، اس لئے اس کا نام ”زقاق المناصع“ پڑ گیا۔

جب تک گھروں میں بیت الخلاء نہیں بنے تھے مدینہ کی عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے اسی میدان میں نکلتی تھیں، خود ازواج مطہراتؓ اسی میدان میں جایا کرتی تھیں، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: ازواج مطہرات جب قضائے حاجت کے لئے نکلتی تھیں تو ”مناصع“ میں جاتی تھیں، جو ایک کشادہ میدان تھا ❷ مدینہ منورہ کی مشرقی سرحد پر اور جنت البقیع سے شمالی جانب واقع تھا۔ ❸

اس تاریخی گلی کا نام ”زقاق المناصع“ تھا، اسی گلی کے شروع میں دائیں طرف حضرت عمرو بن العاصؓ کا مکان تھا اور بائیں طرف ”ابیات الصوافی“ (وقف کی زمین پر بنے ہوئے مکانات) تھے۔ اسی گلی میں حضرت حسن بن علی عسکری کا بھی مکان تھا، بعد میں جب اس سمت آبادی میں اضافہ ہوا تو یہ گلی حسن بن علی عسکری کے مکان کے آگے بند کر دی گئی۔ ❹

ماضی قریب تک یہ گلی موجود تھی۔ مگر حکومت سعودیہ کی دوسری توسیع کے بعد مسجد نبوی شریف میں شامل ہو گئی۔

☆☆☆☆☆

---

❶ التعریف ص ۳۲، تحقیق النصرہ ص ۸۷، عمدۃ الاخبار ص ۱۱۱، وفاء الوفا (۲/ ۲۹۳، ۷۳۰)
❷ صحیح مسلم، کتاب السلام باب اباحۃ الخروج للنساء لقضاء الحاجۃ
❸ وفاء الوفا (۲/ ۲۹۳، ۷۳۰، ۴/ ۱۳۱۳)
❹ التعریف ص ۳۲

شمالی مکانات

۱ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا مکان

۲ حضرت ملیکہ بنت خارجہ رضی اللہ عنہا کا مکان

۳ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان

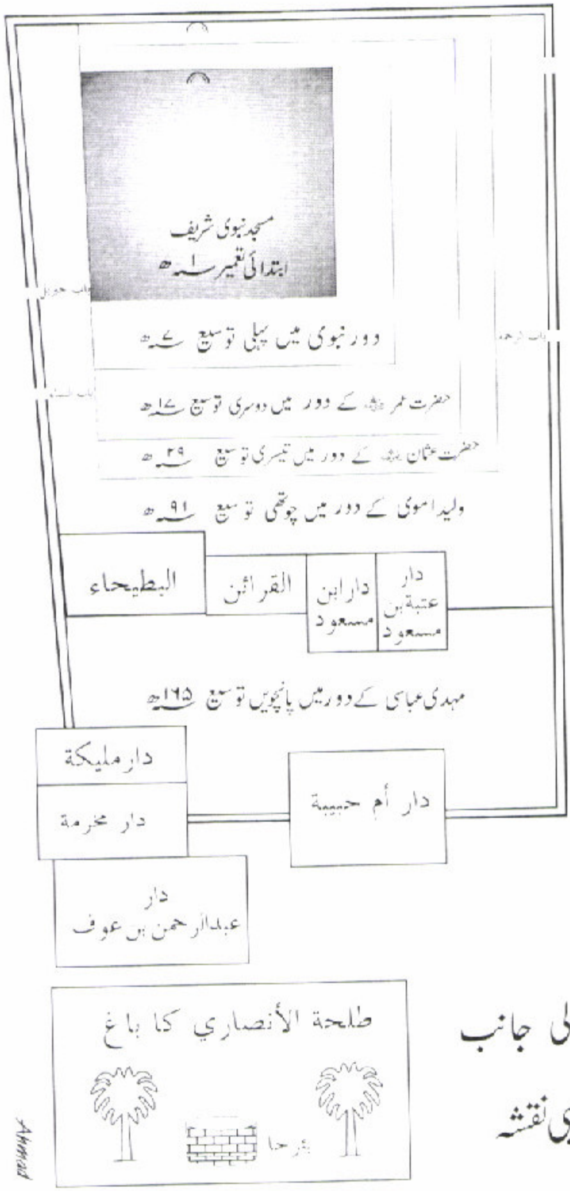
۴ حضرت مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا مکان

۵ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مکان

۶ حضرت عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مکان

شمالی مکانات





مسجد نبوی شریف کی شمالی جانب

صحابہؓ کے مکانات کا تقریبی نقشہ

مسجد نبوی کے شمال میں چھ صحابہ وصحابیات کے مکانات کے علاوہ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کا مشہور تاریخی باغ بھی واقع تھا، اس سمت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا مہمان خانہ، حضرت ام حبیبہؓ کا آبائی مکان اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا "دار القراء" بھی واقع تھا، آیئے ماضی کے دھند لکوں میں ٹٹول کر دیکھیں تاریخ نے کیسی کیسی تصویریں ان کی محفوظ کر رکھی ہیں۔

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) اور ان کے مکانات :

آپ قریش کی شاخ بنو زہرہ سے تعلق رکھتے تھے، واقعہ اصحاب فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے، جاہلیت میں آپ کا نام "عبدالکعبہ" تھا، آنحضور ﷺ نے اسے بدل کر "عبدالرحمٰن" رکھا، صدیق اکبرؓ کی تبلیغ پر ابتداء ہی میں مشرف باسلام ہوئے۔ ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں کی سعادت حاصل کی، تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، جن دس صحابہ کو دربار نبوی سے جنت کی خوشخبری ملی تھی ان میں آپ بھی شامل تھے، فاروق اعظمؓ نے اپنے بعد خلافت کے مسئلے کو طے کرنے کے لئے جن چھ جلیل القدر صحابہ کی مجلس شوریٰ نامزد کی تھی ان میں آپ ایک اہم رکن کی حیثیت رکھتے تھے، بہادر اور صاحب مروت ہونے کے ساتھ ساتھ سخی اور فیاض طبع بھی تھے، ۳۲ھ میں انتقال فرمایا، ترکہ میں ہزاروں مویشیوں کے علاوہ اتنا سونا چھوڑا کہ دیگر وارثوں کے علاوہ چار بیویوں میں سے صرف ایک بیوی کا حصہ اسی (۸۰،۰۰۰) ہزار دینار تھا۔ ❶

روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسجد نبوی کے آس پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے کئی مکانات تھے ان میں سے ایک مکان مسجد نبوی کے نویں دروازے کے سامنے تھا، جو شمال میں مشرقی جانب سے پہلا دروازہ تھا، ❷ یہ مکان "دار الضیفان" یعنی مہمان خانہ کے نام سے مشہور تھا، اس مکان میں حضرت عبدالرحمٰنؓ آنحضور ﷺ کے مہمانوں کو ٹھہرایا کرتے تھے، اس کو، دار کبریٰ "بڑا گھر بھی کہتے تھے، اس لئے کہ مہاجرین میں سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے اتنا وسیع وعریض مکان تعمیر کیا اس لئے "دار کبریٰ" سے مشہور ہو گیا۔

علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) کے بیان کے مطابق ان کے زمانہ میں اس جگہ پر جو عمارت تھی وہ "دار المضیف" (میزبان منزل) کہلاتی تھی، غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ عمارت عبدالرحمٰن بن

---

❶ المعارف ص ۲۳۵ اسد الغابۃ (۳/ ۳۷۶_۳۸۱) شذرات الذہب (۱/ ۳۸)

❷ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۳۵)، وفاء الوفا (۲/ ۷۲۸)

عوفؓ کے اسی مہمان خانہ کی زمین پر واقع تھی۔ ❶

مہاجرین جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو انصار نے اپنی زمینیں اور جائدادیں آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیں اور کہا کہ آپ جس کو چاہیں ان میں سے مرحمت فرمائیں، اسی تناظر میں مسجد نبوی کے شمال میں حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کا ایک وسیع و عریض باغیچہ تھا، آنحضرت ﷺ نے اس میں سے بعض صحابہ کو قطعات زمین عطا کیے عبدالرحمن بن عوفؓ کو بھی اسی باغ سے جگہ ملی جس پر انہوں نے یہ "دار الضیفان" (مہمان خانہ) تعمیر فرمایا ❷

قرائن

"دار الضیفان" کے علاوہ مسجد نبوی کی شمالی سمت میں حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے تین مکانات اور تھے جن کے اوپر برجیاں بنی ہوئی تھیں اور وہ "قرائن" کہلاتے تھے، "قرائن" عربی زبان میں ان مکانات کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کے متصل واقع ہوں ❸ چوں کہ یہ تینوں مکان اکٹھے واقع تھے، اس لئے ان کو "قرائن" کہا جاتا تھا۔

ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ مدینہ کے گورنر تھے، انہوں نے مسجد نبوی کی توسیع کے لئے یہ مکانات منہدم کرا کے مسجد نبوی میں شامل کر لیے۔ ❹

مدینہ کی جدائی میں جان دیدی (ایک عجیب واقعہ)

ان قرائن کا ذکر ابو قطیفہ کے اشعار میں بھی آیا ہے سعید ابن عائشہ کہتے ہیں: شام سے قبیلہ بنو عبد شمس کا ایک شخص مدینہ آیا، اس نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے قبیلہ بنو زہرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا، وہ عورت جب اپنے شوہر کے ساتھ شام کے لئے روانہ ہو گئی تو مدینہ کی جدائی اس پر بڑی شاق گذری، ایک دن کسی نے ابو قطیفہ کی نظم کے یہ چند اشعار پڑھ دیئے:

الا لیت شعری هل تغیر بعدنا
جنوب المصلی أم کعهدی القرائن

کاش مجھے معلوم ہوتا ہمارے بعد مسجد نبوی کی جنوبی آبادی پر انقلاب آگیا ہے یا قرائن میرے اسی زمانہ کی حالت میں ہیں۔

---

❶ وفاء الوفا (۲/۷۲۸)
❷ وفاء الوفا (۲/۷۲۷)، معجم البلدان (۵/۸۶)
❸ المنجد مادہ (قرن)
❹ اخبار مدینۃ الرسول ص ۹۹، وفاء الوفا (۲/۵۱۶، ۵۱۷)

وهل أدورحول البلاط عوامر
من الحی أم هل بالمدینة ساکن

کیا صحن مسجد کے ارد گرد وہ مکانات ہیں جو قبیلہ کے لوگوں سے آباد رہا کرتے تھے؟ کیا مدینہ میں کسی کی سکونت محفوظ ہے؟ (یا ویرانی ہی ویرانی ہے)

اذابرقت نحو الحجاز سحابة
دعا الشوق منی برقها المتیامن

جب حجاز کے افق پر کوئی بدلی نمودار ہوتی ہے تو اس کا بابرکت ظہور میرے شوق کو بھڑکاتا ہے

فلم أترکنها رغبة عن بلادها
ولکنه ماقدر الله کائن

مدینہ سے میری جدائی قطعاً اس سے نفرت اور بے رغبتی کی وجہ سے نہیں ہے، مگر کیا کیجئے اللہ کو جو منظور ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔

أحن إلی تلك الوجوه صبابة
کأنی أسیرفی السلاسل راهن

میں عشق و محبت کی وجہ سے ان چہروں کے دیدار کے لئے بے قرار ہوں، (مگر پیر اٹھتے نہیں) ایسا لگتا ہے کہ زنجیروں میں جکڑا ہوا قیدی ہوں۔

سعید بن عائشہ کہتے ہیں کہ اس دلہن کا اشعار کو سننا تھا کہ ایک لمبا سانس کھینچا اور گر پڑی، دیکھا گیا تو روح نکل چکی تھی۔

سعید کہتے ہیں: میں نے یہ واقعہ عبدالعزیز بن ثابت اعراج سے بیان کیا تو انہوں نے کہا: معلوم ہے وہ کون عورت تھی؟ اللہ کی قسم وہ میری پھوپھی حمیدہ بنت عمر بن عبدالرحمن بن عوف تھیں۔ ❶

(۲) حضرت ملیکہ بنت خارجہ (رضی اللہ عنہا) اور ان کا مکان:

یہ خارجہ بن سنان بن ابو حارثہ کی بیٹی تھیں اور زبان بن سیار فزاری کی بیوہ، جاہلیت کی گندی رسم کے مطابق شوہر کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے منظور بن زبان نے ان سے بیاہ رچالیا۔ اسلام نے

❶ المغانم المطابة فی معالم طابة ص ۶۴، ۶۵

اس رسم کو ختم کیااور ملیکہ اور اس جیسی مزید تین عورتوں کو ان کے شوہر زادوں سے علیحدہ کر کے ان کی عفت و عصمت کی حفاظت کی۔ ❶

ملیکہ (رضی اللہ عنہا) عہد صدیقی میں مدینہ آئیں تو حضرت ابوبکرؓ نے صحابہ سے پوچھا: کون اس بیوہ کو ٹھکانہ دینا پسند کرتا ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مسلمانوں میں بڑے مالدار تھے، ان کے پاس متعدد مکانات تھے، اٹھے اور حضرت ملیکہؓ کو اپنے گھر لے گئے، اور ایک مکان ان کے لئے مخصوص کر دیا۔ وہ اس میں رہتی تھیں، اس لئے یہ مکان اگرچہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی ملکیت تھا، مگر حضرت ملیکہؓ کی طرف منسوب ہو کر "دار ملیکہ" سے مشہور ہوا ❷ یہی نہیں بلکہ مسجد نبوی کا جو شمالی دروازہ ان کے مکان سے قریب تھا وہ بھی "باب ملیکہ" کہا جانے لگا۔ ❸

خلیفہ مہدی نے جب مسجد نبوی کی توسیع کرائی تو "دار ملیکہ" کا کچھ حصہ مسجد نبوی میں شامل ہو گیا۔

(۳) حضرت ابو طلحہ انصاری (رضی اللہ عنہ)

زید بن سہل بن اسود انصاری، قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے، ابو طلحہ کنیت سے مشہور ہوئے، عرب کے چند مشہور جاں بازوں اور تیر اندازوں میں شمار کئے جاتے تھے، بیعت عقبہ کی رات رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے جن بارہ سرداروں سے جان نثاری کی بیعت لی تھی ان میں ایک ابو طلحہ بھی تھے، ابو طلحہؓ نے اس عہد و پیمان کو ایسا نبھایا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی، غزوہ احد میں آنحضور ﷺ کے آگے کھڑے ہو کر دشمنوں پر تیر برساتے تھے، حضور اقدس ﷺ ذرا اچک کر دیکھنا چاہتے کہ ابو طلحہؓ کا تیر کہاں پر جا کر لگا، تو حضرت ابو طلحہؓ بھی فوراً اچک کر اپنا سینہ اٹھا دیتے کہ حضور اقدس ﷺ کو چشم زخم نہ پہنچنے پائے۔

آپؐ نے فرمایا: لشکر میں ابو طلحہ کی آواز ایک جماعت کی آواز سے بڑھ کر ہے، خیبر کے روز یہ شرف ملا کہ آنحضور ﷺ نے آپ کو اپنے پیچھے اونٹنی پر بٹھایا، ۳۴ھ میں ستر برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں جان جان آفریں کے سپرد کی، حضرت عثمان غنیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ❹

---

❶ اسد الغابة (۶/ ۲۷۰) ❷ تاریخ المدینة المنورة (۱/ ۲۲۲، ۲۲۳) ❸ معجم البلدان ۵/ ۸۶) ❹ وفاء الوفا (۲/ ۲۷۷)

باغ بیر حاء مسجد نبوی کے شمال میں چند قدم کی دوری پر جہاں مسجد کا پختہ فرش ختم ہوتا تھا، حضرت ابو طلحہ انصاریؓ کا مشہور باغ بیر حاء واقع تھا، ابتداء میں یہ باغ اتنا لمبا چوڑا تھا کہ حضرت ام حبیبہؓ کے شمالی مکان کا شمالی نصف حصہ اسی باغ میں شامل تھا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ''دار الضیفان'' (مہمان خانہ) بھی اسی باغ کا حصہ تھا، ہجرت کے بعد ان حضرات کو آنحضور ﷺ نے اس باغ کے جنوبی حصہ میں سے کچھ جگہ عطا فرمائی تھی۔ اس باغ میں ایک کنواں تھا، آنحضور ﷺ نے اس کا پانی نوش فرمایا، ماضی قریب تک یہ کنواں موجود تھا۔ دوسری سعودی توسیع کے بعد وہ مسجد کے اندر آگیا، اب اس کی جگہ باب الملک فہد (دروازہ نمبر ۲۱) کے اندر چند قدم کے فاصلہ پر بائیں طرف ہے۔

اطاعت وسخاوت کا عجیب واقعہ یہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام کی مقدس جماعت بھی آخری نبی ﷺ کا زندہ معجزہ تھی، اپنے آقا کے ایک اشارے پر مر مٹنے والی اور اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو اپنی سعادت اور اپنی زندگی کا واحد مقصد سمجھنے والی کوئی جماعت صحابہ کرام کے علاوہ کب کس نے دیکھی ہے؟ باری تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی آیت نازل ہوتی تو صحابہ کرامؓ اسے لپک کر لیتے، اس کے الفاظ یاد کرتے، اس کے معانی میں غور کر کے اس کے اوپر پورا پورا عمل کرتے، اور اسی میں دونوں جہان کی سرخروئی کا عقیدہ رکھتے۔

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ اسی جاں نثار جماعت کے ایک مثالی فرد تھے، اسی باغ بیر حاء کا قصہ ہے کہ جب آیت: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے اس باغ کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا،

بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں: مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ کھجور کے درخت ابو طلحہ انصاریؓ کے تھے، ''بیر حاء'' نام کا ان کا ایک باغ تھا جو ان کو سب سے زیادہ محبوب تھا اور مسجد نبوی کے قریب، بالکل اس کے سامنے واقع تھا آنحضرت ﷺ بھی اس باغ میں تشریف لاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے، اس کا پانی بڑا شیریں اور خوشبودار تھا، جب آیت کریمہ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (تم نیکی کے کامل درجہ تک نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنے محبوب مالوں میں سے خرچ نہ کرو) نازل ہوئی، تو حضرت ابو طلحہ انصاریؓ اٹھے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنا بیر حا باغ سب سے زیادہ محبوب ہے، میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اس

امید پر کہ اس کا اجر و ثواب مجھے آخرت میں ملے گا، آپ جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں، حضور اقدس ﷺ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا: "بخ، ذلك مال رائح، ذلك مال رائح" شاباش، بہت عمدہ مال ہے، بہت عمدہ مال ہے، اس کے بعد فرمایا: جو تم نے کہا میں نے سن لیا، میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اس باغ کو اپنے ہی قرابت داروں میں تقسیم کردو۔ چنانچہ ابو طلحہؓ نے حضورؐ کی ہدایت کے مطابق اپنے عزیزوں میں تقسیم کردیا ❶

(۴)

(ا) حضرت مخرمہ بن نوفل (رضی اللہ عنہ):

یہ بھی قریش کی شاخ بنو زہرہ سے تعلق رکھتے تھے، فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، حضور اقدس ﷺ نے ان کو "مؤلفۃ القلوب" میں شامل فرمایا، بعد میں ان کے اسلام میں بڑی پختگی آگئی، آنحضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شرکت کی، عرب خصوصاً قریش کی تاریخ کے زبردست عالم تھے، ایک سو پندرہ سال کی طویل عمر پاکر ۵۴ھ میں وفات پائی، اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ ❷

(ب) حضرت مسور بن مخرمہ (رضی اللہ عنہما) اور ان کا مکان:

یہ صحابی مخرمہ بن نوفل بن اہیب کے چشم و چراغ تھے، ان کی والدہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی بہن عاتکہ بنت عوف تھیں ہجرت کے دو سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے، اہل علم اور فقہائے صحابہ میں شمار کئے جاتے، مسجد نبوی کے پڑوس میں رہتے تھے، مگر جب حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تو مکہ چلے گئے، امیر معاویہؓ کے بعد عبد اللہ بن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی، ۶۴ھ میں مقام "حجر" میں نماز پڑھ رہے تھے کہ منجنیق کا ایک پتھر آلگا جس سے شہید ہوگئے، حضرت عبد اللہ بن زبیر نے نماز جنازہ پڑھائی، عمر ۶۲ برس پائی۔ ❸

خلیفہ مہدی عباسی نے جہاں شمال مشرق گوشے پر مینارہ تعمیر کرایا تھا وہیں پر حضرت مخرمہؓ کا مکان واقع تھا، اس میں ان کے صاحبزادے حضرت مسور بن مخرمہ بھی رہتے تھے، خلیفہ مہدی نے اس کا ایک حصہ خرید کر صحن مسجد اور کچھ راستے میں شامل کردیا، اور جو بچ رہا وہ آل مطرف کے ایک شخص نے خرید لیا، اور آل مطرف سے جعفر بن یحییٰ برمکی نے خریدا، اس کے بعد کسی زمانہ میں وقف کی

❶ صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (۶۵: ۴۵۵۴)

❷ الاصابۃ (۳/ ۳۷۰)

❸ الاصابۃ (۹/ ۲۰۴) اسد الغابۃ (۴/ ۳۲۹)

زمین جو "ابیات الصوافی" سے مشہور تھی، اس میں شامل ہو گیا۔ ❶

(۵) حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی، ابن ام عبد سے مشہور تھے، بنو زہرہ کے حلیف قبیلہ "ہذیل" سے تعلق رکھتے تھے، جلیل القدر صحابی، زبردست عالم، اور حافظ قرآن تو ایسے کہ خود حضور اقدس ﷺ ان سے قرأت سنتے تھے، اور صحابہ کو بھی ترغیب دیتے کہ انہی جیسا پڑھیں اور خادم ایسے کہ حضور ﷺ کی خلوتوں میں بھی اجازت کے محتاج نہ تھے۔ مسواک لانا، تہجد میں بیدار کرنا، جوتیاں پہنانا، غسل کے لئے پردہ کرنا، آگے آگے راستہ کی رہنمائی کرنا، یہ سب انہی کے سپرد تھا، جب آیت کریمہ :﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ❷ ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔ کوئی گناہ نہیں ہے اس چیز میں جس کو انہوں نے کھایا پیا، جب کہ وہ اپنے اللہ سے ڈرے، ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، پھر ڈرے اور ایمان لائے، پھر ڈرے اور نیکی کی، اور اللہ تعالیٰ ان نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں۔

نازل ہوئی تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا : تم بھی انہی میں سے ہو، پستہ قد تھے، اس لئے حضرت عمرؓ کہتے تھے : کنیف ملیٔ علما، ایک چھوٹا سا بر تن ہے، مگر علم سے لبالب ہے۔ غرض صحابہ میں آپ بے شمار فضائل و مناقب کے حامل تھے (صحیح بخاری و صحیح مسلم میں آپ کی ۶۴ احادیث ہیں) ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں جان جان آفریں کے سپرد کی، جنت البقیع میں دفن کئے گئے، عمر ساٹھ برس سے زائد پائی ❸

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود جب مدینہ ہجرت کر کے آئے تو دونوں کو حضور اقدس ﷺ نے مسجد نبوی سے قریب شمال میں جگہ عطا کی، اس پر دونوں بھائیوں نے اپنا اپنا سر چھپانے کے لئے مکان تعمیر کیا، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ چوں کہ معلم قرآن تھے، صحابہ کو قرآن پڑھاتے تھے، اس لئے ان کا مکان "دار القراء" سے مشہور تھا، ولید بن عبد الملک کے زمانہ

❶ تاریخ المدینۃ (۱/۲۴۱) (۲/۵۳۹) اخبار مدینۃ الرسولؐ ص ۱۰۴، کتاب المناسک ص ۳۷۱

❷ سورہ مائدہ، آیت (۹۳) ❸ اسد الغابۃ (۳/۲۸۰) تھذیب (۶/۲۷) مجمع الزوائد (۹/۲۸۶)

میں ۹۱ھ میں اس وقت کے حاکم مدینہ عمر بن عبد العزیزؒ نے جب مسجد نبوی کی توسیع کی تو ان دونوں بزرگوں کے مکان کا جنوبی حصہ مسجد نبوی میں شامل ہو گیا اور جو کچھ بچ رہا وہ خلیفہ مہدی بن منصور عباسی کی توسیع کے دوران مسجد میں شامل ہوا۔ ❶

(۶) حضرت عتبہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

یہ عبد اللہ بن مسعودؓ کے حقیقی بھائی تھے غزوۂ بدر کے بعد مدینہ تشریف لائے، اس لئے بدر میں شرکت سے رہ گئے، اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، حبشہ کی ہجرت بھی کی تھی، ابن شہاب زہریؒ کہتے ہیں: ہم عبد اللہ بن مسعود کو ان کے بھائی عتبہ سے زیادہ ذی علم نہیں سمجھتے، مگر وہ بہت جلد دنیا سے اٹھ گئے۔

ان کے صاحبزادے عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں: جب ابا جان کا انتقال ہوا تو چچا عبد اللہ بن مسعودؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، کسی نے پوچھا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: "یہ میرا سگا بھائی ہے، رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں میرا رفیق رہا، اور مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا"، ان کی وفات عہد فاروقی میں ہوئی۔ ❷

عتبہؓ کا مکان مسجد نبوی کے شمال میں ان کے بھائی عبد اللہ بن مسعودؓ کے دار القراء" کے پہلو میں تھا، ولید کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے "دار القراء" کے ساتھ حضرت عتبہؓ کے مکان کو بھی مسجد میں داخل کر لیا۔ ❸

(۷) ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کا مکان:

آنحضور ﷺ نے جو مکان انہیں عطا کیا تھا۔ اس کا بیان ازواج مطہرات کے مکانات کے ذیل میں گذر چکا، مسجد نبوی کے شمال میں ان کا ایک مملوکہ مکان تھا جو مسجد نبوی سے اتنے فاصلہ پر تھا کہ فاروق اعظمؓ اور خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کی توسیع کے بعد بھی مسجد سے دور ہی رہا، جب مہدی نے شمال میں توسیع کی، تب جا کر ام حبیبہؓ کے مکان کا صرف جنوبی حصہ مسجد میں شامل ہو سکا، گویا ام حبیبہؓ کا مکان مہدی کی توسیع کی آخری حد پر واقع تھا، اب بھی مکان کا تقریباً نصف شمالی حصہ بچ گیا تھا، جسے یحییٰ بن خالد بن برمکی نے خریدا، کہتے ہیں کہ یہ پچھلا شمالی حصہ جسے یحییٰ بن خالد نے خریدا تھا، کبھی ابو طلحہ انصاریؓ کے باغ "بیر حا" کا ہی حصہ تھا، ❹

---

❶ وفاء الوفا (۲/ ۷۱۷، ۷۱۷)، کتاب المناسک ص ۳۷۱ ❷ الاصابۃ (۶/ ۳۸۰) اسد الغابۃ (۳/ ۴۶۵) (۲) وفاء الوفا (۲/ ۷۱۷، ۷۱۸) ❸ وفاء الوفا (۲/ ۷۱۷، ۷۱۸) ❹ وفاء الوفاء (۲/ ۷۲۷)

مغربی مکانات

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا مکان

قیاشین کی گلی

حضرت سُکینہ بنت حسین رضی الله عنها کا مکان

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت عبداللہ بن مکمل رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت مطیع بن اسود رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا مکان

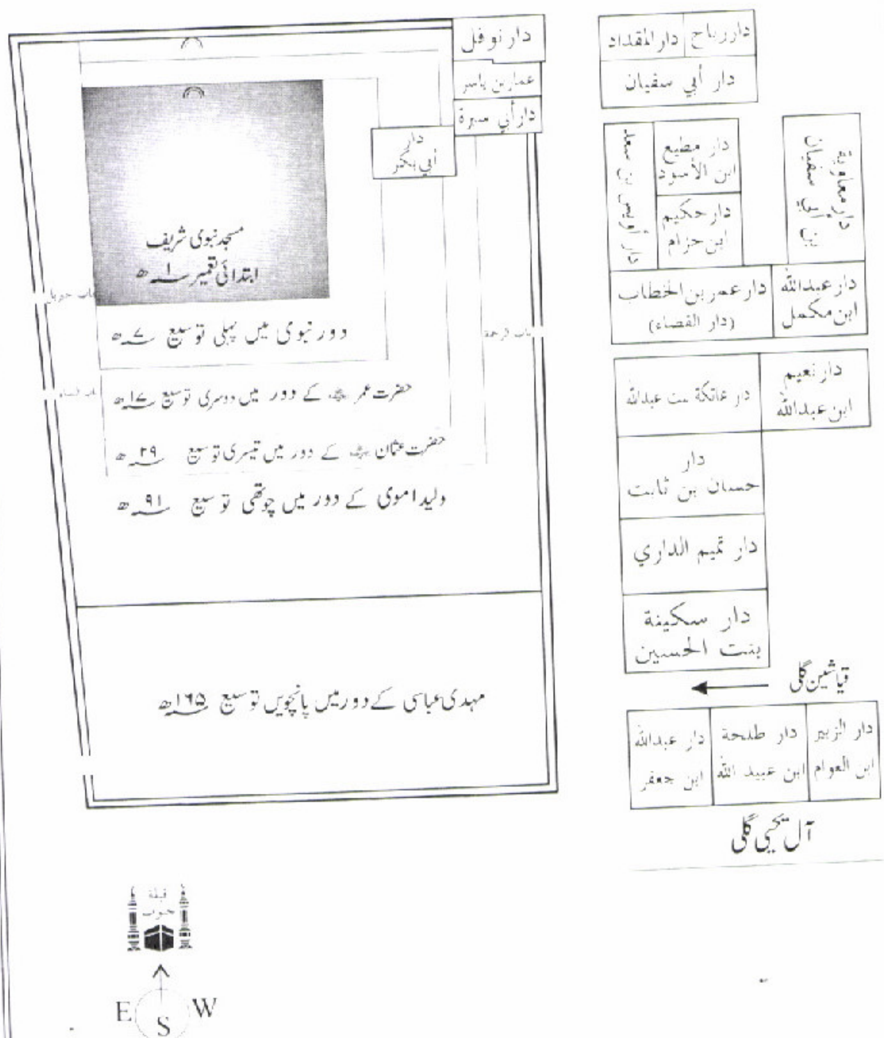
حضرت ابو سبرہ بن رہم رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت رباح اسود رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا مکان

حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا مکان

مغربی مکانات



مسجد نبوی شریف کی مغربی جانب صحابہ رضی اللہ عنہم کے مکانات کا تقریبی نقشہ

Ahmad

ہم اس وقت اپنے عظیم آباء واجداد کے انمٹ کھنڈرات کی سیر پر ہیں، جو بظاہر صفحہ ہستی سے مٹادیئے گئے ہیں، مگر مسلم قوم کے ذہن ودماغ میں جو ان کے پائیدار نقوش ہیں ان کو کھرچ کر ختم کرنا آسان کام نہیں، ان میں ہمارے لئے عبرت کے بڑے سامان ہیں۔

ابتداء مسجد نبوی کے جنوب سے ہوئی تھی، جنوب سے مشرق کی طرف پیش قدمی ہوئی تھی پھر مشرق سے شمال کی طرف، اوراب آیئے شمال سے مڑکر مغربی سمت میں چلیں جہاں اسلامی تاریخ نے ایک دو نہیں بیسیوں جلیل القدر صحابہؓ کے مکانات کے نقوش محفوظ ہیں۔ حضرت ابوبکر وعمر زبیر بن عوام، امیر معاویہ، ابوسفیان، شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کے مکانات اسی سمت میں ملیں گے، عبداللہ بن جعفر طیار، طلحہ بن عبیداللہ، سکینہ بنت حسین، تمیم داری، عاتکہ بنت عبداللہ، نعیم بن عبداللہ، عبداللہ بن مکمل، حکیم بن حزام، مطیع بن اسود، عبداللہ بن ابی السرح، ابوسبرہ، رباح اسود، عمار بن یاسر، مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہم اجمعین کے مکانات اسی سمت میں مسجد نبویؐ سے متصل یا قریب واقع تھے۔

خلیفہ مہدی عباسی کی توسیع کے بعد مسجد نبوی کی جو حدود تھیں ان کو ذہن میں رکھ کر اب آیئے شمال سے مغرب کی طرف، یہاں سب سے پہلا مکان آنحضورﷺ کے شہید چچا جعفر طیارؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کا تھا۔

(۱) حضرت عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہما) اور ان کا مکان :

آپ جلیل القدر صحابی ہیں، والدین نے حبشہ ہجرت کی، وہیں قیام کے دوران آپ پیدا ہوئے، خاندان بنوہاشم کے آخری چشم وچراغ تھے جنہوں نے آنحضرتﷺ کو دیکھا اور آپؐ کی صحبت کا شرف حاصل کیا، قبیلہ کے سردار، ایک اچھے عالم دین اور طبیعت کے بڑے فیاض تھے، صفین میں حضرت علیؓ کی فوج میں ایک لشکر کے کمانڈر تھے، آپ کی تعریف میں شعراء نے قصیدے کہے، ۸۰ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال کیا[1]

مسجد نبوی کی مغربی جانب شمال سے جنوب کی طرف مکانات کی ایک پٹی تھی، اس پٹی کے شمالی سرے پر مسجد کے تیرہویں دروازے کے سامنے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا مکان تھا۔

---

[1] تہذیب التہذیب (۵/۱۷۰) شذرات الذہب (۱/۸۷)

یہ مکان بھی پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا تھا، ان کے بعد عبداللہ بن جعفرؓ اس کے مالک ہوئے، ان کے بعد ام موسیٰ کی آزاد کردہ باندی منیرہ کی ملک میں آیا، علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں، آج اس مقام پر جو مکان بنا ہوا ہے اول وہ ہمارے شیخ عارف باللہ عبدالمعطی مغربی نزیل مکہ کے تصرف واستعمال میں تھا، بعد میں قاضی محی الدین کی ملکیت میں چلا گیا❶ اس کے بعد کیا ہوا؟ تاریخ کے صفحات خاموش ہیں۔

اس مکان کی حدود اربعہ اس طرح تھیں: مشرق: مسجد نبوی کا تیرہواں دروازہ، مغرب: یحییٰ بن طلحہ کا مکان، جنوب: ایک گلی تھی جو "زقاق القیاشین" نام سے موسوم تھی، شمال میں بھی ایک گلی تھی جو آل یحییٰ بن طلحہ کی طرف منسوب ہو کر "خوخۃ آل یحییٰ" (آل یحییٰ کا دریچہ) کہی جاتی تھی ❷

(۲) حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

آپ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے تھے، صدیق اکبرؓ کی دعوت پر شروع ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، فاروق اعظمؓ کی قائم کردہ چھ رکنی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، بڑے سخی اور فیاض تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے آپ کا لقب ہی رکھ دیا تھا: "طلحة الخير" (خیر والے طلحہ) "طلحة الفياض" اور "طلحة الجود" (سخی اور فیاض طلحہ) جب اسلام قبول کیا تو مکہ میں ہجرت سے پہلے آنحضور ﷺ نے زبیر بن عوامؓ سے آپ کا بھائی چارہ قائم کر دیا تھا، اور جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو آپ کا بھائی بنایا۔

بیعت رضوان میں شریک تھے، غزوۂ احد میں پامردی اور جاں نثاری کے بے مثال جوہر دکھائے آنحضرت ﷺ پر جب تیر برسائے جا رہے تھے، یہی حضرت طلحہ تھے جو حضور اقدس ﷺ کے لئے آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے، جو تیر آتا اپنے ہاتھوں پر روک لیتے، اسی میں ان کا ہاتھ شل ہو گیا، ان کا سر بھی زخمی ہوا، جب مشرکین کا ریلا تھما تو حضرت طلحہ نے حضور اقدس ﷺ کو اپنی پیٹھ پر سوار کیا اور ایک چٹان پر لے کر چڑھ گئے۔

جنگ جمل ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شریک ہوئے ۳۶ھ کے دوران اسی جنگ میں شہید ہوئے اور بصرہ میں دفن کئے گئے۔ ❸

❶ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۳۴) وفاء الوفا (۲/ ۶۹۵، ۶۹۶) ❷ عمدۃ الاخبار ص ۱۱۳، ۱۱۶۔ وفاء الوفا (۲/ ۷۲۶) تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۵۸) ❸ المعارف ص ۲۲۸، ۲۳۴۔ الاصابۃ (۵/ ۲۳۲) اسد الغابۃ (۲/ ۴۶۷)

''زقاق القیاشین'' (قیاشین کی گلی) میں جاتے ہوئے دائیں طرف عبداللہ بن جعفرؓ کے مکان کے بعد مغربی جانب آپ کا مکان پڑتا تھا، آپ کے بعد آپ کی اولاد نے اس مکان کو تین حصوں میں تقسیم کیا مشرقی حصہ جو عبداللہ بن جعفرؓ کے مکان سے متصل تھا، وہ یحیٰی بن طلحہ کو ملا، اس کے بعد بیچ والا حصہ عیسیٰ بن طلحہ کے حصے میں آیا، اور آخری مغربی حصہ جو حضرت زبیر بن عوامؓ کے مکان سے متصل تھا وہ حضرت طلحہؓ کے پوتے ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو ملا۔

یہ تینوں مکان کسی زمانہ میں ''دور القیاشین'' (قیاشین کے مکانات) کے نام سے مشہور تھے، اسی طرح اس کے مکان سے ہو کر گذرنے والی گلی بھی ''زقاق القیاشین'' (قیاشین کی گلی) سے مشہور تھی، آل طلحہ کے ان مکانات کے دروازے اسی زقاق القیاشین'' نامی گلی میں کھلتے تھے، مگر شمالی طرف بھی ایک گلی تھی، اس طرف یحیٰی بن طلحہ نے ایک دریچہ کھول رکھا تھا، اسی وجہ سے یہ گلی بھی ''خوخة آل یحیی'' (دریچہ آل یحیٰی) کے نام سے مشہور تھی۔ ❶

حضرت طلحہؓ کے مکان کی حدود اربعہ کچھ اس طرح بنتی تھیں: مشرق: عبداللہ بن جعفر کا مکان، مغرب: زبیر بن عوام کا مکان، جنوب: ''زقاق القیاشین'' شمال: دریچہ آل یحیٰی۔

(۳) حضرت زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

آپ قریش کی مشہور شاخ ''بنو اسد'' سے تعلق رکھتے تھے، حضور اقدس ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ صحابہؓ میں سے تھے، فاروق اعظمؓ کی شہادت کے بعد خلافت کے مسئلہ کو طے کرنے کے لئے جو چھ رکنی اکابر صحابہؓ کی مجلس شوریٰ قائم کی گئی تھی اس میں آپؓ بھی شامل تھے، جب اسلام کا ظہور ہوا تو ابھی کم سن تھے، کم سنی میں اسلام سے مشرف ہوئے۔ ایک دفعہ جھوٹی خبر ملی کہ آنحضرت ﷺ کو مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے، بس ننگی تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب اسلام میں کسی مسلمان کی تلوار بے نیام ہوئی۔

حضور اقدس ﷺ نے آپ کو ''حواری'' کا لقب عطا کیا اور فرمایا:

ہر نبی کا کوئی حواری اور مددگار ہوتا ہے، میرے حواری اور مددگار زبیر بن عوام ہیں، غزوۂ بنی قریظہ کے موقعہ پر آنحضور ﷺ آپ سے بہت خوش تھے، فرمایا: بأبی و أمی، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

❶ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۴۳) وفاء الوفا (۲/ ۲۲۶، ۲۲۷)

غزوۂ بدر و دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، جنگ جمل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لشکر میں تھے، مگر لڑائی سے الگ رہے، واپس بصرہ تشریف لے جارہے تھے، "وادی سباع" میں پہنچے تھے کہ ابن جرموز نے پیچھے سے آکر اچانک وار کردیا، وہیں جاں بحق ہوگئے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) بخاری ومسلم میں آپ سے ۳۸ حدیثیں مروی ہیں ❶

آپ کا مکان مسجد نبوی کے پڑوس میں مغربی جانب "زقاق القیاشین" میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے مکان سے متصل مغرب کی طرف واقع تھا، گویا آپ کے مکان کے جنوب "زقاق القیاشین" اور مشرق میں حضرت طلحہؓ کا مکان تھا۔

حضرت زبیرؓ نے مکان کو دو حصوں میں تقسیم کرکے دو صاحبزادوں کے حوالہ کردیا، چنانچہ مشرقی حصہ جو حضرت طلحہؓ کے مکان سے متصل تھا وہ عمر بن زبیرؓ کو ملا اور مغربی حصہ عروہ بن زبیر کو ❷

زقاق القیاشین: (قیاشین کی گلی) مسجد نبوی کی مغربی طرف چودھویں دروازہ کے سامنے ایک گلی تھی جو "زقاق القیاشین" نام سے مشہور تھی، اور دسویں صدی ہجری تک اسی نام سے جانی جاتی تھی، بعد میں نام تبدیل ہوگیا اور "زقاق الحنابلہ" (حنبلی لوگوں کی گلی) کہی جانے لگی، اس کی چوڑائی چھ ہاتھ (تقریباً تین میٹر) تھی، اس گلی میں جاتے ہوئے دائیں جانب پہلا مکان حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کا اور بائیں جانب سکینہ بنت حسینؓ کا مکان پڑتا تھا، اور آگے بڑھ کر دائیں جانب حضرت طلحہؓ کا مکان اور اس کے بعد اسی قطار میں حضرت زبیر بن عوامؓ کا مکان واقع تھا، اور وہیں پر گلی بند کرکے اس میں ایک دریچہ لگایا گیا تھا۔ جو دوسری جانب کھلتا تھا جدھر عطاروں کا بازار لگا کرتا تھا، غالباً یہی دریچہ "خوخۃ القواریر" سے موسوم تھا۔ ❸

(۴) حضرت سکینہ بنت حسین (رضی اللہ عنہما) اور ان کا مکان:

یہ آنحضرت ﷺ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، ماں رباب بنت امرء القیس نے ان کا لقب "سکینہ" رکھا، نام کے بارے میں اختلاف ہے، "آمنہ" تھا یا "امینہ" یا امیمہ، اپنے زمانہ میں عورتوں کی سردار تھیں، بڑی خوش اخلاق واقع ہوئی تھیں، طبیعت میں ظرافت

❶ المعارف ص ۲۲۸، ۲۳۴۔ صفۃ الصفوۃ (۱/۱۳۰) اسد الغابہ (۲/۹۷۔۱۰۰) ❷ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/۲۴۳) وفاء الوفا (۲/۷۶۲) ❸ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/۲۵۸) وفاء الوفا (۲/۷۶۲) خلاصۃ الوفا۔ تعلیقات ص ۳۴۳

تھی، شعراء سے متعلق آپ کی ظرافت کے بڑے قصے منقول ہیں، ربیع الاول ۱۱۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ❶

مسجد نبوی کی اسی مغربی سمت میں پندرہویں دروازہ کے سامنے حضرت سکینہ کا مکان واقع تھا، شمالی جانب وہی "زقاق القیاشین" (یا "زقاق الحنابلہ") نام کی گلی تھی جنوبی جانب حضرت تمیم داریؓ کا مکان تھا ❷ اور اب اس کی جگہ "باب ملک سعود" قدیم کے سامنے سمجھنا چاہئے۔ جو حکومت سعودیہ کی دوسری عظیم توسیع کے بعد مسجد کے اندر آگئی ہے۔

(۵) حضرت تمیم داری (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

یہ تمیم بن اوس بن خارجہ ہیں، قبیلہ "بنودار" سے تعلق رکھتے تھے، اس لئے "داری" کہلائے، اکلوتی بیٹی "رقیہ" کے نام پر "ابورقیہ" کنیت سے جانے جاتے تھے۔ ۹ھ میں عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے، مسجد میں پہلے روشنی کا انتظام نہیں تھا، انہی نے سب سے پہلے مسجد نبوی میں چراغ روشن کیا، سکونت مدینہ میں اختیار کی، حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے، بڑے تہجد گذار تھے، ایک دفعہ تہجد کی نماز میں آیت "﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ ...﴾" پڑھی، اور اسی ایک آیت میں روتے روتے صبح کردی ❸ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

آپ کا مکان اسی مغربی سمت میں پندرہویں دروازے کے سامنے تھا جو مسجد نبوی سے نظر آتا تھا، شمالی جانب سکینہ بنت حسینؓ کا مکان اور مغربی جانب حضرت حسان بن ثابتؓ کا قلعہ تھا۔

سکینہ بنت حسینؓ اور تمیم داریؓ دونوں کا مکان ایک تھا یا الگ الگ۔ اس سلسلے میں مورخین کی رائیں مختلف ہیں۔

علامہ سمہودی لکھتے ہیں: "پندرہویں دروازہ کے سامنے مہدی عباسی کے آزاد کردہ غلام "نصیر" کا مکان تھا، جس میں کبھی سکینہ بنت حسینؓ رہا کرتی تھیں اور آج اس جگہ پر جو عمارت ہے وہ تمیم داریؓ کے مکان سے مشہور ہے، جب یہ مکان میری ملک میں آیا تو میں نے اسے وقف کر دیا، لیکن اب بھی میری قیام گاہ وہی ہے، اس مکان کو "تمیم داریؓ" کی طرف کیوں منسوب کیا جاتا ہے؟ کیا یہی

❶ وفیات الاعیان (۲/ ۳۹۴-۳۹۷) ترجمہ نمبر: ۲۶۸ ❷ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۵۸) وفاء الوفا (۲/ ۲۹۶-۲۲۶) عمدۃ الاخبار ص ۱۱۶ ❸ الاستیعاب (۱/ ۱۹۳)، اسد الغابہ (۱/ ۲۵۶)

تمیم داریؓ کا مکان تھا؟ اس کا کوئی ثبوت ڈھونڈھنے سے میں قاصر ہوں" ❶

ممکن ہے یہ مکان اولاً تمیم داریؓ کا رہا ہو، حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد جب تمیم داریؓ نے مدینہ منورہ چھوڑا تو حضرت سکینہ بنت حسینؓ کی ملکیت میں آگیا۔ اس لئے بعض مؤرخین نے اسے تمیم داریؓ کا اور بعض دیگر نے سکینہ بنت حسین کا مکان کہہ دیا۔ واللہ اعلم

اس تاریخی مکان کے کھنڈرات ماضی قریب تک باقی تھے، عبدالقدوس انصاری نے اس مکان کی بابت ۱۳۵۳ھ کا حال اس طرح لکھا ہے:

اس وقت یہ مکان اوپر سے آدھا منہدم ہو چکا ہے، نیچے کا حصہ جو بچا ہے اس پر ایک پتھر کی تختی لگی ہوئی ہے، جس پر مندرجہ ذیل عبارت کندہ ہے:

هذا بيت سيدنا تميم الداري رضي الله عنه، سنة ۱۲۸۰ھ ❷ یہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کا مکان ہے، (سنہ کتابت ۱۲۸۰ھ)

مگر جب حکومت سعودیہ کے ذریعہ مسجد نبوی کی پہلی توسیع عمل میں آئی تو ۵ ر شوال ۱۳۸۰ھ کو یہ کھنڈر بھی مٹا دیا گیا، اور اس کی زمین کو مسجد نبوی کا ٹکڑا بننے کی سعادت حاصل ہوئی ❸

(۶) حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

آپ انصار کے قبیلہ "خزرج" سے تعلق رکھتے تھے، شاعر رسول کہے جاتے تھے، اسلام لانے کے بعد آپ کی شاعری اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے دفاع کے لئے وقف تھی۔ آنحضرت ﷺ آپ کے لئے مسجد نبوی میں منبر لگواتے اور یہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اقدس ﷺ کے کارناموں کو بیان کرتے، آپؐ فرماتے: حسان جب تک اللہ کے رسول کا دفاع کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ جبریلؑ کے ذریعہ ان کی مدد فرماتے رہیں گے۔

جاہلیت کے زمانہ میں ساٹھ سال کی عمر پائی اور اسلام کے ظہور کے بعد ساٹھ سال زندہ رہ کر ۵۰ھ میں انتقال کیا۔ بعض لوگوں کی عمریں آبائی ہوتی ہیں، حضرت حسانؓ کے باپ "ثابت"، دادا "منذر" اور پردادا "حرام" سب نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی تھی۔ ❹

حضرت حسان کا قلعہ مدینہ میں "فارع" نام سے موسوم تھا، "فارع" عربی میں بلند وبالا اور

❶ وفاء الوفا ❷ آثار المدینۃ المنورۃ ص ۱۴۹ ❸ توسعۃ الحرم النبوی الشریف مصنفہ ہاشم دفتر دار ص ۸۴

❹ المعارف لابن قتیبہ ص ۳۱۲، اسد الغابہ (۱/ ۴۸۲-۴۸۴)

خوبصورت عمارت کو کہتے ہیں، اس کے بلند اور محفوظ ہونے ہی کے پیش نظر غزوۂ خندق کے موقعہ پر حضور اقدس ﷺ نے اپنے خاندان کی عورتوں اور بچوں کو اس قلعہ میں پہنچادیا تھا، کہ اس سے محفوظ جگہ کوئی اور مسلمانوں کے پاس نہ تھی۔

اسی وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ مسلمانوں کو محاذ جنگ پر مشغول پاکر ایک یہودی قلعہ کے ارگرد منڈلانے اور اندر تاک جھانک کرنے لگا، آنحضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے دیکھ لیا، اور اسے خیمہ کا ایک بانس اس زور سے مارا کہ اس کا کام ہی تمام کر دیا ❶

یہ قلعہ مسجد نبوی کی مغربی سمت میں سولھویں دروازہ کے سامنے واقع تھا، شمالی جانب تمیم داریؓ اور جنوبی جانب عاتکہ بنت عبداللہ کا مکان تھا، بعد میں ہارون رشید کے قریبی وزیر جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی ❷ نے اس قلعہ اور عاتکہ بنت عبداللہ کے مکان دونوں کو خرید کر ایک کر لیا، اب دونوں کے ایک کر دینے کے بعد اس کی لمبائی اتنی بڑھ گئی کہ مکان کا جنوبی سرا "باب رحمت" تک پہونچ گیا، اسی لئے بعض مورخین کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے حضرت حسان کے قلعہ کی بابت یہ کہہ دیا کہ وہ "باب رحمت" کے سامنے واقع تھا، جب کہ صحیح یہ ہے کہ "باب رحمت" کے سامنے عاتکہ بنت عبداللہ کا مکان تھا، جس کو ہارون رشید کے زمانہ میں جعفر بن یحییٰ نے حضرت حسان کے قلعہمیں شامل کیا تھا۔

۸۳۸ھ میں ہندوستان کے شہر "گلبرگہ" کے سلطان شہاب الدین احمد نے اس قلعہ کے مقام پر ایک مدرسہ تعمیر کروایا جو "المدرسة الكلبرجية" کے نام سے مشہور ہوا ❸

دوسری سعودی توسیع کے بعد اب اس کی جگہ مسجد نبوی شریف کے اندر آگئی ہے۔

(۷) حضرت عاتکہ بنت عبداللہ کا مکان :

یہ بنوامیہ کے مشہور خلیفہ یزید بن عبدالملک بن مروان کی ماں تھیں۔

ان کا مکان مسجد کی مغربی سمت میں "باب رحمت" کے قریب تھا، اسی وجہ سے "باب

---

❶ اسد الغابة (۱/ ۴۸۴) ❷ کنیت ابو الفضل تھی ۱۵۰ھ مطابق ۷۶۷ء میں بغداد میں پیدا ہوا، ہارون رشید نے اسے اپنا وزیر بنایا، رفتہ رفتہ اس نے ہارون کے دل میں اپنی جگہ بنالی، ہارون بھی اتنی محبت کرنے لگا کہ "بھائی" کہہ کر پکارتا تھا، سلطنت کی ساری ذمہ داریاں اسی کے سپرد کر دیں، اس نے بھی ان ذمہ داریوں کو ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا کہ پورا ملک اس کا تابع فرمان ہو گیا، مگر جب ہارون رشید کی برامکہ سے ٹھنی تو جعفر کے دن پورے ہوگئے، چنانچہ ۱۸۷ھ مطابق ۸۰۳ء میں جعفر قتل کر دیا گیا، برامکہ کا نسب ایرانیوں سے ملتا ہے۔ (الاعلام، زرکلی: ۲/ ۱۳۰) ❸ وفاء الوفا (۲/ ۶۹۶۔۷۲۶)

رحمت "کو "باب عاتکہ" بھی کہتے تھے، ہارون رشید کے زمانہ میں جعفر بن یحییٰ برمکی نے اسے خرید کر حضرت حسانؓ کے قلعہ میں شامل کر کے دونوں کو ایک کر دیا تھا۔ علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں: آج اس جگہ پر جو عمارت قائم ہے وہ مسجد نبوی کے خدام کے لئے وقف ہے اور باب رحمت سے نکلتے ہوئے دائیں ہاتھ پر پڑتی ہے۔ ❶

(۸) حضرت نعیم بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان:

آپ قریش کی شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے، جلیل القدر صحابی ہیں، ہجرت حبشہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا، مگر ہجرت بہت بعد میں صلح حدیبیہ کے زمانہ میں کی، اس لئے حدیبیہ سے پہلے جو غزوات ہوئے ان میں شریک نہ ہو سکے، البتہ جب مدینہ منورہ آگئے تو اس کے بعد کوئی غزوہ نہیں چھوڑا، ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں نعیم کے کھانسنے کی آواز سنی، اسی دن سے ان کا نام ہی پڑ گیا "نحام" کھانسنے والا۔

عہد صدیقی میں "اجنادین" کے مقام پر شہید ہوئے، بعض کہتے ہیں ۱۵ھ میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ❷

آپ کا مکان مسجد نبوی کے مغرب میں عاتکہ بنت یزید کے مکان کے بعد اور عبد اللہ بن مکمل کے مکان کے سامنے واقع تھا، "باب رحمت" کے سامنے چھ ہاتھ (تقریباً تین میٹر) چوڑی ایک گلی مدینہ منورہ کے بازار کو جاتی تھی، اسی گلی میں دائیں جانب پہلا مکان عاتکہ بنت یزید کا تھا، اور دوسرا اسی قطار میں نعیم بن عبد اللہ کا تھا۔

ان مکانات میں تبدیلیاں ہوتی رہیں مگر یہ گلی ماضی قریب تک محفوظ رہی، ۱۳۷۵ھ میں حکومت سعودیہ کی پہلی توسیع کے دوران جب اس سمت کی ساری عمارتیں ڈھائی گئیں تو یہ گلی بھی ختم ہو گئی۔

(۹) امیر المومنین حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) اور ان کا دار القضاء:

آپ قریش کی شاخ "بنو عدی" سے تعلق رکھتے تھے، اسلام سے پہلے بھی بڑے شکوہ و دبدبہ کے مالک تھے، اپنے قبیلہ میں سفارت کے منصب پر فائز تھے، حضور اقدس ﷺ کو آپ کے اسلام کی بڑی آرزو تھی، ہجرت مدینہ سے پانچ برس پہلے مشرف باسلام ہوئے، آپ سے پہلے مسلمان خفیہ

❶ وفاء الوفا (۲/۶۹۶)
❷ اسد الغابۃ (۴/۵۷۰) طبقات ابن سعد (۴/۱۳۸) مجمع الزوائد (۹/۳۷۰)

عبادت کیا کرتے تھے، جب آپ اسلام لائے تو خانہ کعبہ میں جا کر نماز ادا کی، اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے آپ کو "فاروق" کا لقب عطا کیا، واقعی آپ کے اسلام سے مسلمانوں کو بڑی قوت ملی۔ آنحضور ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا جانشین نامزد فرمایا، مزاج میں سختی تھی جو اُن کی حق پرستی کا نتیجہ تھی، بڑے بہادر، دانش مند اور صائب الرائے واقع ہوئے تھے، آپ کی بعض آراء تائید الٰہی سے شرعی احکام بنگئیں، سادگی اتنی کہ حکومت کے تخت جلال پر بیٹھے ہوئے ہیں مگر اجنبی آدمی کے لئے پہچاننا مشکل ہو جاتا تھا، ان کے دور میں بیس تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع واتفاق ہو گیا نتیجۂ چودہ صدیوں سے حرمین شریفین اور عالم اسلام میں بیس رکعات ہی پڑھی جاتی ہیں۔ فتوحات کا دائرہ آپ کے زمانہ میں جتنا وسیع ہوا کسی زمانہ میں نہیں ہوا، ۲۳ھ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کے مجوسی غلام ابو لؤلؤ ❶ کے ہاتھوں زخمی ہوئے اور یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو جام شہادت نوش کیا اور آقائے نامدار سرکار دو عالم ﷺ کے پہلو میں دفن ہوئے ❷

مسجد نبوی کی مغربی دیوار میں جو دریچہ ابو بکرؓ تھا بالکل اسی کے سامنے حضرت فاروق اعظمؓ کا مکان تھا، اور مسجد سے اتنا قریب تھا کہ جمعہ کی نماز میں نمازیوں کا اژدحام ہوتا اور مسجد میں تنگی محسوس ہوتی تو فاروق اعظمؓ کے اس مکان میں بھی صفیں لگائی جاتیں۔ ❸

فاروق اعظمؓ اور قرض کی ادائیگی

حضرت عمرؓ کے اس گھر کو "دار القضاء" کہتے تھے، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ فاروق اعظمؓ نے اپنی صاحبزادی حفصہؓ اور صاحبزادے عبداللہؓ کو یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے اس مکان کو فروخت کر کے میرے قرضے ادا کئے جائیں، اگر اس کی قیمت سے سارے قرضے ادا ہو جائیں تو ٹھیک، ورنہ میرے قبیلے بنو عدی سے کہنا وہ ادا کریں، چنانچہ وصیت کے مطابق آپ کی وفات کے بعد اس مکان کو فروخت کر کے آپ کے قرضے ادا کئے گئے، اسی دن سے "دار القضاء" (ادائیگی قرض کا گھر) نام مشہور ہوا۔

❶ یہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا مجوسی غلام تھا، چکی سازی کا کام کرتا تھا، حضرت عمرؓ کا دستور تھا وہ کسی بالغ کافر کو مدینہ میں رہنے نہیں دیتے تھے، مگر حضرت مغیرہؓ کی درخواست پر ابولؤلؤ کو اجازت مل گئی تھی (تاریخ الاسلام مصنفہ علامہ ذہبی، جزء الخلفاء الراشدین، ص ۲۷۶)

❷ طبقات ابن سعد (۳/ ۲۶۵۔ ۲۷۵) صفۃ الصفوۃ (۱/ ۱۰۱) ❸ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۴۲) کتاب المناسک ص ۳۷۱

۱۳۸ھ میں زیاد بن عبید اللہ ❶ کو مکہ اور مدینہ کا گورنر بنایا گیا، زیاد نے ۱۵۱ھ میں "دارالقضاء" اور آس پاس کے مکانات کو گرا کر مسجد نبوی کے لئے صحن بنوایا اور "دریچہ ابوبکر" اور "باب رحمت" کے بیچ میں ایک نیا دروازہ کھولا، جو "باب زیاد" کے نام سے مشہور ہوا، اس دروازہ کے اوپر باہر کی طرف ایک تختی لگائی گئی، جس پر یہ عبارت لکھی تھی۔

"امر عبدالله أمير المؤمنين أكرمه الله بعمل مسجد رسول الله ﷺ وعمارة هذه الرحبة، توسعة لمسجد رسول الله ﷺ ولمن حضره من المسلمين، في سنة إحدى وخمسين ومائة ابتغاء وجه الله و الدار الآخرة ❷

(یعنی ۱۵۱ھ میں محض اللہ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی غرض سے اللہ کے بندے امیر المومنین نے مسجد رسول میں ایک (جزوی) کام اور مسلم زائرین کی حاضری اور مسجد نبوی کی توسیع کی خاطر اس جگہ کو صحن بنانے کا حکم جاری کیا۔)

یہ صحن "باب زیاد" سے "باب السلام" تک وسیع تھا، اور "دارالقضاء" کے بجائے "رحبۃ القضاء" (صحن قضا) کہا جانے لگا۔

یہ صحن ایک عرصہ تک صحن ہی رہا غالباً سب سے پہلے مسجد نبوی کے شیخ الخدام کافور مظفری نے یہاں عمارت کھڑی کی جو دار شباک کہلائی، علامہ سمہودیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) کے بیان کے مطابق ان کے زمانہ میں اس صحن قضاء میں "باب رحمت" سے قریب جو عمارت تھی وہ "دار شباک" (کھڑکی والا گھر) کہلاتی تھی، اس سے متصل "مدرسہ جوبانیہ" اور "حصن عتیق" (پرانا قلعہ) تھا۔

اور "مدرسہ جوبانیہ" مغل افواج کے سربراہ "جوبان" نے ۷۲۴ھ میں تعمیر کروایا تھا۔ اور "حصن عتیق" غالباً مدینہ کے کسی گورنر کا تعمیر کردہ تھا، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی مدینہ کا گورنر بن کر آتا تو اسی قلعہ میں رہائش اختیار کرتا، پھر شاہ بنگال ابو المظفر سلطان غیاث الدین اعظم بن سلطان سکندر نے ۸۱۴ھ میں اس قلعہ کو مدرسہ میں تبدیل کر دیا۔

مسجد نبوی میں دوسری بار کی آتش زدگی کے بعد ۸۸۶ھ میں سلطان اشرف قایتبائی نے تینوں عمارتیں گرا دیں اور ان کی جگہ پر ایک مدرسہ اور ایک قیام گاہ تعمیر کی، اور "باب رحمت" سے

❶ زیاد بن عبید اللہ بن عبدالمدان حارثی، ابو العباس سفاح کے ماموں ہیں، ابو العباس سے پہلے ۱۳۸ھ میں مکہ و مدینہ دونوں جگہ کے ایک ساتھ گورنر بنائے گئے۔ (وفاء الوفا ۲/ ۷۰۰)

❷ کتاب المناسک ص ۳۹۴، وفاء الوفا (۲، ۷۰۰)

قریب والے کونے پر ایک مینارہ بھی تعمیر کیا۔ ❶

ایک زمانہ آیا جب اس کو کچہری بنادیا گیا، مدینہ منورہ کے قاضی یہاں تشریف لاتے اور مقدمات کا فیصلہ کرتے، پھر یہ کچہری منتقل ہو کر صحن میں چلی گئی، اور کچھ عرصہ بعد یہ عمارت بھی کھنڈر بن گئی، سلطان عبدالمجید ترکی کا زمانہ آیا تو انہوں نے ۱۲۳۷ھ میں اسی جگہ ایک مدرسہ تعمیر کروایا، اس میں ایک بڑا کتب خانہ بھی قائم کیا، جو "المکتبة العظیمة" نام سے مشہور تھا، اس سے متصل ایک مکان بھی بنوایا گیا، جس میں ناظم مدرسہ رہا کرتے تھے، پھر ۱۲۸۲ھ میں سلطان عبدالعزیز ترکی عثمانی ❷ نے اس کی از سر نو تعمیر کروائی۔ ❸

یہ عمارتیں مع مینارہ ابھی زمانہ قریب تک موجود تھیں، حکومت سعودیہ نے ۱۳۷۲ھ میں مسجد نبوی کی پہلی بار توسیع کی تو ساری عمارتیں ڈھادی گئیں، اور اب جب کہ دوسری عظیم ترین توسیع بھی عمل میں آچکی ہے تو ان کا محل وقوع "باب رحمت" اور "باب السلام" کے سامنے مغربی جانب صحن میں سمجھنا چاہئے۔

(۱۰) حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مغربی مکان :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک مکان مغربی جانب مسجد نبوی سے متصل واقع تھا، جس کا اصل دروازہ عام آمد و رفت کے لئے باہر کھلتا تھا، مگر صدیق اکبرؓ نے مسجد نبوی میں آنے جانے کے لئے ایک چھوٹا سا دریچہ مسجد کی طرف بھی کھول رکھا تھا، ❹ اس دریچہ کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد مشہور ہے: مسجد کے تمام دریچے بند کردو سوائے ابوبکر کے دریچے کے ❺

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب مسجد کی توسیع فرمائی تو صدیق اکبرؓ کا یہ مکان بھی مسجد میں شامل کر لیا، اب وہ "دریچہ صدیق" تو ختم ہو گیا، مگر فاروق اعظمؓ نے جو نئی دیوار قائم کی تو اس دیوار میں دریچہ کے بالمقابل ایک دروازہ لگادیا، جو "صحن قضا" میں کھلتا تھا ❻

---

❶ وفاء الوفا ۲ر ۶۴۳، ۷۰۲) ❷ یہ سلطان عبدالعزیز خاں بن سلطان محمود خاں عثمانی ہیں، ولادت ۱۴ر شعبان ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۳۰ء میں ہوئی، خلافت کی باگ ڈور ۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں سنبھالی، اسی نے چند علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور "مجلة الاحکام العدلیة" کی جمع و تالیف اس کے سپرد کی، ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء تک تقریباً سولہ سال حکومت کی، (تاریخ الدولة العلیة العثمانیة ص ۵۳۰) ❸ مرآة الحرمین (۱ر ۴۷۸) ❹ وفاء الوفا (۲ر ۴۷۷) ❺ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰة، باب الخوخة والممر فی المسجد (۱ر ۶۶ ۴) ❻ اخبار مدینة الرسول ص ۸۳، وفاء الوفاء (۲ر ۴۹۴، ۷۰۳)

اسی طرح جب جب مسجد نبوی کی اس مغربی سمت میں توسیع ہوتی گئی یہ دروازہ بھی اپنی جگہ سے کھسکتا گیا، مگر سمت و سیدھ کا پورا پورا خیال رکھا گیا، چنانچہ حضور پاک ﷺ کے زمانہ میں یہ "دریچہ صدیق" جس جگہ پر تھا، ہر نئی توسیع میں "باب صدیق" اسی اصل دریچہ کی سیدھ میں نصب کیا گیا، سعودیہ کی پہلی توسیع میں مسجد کے ساتھ ساتھ اس دروازہ کی بھی توسیع کی گئی، چنانچہ اس میں تین دروازے بنائے گئے، ان میں جنوبی دروازہ ٹھیک "دریچہ صدیق" کے سامنے ہے، اس طرح رسول پاک ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے امت نے اس دریچہ کو جو خلودودوام عطا کیا، واقعی وہ اسی کا حصہ تھا، نیز یہ ارشاد آپ کی خلافت کی طرف ایک واضح اشارہ تھا۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن مکمل (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

مشہور مورخ ابن شبہؒ نے آپؓ کو صحابہ میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے : غالبًا یہ وہی صحابی ہیں جو عہد عثمانی میں مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو اپنی بیویوں کو طلاق دے کر وراثت سے محروم کرنا چاہا، حضرت عثمان غنیؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے ان کے ترکہ سے ان کی بیویوں کو پورا حق دلوایا۔ ❶

آپ کا مکان اسی سمت مغرب میں تھا، صحن قضاء کی طرف اس کا دروازہ کھلتا تھا، یہ مکان آپ کا خریدا ہوا نہ تھا، بلکہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان کو ہبہ کیا تھا، شمالی جانب سامنے نعیم بن عبداللہ نحام کا مکان تھا، دونوں مکانوں کے بیچ میں ایک گلی تھی ❷ جو مغرب کی طرف مدینہ کے بازار تک چلی جاتی تھی، اس مکان کی شکایت کرتے ہوئے کسی رہائشی نے سرکار رسالت مآب ﷺ سے کہا تھا، حضورؐ! ہمارا کنبہ بڑا تھا، افراد زیادہ تھے، ہمارے پاس مال بھی زیادہ تھا، مگر جب سے ہم نے اس گھر میں قدم رکھا ہماری تعداد گھٹ گئی، اور مال بھی کم ہو گیا، آنحضور ﷺ نے فرمایا : اس برے مکان کو چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہو جاؤ ❸

اس مکان کے مغربی طرف مدینہ کا بازار تھا، جہاں پھل فروٹ کی دوکانوں کے علاوہ زرگروں اور سناروں کا بازار بھی لگتا تھا۔ ❹ خاص اسی جگہ پر جہاں عبداللہ بن مکمل کا مکان تھا مدرسہ جو بانسیہ تعمیر کیا گیا تھا، جو ۸۸۶ھ تک باقی رہا، مگر جب سلطان اشرف قایتبائی نے یہاں ایک مدرسہ اور

❶ الاصابة (۲/۳۶۵) ❷ تاریخ المدینة المنورة (۱/۲۳۴، ۲۳۵) عمدة الاخبار ص ۱۱۶ ❸ موطا مالک، کتاب الاستئذان، باب ما یتقی من الشوم (۴/۵۴، ۲۳)، تاریخ المدینة (۱/۲۳۴) ❹ وفاء الوفا (۲/۷۲۴)

شاہی قیام گاہ بنانے کا حکم جاری کیا تو دیگر عمارتوں کے ساتھ اس مدرسہ کو بھی گرادیا گیا، اور باب رحمت سے باب السلام تک کی زمین پر مدرسہ اشرفیہ اور شاہی قیام گاہ تعمیر کی گئی۔ ❶

مدرسہ اشرفیہ کا قیام ضرور عمل میں آگیا، مگر چوں کہ یہ مدرسہ مدرسہ جوبانیہ ہی کی جگہ پر بنایا گیا تھا، اس لئے پہلا نام لوگوں کے ذہن ودماغ سے زائل نہ ہوا، ممکن ہے سلطان اشرف کی زندگی میں کوئی جرأت نہ کر سکا ہو مگر بعد میں "مدرسہ اشرفیہ" کے بجائے "مدرسہ جوبانیہ" ایک بار پھر زبان پر چڑھ گیا، چنانچہ حسب اللہ مکی جن کی وفات ۱۳۴۵ھ میں ہوئی وہ بھی کہتے ہیں: آج بھی "مدرسہ" کے بجائے لوگ اسے "رباط جوبانیہ" کہتے ہیں "باب رحمت" کی طرف جاتے ہوئے دائیں ہاتھ کو پڑتا ہے، اور بد شگونی کا جو تصور قرن اول میں قائم ہوا تھا وہ آج تک باقی ہے، چنانچہ اس لنگر خانہ کے بعض مغربی کمروں سے متعلق ہم کچھ ایسے عجیب وغریب واقعات مدینہ کے عمر رسیدہ لوگوں سے سنتے آئے ہیں، جنہیں آسانی سے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ ❷ واللہ اعلم

(۱۲) حضرت حکیم بن حزام اسدی (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

آپ قریش کی شاخ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے، ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے چچازاد بھائی تھے، ابو خالد کنیت تھی، عام الفیل سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئے تھے، "حرب الفجار" ❸ (جاہلیت کی ایک طویل جنگ) میں شریک تھے، بعثت نبوی سے پہلے اور بعد میں بھی سرکار رسالت مآب ﷺ کے دوست رہے، صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا: جو شخص حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امن حاصل ہے، اسی دن اسلام قبول کیا، اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ حنین وطائف کے غزوات میں شرکت کی، ۵۰ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی، حضرت حسان بن ثابتؓ کی طرح حضرت حکیم بن حزامؓ نے بھی ایک سو بیس سال کی عمر پائی، ساٹھ نبوت سے قبل اور ساٹھ نبوت کے بعد ❹

آپ کا مکان مطیع بن اسود کے مکان سے متصل شمالی سمت میں تھا، سامنے امیر معاویہؓ کا مکان

---

❶ ایضاً ۲ر ۶۴۳ ❷ خلاصہ الوفاء (تعلیق) ص ۳۴۹ ❸ عرب اشہر حرم میں جنگ کرنے کو سخت گناہ سمجھتے تھے، مگر دو قبیلوں میں ایسی ہولناک جنگ ہوئی کہ ان مہینوں کا کوئی پاس واحترام محفوظ نہیں رہا اس لیے اس جنگ کو "حرب الفجار" کہتے تھے۔

❹ الاصابۃ (۳ر ۴۰۵) تہذیب التہذیب (۲ر ۴۴۷)، المعارف ص ۳۱۱

تھا، بیچ میں ایک پختہ گلی تھی، اسی گلی میں دروازہ کھلتا تھا۔ ❶

علامہ سمہودی (متوفی ۹۱۱ھ) کے مطابق نویں صدی کے اواخر اور دسویں صدی کے شروع میں اس گلی میں پھل فروٹ کا بازار لگتا تھا۔ ❷

(۱۳) حضرت مطیع بن اسود (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

آپ قریش کی شاخ "بنو عدی" سے تھے، فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، مؤلفہ قلوب ❸ میں آپ کا بھی نام آتا ہے، لیکن بعد میں بڑے پکے مسلمان ہو گئے تھے، 'آپ کا نام "عاصی' (بمعنی نافرمان) تھا، حضور ﷺ نے اسے بدل کر "مطیع" (فرمانبردار) رکھ دیا۔

فرمانبرداری کا مظاہرہ ایک دفعہ حضور پاک ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے، صحابہ کرامؓ سے فرمایا: بیٹھ جاؤ، عاصی بن اسود مسجد آرہے تھے، ابھی اندر نہیں پہنچ پائے تھے کہ حضورؐ کی آواز کان میں پڑی: "اِجلسوا" بیٹھ جاؤ، عاصی بن اسود جہاں تھے وہیں بیٹھ گئے تھے، جب آپؐ فارغ ہوئے تو عاصیؓ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے، حضورؐ نے پوچھا: عاصی! تم خطبہ میں نظر نہیں آئے؟ کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آرہا تھا، سنا آپ فرمارہے ہیں: "اِجلسوا" بیٹھ جاؤ، اس وقت جہاں تک میں پہنچا تھا وہیں بیٹھ گیا۔ سرکار رسالتمآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عاصی و نافرمان نہیں ہو، تم تو مطیع و فرمانبردار ہو، بس اسی دن سے "مطیع" نام سے مشہور ہو گئے ❹

خلافت عثمانی کے زمانہ میں مدینہ میں انتقال کیا، صاحبزادے عبداللہ بن مطیع "حرہ" ❺ کی جنگ میں اہل مدینہ کے امیر تھے،

آپ کا مکان "عنقاء" نام سے مشہور تھا، باب السلام کے سامنے جو پختہ گلی مدینہ کے بازار میں جاتی تھی اسی گلی میں دائیں جانب پہلا مکان اویس بن سعد عامری کا تھا اور دوسرا مکان حضرت مطیع کا تھا۔

---

❶ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۳۰) ❷ وفاء الوفا (۲/ ۷۲۳) ❸ عہد نبوی میں "مؤلفۃ القلوب" تین قسم کے لوگ ہوا کرتے تھے، ۱۔ سرداران قبائل، جن کو زکوٰۃ کا مال اس لئے دیا جاتا کہ اگر یہ اسلام لائیں تو ان کے قبیلے بھی مسلمان ہو جائیں گے، ۲۔ وہ نو مسلم حضرات جن کا اسلام پختہ نہ ہوتا تھا، ان کو زکوٰۃ کا مال دیا جاتا تھا تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت راسخ ہو جائے ۳۔ وہ شر پسند عناصر جن کو زکوٰۃ اس لئے دی جاتی تھی کہ ان کی شر سے مسلمان محفوظ رہیں ❹ الإصابۃ (۳/ ۴۰۵) العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین (۷/ ۲۲۴، ۲۲۶) تہذیب التہذیب (۱۰/ ۱۸۱)
❺ "حرہ" سیاہ قدیم پتھروں والی زمین کو کہتے ہیں، عرب میں ایسی پتھریلی زمینیں بہت ہیں سب کو حرہ ہی کہا جاتا ہے، یہاں مراد "حرہ واقم" ہے جو مدینہ سے مشرقی جانب واقع ہے، اور جہاں ۶۳ھ میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں مشہور "واقعہ حرہ" پیش آیا تھا (معجم البلدان ۲/ ۲۴۵، ۲۴۹)

حدود اربعہ اس طرح تھیں : مشرق : ”داراویس“ مغرب : پھل فروٹ کی مارکیٹ ، شمال : حکیم بن حزام کا مکان اور جنوب جانب : گلی، گلی کے بعد سامنے یزید بن ❶ عبدالملک کے اونچے مکانات۔ فخری پاشا نے چودھویں صدی ہجری میں مسجد نبوی کے آس پاس صحن کی توسیع کے لئے یہ مکان اور اس کے آس پاس کے دیگر مکانات کو زمین بوس کرادیا ❷ اور اس وقت جب کہ سعودی حکومت کی طرف سے دوسری عظیم ترین توسیع عمل میں آچکی ہے، مطیع بن اسود کا مکان جس قطعہ زمین پر واقع تھا، اس کو سلطان عبدالمجید کے حصہ تعمیر سے مغربی جانب جو کھلا صحن ہے اسی میں سمجھنا چاہئے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن سعد (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

یہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہیں، قریش کی شاخ ”بنو عامر“ سے تعلق تھا، اپنے قبیلہ کے مشہور شہسوار تھے، قریش کے سرداروں اور دانشوروں میں شمار کئے جاتے تھے، فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر کے مدینہ ہجرت کی، کاتب وحی تھے، آپ کے ساتھ ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ بعض شبہات کی بنا پر مرتد ہو گئے، مگر قدرت کو آپ سے بڑے بڑے کام لینے تھے، فتح مکہ کے روز توفیق الٰہی مددگار ہوئی، از سر نو حلقہ بگوش اسلام ہوئے، اور ایسے پکے ہوئے کہ ۲۵ھ میں مصر کے گورنر بنائے گئے۔ یہی نہیں پورا افریقہ آپ ہی کے ہاتھوں ۲۷ھ میں فتح ہوا۔

اکثر دعا کرتے رہتے تھے : اے اللہ! جب دنیا سے جانے کا وقت آئے تو میرا آخری عمل نماز ہو، دعا قبول ہوئی، صبح کی نماز پڑھ رہے تھے، ایک طرف سلام پھیر چکے تھے، دوسری طرف پھیر ہی رہے تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، یہ ۳۰ھ کا زمانہ تھا ❸

اسی مغربی سمت میں ”باب السلام“ سے نکلتے ہوئے سامنے ایک سیدھی پختہ گلی تھی، اسی گلی میں شمالی جانب پہلا مکان حضرت عبداللہ بن سعدؓ کا تھا، حضرت عبداللہؓ نے یہ مکان حضرت عباسؓ سے تیس ہزار درہم میں خریدا تھا، وفات کے بعد صاحبزادے ”اویس“ وارث ہوئے، اور انہی کے نام سے ”داراویس“، مشہور ہو گیا ❹

---

❶ یزید بن عبدالملک بن مروان بنو امیہ کا حکمران تھا، دمشق میں ۷۱ھ مطابق ۶۹۰ء میں پیدا ہوا، ماں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھیں، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد ۱۰۱ھ میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی، مدت خلافت کل چار سال ایک ماہ رہی ۱۰۵ھ مطابق ۷۲۴ء میں ”اربد“ یا ”جولان“ کے مقام پر انتقال ہوا، جنازہ دمشق لا کر دفن کیا گیا (الاعلام، زرکلی ۸ / ۱۸۵)

❷ عمدۃ الاخبار ص ۱۱۵، ۱۱۶ ❸ اسد الغابہ (۳ / ۱۵۵، ۱۵۶) الاستیعاب (۳) (۹۱۹) ❹ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱ / ۲۵۲، ۲۵۷)

یہ ''داراویس'' یزید بن عبد الملک کے مکان کے سامنے ہی تھا، دونوں کے درمیان بس ایک گلی حائل تھی، نویں صدی ہجری کے نصف کے آس پاس قاضی عبد الباسط نے ''داراویس'' کی زمین پر ایک مدرسہ قائم کیا، اور عام دستور کے مطابق خود قاضی صاحب کے نام سے موسوم ہو کر ''مدرسہ باسطیہ'' کہلایا۔ ❶

اس کے مشرقی طرف حصن عتیق ''پرانے قلعہ'' کا پچھلا حصہ، اور مغربی جانب مطیع بن اسود کا مکان تھا ❷

(۱۵) حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

آپ قریش کی مشہور شاخ ''بنوامیہ'' سے تعلق رکھتے تھے، عرب کے بڑے دانشوروں میں شمار کئے جاتے تھے، متانت و شرافت کے پیکر تھے، زبان میں بڑی فصاحت تھی، مکہ میں پیدا ہوئے، فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، غزوہ حنین میں شرکت کی، رسول خدا ﷺ کے لئے کتابت کی خدمت انجام دیا کرتے تھے، آنحضور ﷺ نے آپ کے حق میں یہ دعاء فرمائی **اللهم اجعله هاديا مهديا واهدبه**۔ اے اللہ! معاویہ کو ایسا بنادے کہ لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے خود راہ ہدایت پر چلنے والا ہو، اور اس کے ذریعہ امت کی ہدایت فرما۔

شام کے حاکم تھے، حضرت حسنؓ کی دست برداری کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ مدت خلافت کل بیس سال رہی، ۲۲ رجب ۶۰ھ کو اٹھتر سال کی عمر میں وفات پائی ❸ مطیع بن اسود اور حکیم بن حزام (رضی اللہ عنہما) کے مکانات کے سامنے مغربی جانب حضرت امیر معاویہؓ کا مکان تھا، بیچ میں ایک گلی حائل تھی، اسی گلی میں تینوں مکانوں کے دروازے کھلتے تھے، علامہ سمہودی کا زمانہ نویں صدی کا ہے، ان کے بقول ان کے وقت میں اس گلی میں بازار لگا کرتا تھا۔ ❹

(۱۶) حضرت نوفل بن حارث (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان

آپ آنحضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے، بدر کے قیدیوں میں آپ بھی شامل تھے، بعد میں اسلام قبول کیا مدینہ ہجرت کر کے آئے تو آنحضور ﷺ نے چچا حضرت عباسؓ سے آپ کا بھائی چارہ

❶ وفاء الوفا (۲/ ۷۲۲) ❷ مصدر سابق ❸ ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب معاویہ، اسد الغابۃ (۴/ ۴۳۳-۴۳۶) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۹) ❹ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۳۰)، وفاء الوفا (۲/ ۷۲۳)

قائم فرمایا، اسلام سے پہلے بھی دونوں میں اتنی محبت اور دوستی تھی، کہ مال دونوں کا مشترکہ رہا کرتا تھا۔ فتح مکہ، حنین اور طائف کی جنگوں میں شرکت کی، غزوۂ حنین میں جن لوگوں نے سرکار رسالت مآب ﷺ کے ساتھ جاں نثاری و ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا تھا، ان میں ایک نوفل بھی تھے انہوں نے اس غزوہ میں مشرکین کے خلاف تین ہزار نیزوں کے ذریعہ سرکار دوعالم ﷺ کے معاونت کی تھی۔ ۱۵ھ میں اپنے گھر میں وفات پائی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ❶

حضرت نوفلؓ و حضرت عباسؓ دونوں مدینہ آئے تو رسول خدا ﷺ نے دونوں حضرات کو ایک ہی جگہ قبلہ کی جانب مسجد سے متصل جگہ عطا فرمائی، دونوں نے مکان بنوایا مشرقی جانب حضرت عباسؓ اور مغرب کی طرف حضرت نوفلؓ، دونوں کے بیچ بس ایک دیوار کا فاصلہ تھا۔ فاروقی توسیع میں حضرت عباسؓ کا مکان تو یقیناً شامل ہوا تھا، مگر غالباً حضرت نوفل کا شامل نہ ہوا تھا۔

ان کی جنوبی جانب میں مروان بن حکم کا تعمیر کردہ محل تھا، جس میں مدینہ کے گورنر قیام کرتے تھے ❷

(۱۷) حضرت عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہما) اور ان کا مکان :

یہ بنو مخزوم کے حلیف تھے، ماں "سمیہ" بنو مخزوم کی آزاد کردہ باندی تھیں، ماں باپ اور خود حضرت عمار تین افراد کا یہ پورا کنبہ سابقین اولین میں شامل ہے، تینوں ابتداء ہی میں اس وقت اسلام سے مشرف ہوئے جب اسلام لانا کفار کی طرف سے اذیت کو دعوت دینا تھا، سرکار دوجہاں ﷺ دیکھتے کہ حضرت عمار اور ان کے والدین کو ستایا جارہا ہے، تو فرماتے : آل یاسر! صبر کرو، تمہارا ٹھکانہ جنت ہے، دربار نبوت سے آپ کو دو گراں قدر لقب عطا ہوئے، "طیب" اور "مطیب"

یمامہ کی لڑائی میں آپ کا کان کٹ کر گر گیا تھا، فاروق اعظمؓ نے کوفہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تو اہل کوفہ کو لکھا کہ یہ سرکار دوعالم ﷺ کے معزز صحابہ میں سے ہیں۔

جنگ "صفین" میں حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو کر شہید ہوئے، ۹۳ سال عمر پائی، مفسرین کا اتفاق ہے کہ آیت : ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ آپ ہی کے بارے میں نازل ہوئی ❸

❶ طبقات ابن سعد (۴/ ۱۹) الاستیعاب (۴/ ۱۵۱۲۔ ۱۵۱۳) اسد الغابۃ (۴/ ۵۹۲۔ ۵۹۳)

❷ طبقات ابن سعد (۴/ ۱۹) ❸ الاصابۃ (۲/ ۵۰۵) شذرات الذہب (۱/ ۴۵) اسد الغابہ (۳/ ۶۲۶)

آپ کا مکان مسجد نبوی کے جنوب مغربی کونے پر واقع تھا، مشرق میں حضرت عباسؓ کا اور شمال میں ابو سبرہ بن ابی رہمؓ کا مکان تھا، ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے ہاتھوں مسجد نبوی کی توسیع ہوئی تو حضرت عمارؓ کا مکان بھی مسجد میں شامل ہو گیا ❶

موجودہ شکل میں "باب السلام" سے اندر جایئے، یہیں دائیں جانب دوسرے ستون کے پاس دو مکان تھے، ایک عمار بن یاسرؓ کا، دوسرا ابو سبرہ بن ابی رہمؓ کا۔

(۱۸) حضرت ابو سبرہ بن ابی رہم (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

یہ آنحضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے، ماں "برہ" بنت عبد المطلب تھیں، پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، مگر جب خبر ملی کہ حضور ﷺ مدینہ پہنچ گئے ہیں تو حبشہ چھوڑ کر مدینہ آگئے۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہو گئی تو مدینہ طیبہ بھی چھوڑ دیا اور مکہ آکر مستقل اقامت اختیار کر لی، حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ ❷

آپ کا مکان "باب السلام" کے اندر دائیں جانب دوسرے ستون کے پاس سمجھنا چاہئے ❸ حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد کی توسیع کی تو یہ مکان بھی مسجد میں شامل ہو گیا۔

(۱۹) حضرت رباح اسود (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

آپ سرکار دو جہاں ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے، صحابہ کرامؓ آقائے نامدار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے، تو بعض اوقات یہی رباحؓ ان حضرات کے لئے باریابی کی اجازت طلب کرتے، جس زمانہ میں حضور پاک ﷺ ازواج مطہرات سے ایک مہینہ کے لئے عارضی علیحدگی اختیار کر کے "عوالی مدینہ" میں واقع ماریہ قبطیہؓ کے بالا خانہ میں گوشہ نشین ہو گئے تھے تو یہی رباح تھے جنہوں نے آنحضور ﷺ سے اجازت حاصل کر کے حضرت عمر فاروقؓ کو سرکار رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں پہنچایا تھا۔

رنگ سیاہ تھا، اس لئے "اسود" (بمعنی سیاہ) نام کا جزء بن گیا ❹

مسجد نبوی سے مغربی جانب باب السلام سے قریب جو حضرت ابو سفیانؓ کا مکان تھا اسی کے

❶ وفاء الوفا (۲/۵۱۸) ❷ الإصابة (۴/۸۴) ❸ وفاء الوفا (۲/۵۱۷) اخبار مدینۃ الرسولؐ ص ۹۹) ❹ اسد الغابة (۲/۴۹)

جنوب مغربی گوشے میں حضرت رباحؓ کا مکان تھا۔ ❶

(۲۰) حضرت ابو سفیان (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

یہ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس قرشی، امیر معاویہؓ کے والد ہیں، ابو سفیان کنیت سے مشہور ہوئے، بڑے عالی دماغ، صائب الرائے، اور شکوہ ودبدبہ کے انسان تھے۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا، سرکار دوجہاں ﷺ نے آپ کی دل جوئی کے لئے آپ کے گھر کو "دار الامن" قرار دیدیا تھا، حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کا یہ مقولہ کیسا مشہور ہوا؟ کہ :"من دخل دار أبی سفیان فهو آمن" جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ محفوظ ہے، خود آپ ﷺ کو مکی زندگی میں جب مشرکین کی طرف سے اذیتیں دی جاتی تھیں تو آپ ﷺ بھی ابو سفیانؓ کے گھر میں چلے جاتے تھے، اور وہاں خود کو محفوظ تصور کرتے تھے۔ یوں فاتح مکہ ﷺ نے ابو سفیان کے سابقہ احسان کا بدلہ چکادیا۔

مقام "قدید" میں "مناۃ" نام کا ایک مشہور بت تھا، آنحضور ﷺ نے اس کو توڑنے پر ابو سفیانؓ ہی کو مامور کیا تھا، اٹھاسی برس کی عمر میں ۳۱ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی، اخیر عمر میں بینائی سے محروم ہو گئے تے۔ ❷

آپ کا مکان "دار مروان" سے مغربی جانب واقع تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سفیانؓ کے مکان سے خوبصورت اور بلند کوئی عمارت پورے مدینہ میں نہ تھی۔

آل ابو سفیان سے یزید بن عبد الملک نے اس مکان کو خرید کر کئی اونچے اونچے مکان بنوائے۔

ابو سفیانؓ کے مکان کے ایک گوشے میں حضرت رباحؓ کا اور دوسرے گوشے میں حضرت مقدادؓ کا مکان تھا، ان دونوں کو بھی یزید نے خرید کر اپنے مکان میں شامل کر لیا ❸

(۲۱) حضرت مقداد بن عمرو (رضی اللہ عنہ) اور ان کا مکان :

یہ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ نہروانی ہیں، بعض مورخین نے "حضرمی" نسبت بیان کی ہے، حضرت مقدادؓ مکہ آئے، اور اسود بن یغوث سے معاہدہ کر کے ان کے حلیف بن گئے، اسود نے مقداد کو اتنی عزت دی کہ اپنا بیٹا بنا لیا، لوگ مقداد بن عمرو کی بجائے "مقداد بن اسود" کہنے لگے، اور اسی سے

---

❶ تاریخ المدینۃ المورۃ (۱/ ۲۴۰) وفاء الوفا (۲/ ۷۲۲) ❷ المعارف ص ۳۴۴ ۔ تہذیب التہذیب (۴/ ۴۱۱) شذارت الذھب (۱/ ۳۰) ❸ تاریخ المدینہ (المورۃ (۱/ ۲۵۶) عمدۃ الاخبار ص ۱۱۵، وفاء الوفا (۲/ ۷۲۱)

مشہور ہو گئے۔ مگر باری تعالیٰ کو جاہلیت کی یہ رسم پسند نہ آئی، قرآن میں صاف اعلان کر دیا:

﴿ادعوھم لآبائھم﴾ ❶

(لوگوں کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو) بس اسی دن سے سابقہ نسبت "مقداد بن عمرو" رائج ہو گئی۔

اول اول جن سات صحابہ کرامؓ نے اسلام قبول کیا تھا، ان میں حضرت مقدادؓ بھی شامل تھے، حبشہ اور مدینہ دونوں کی ہجرت کا شرف حاصل کیا، سرکار رسالتمآب ﷺ نے اپنے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی صاحبزادی "ضباعہ" سے آپ کا نکاح فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے مقدادؓ کو ایک ایسی بات کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری تمنا ہے کہ مجھے وہ بات کرنے کی سعادت نصیب ہوتی تو وہ میرے لئے پوری کائنات سے زیادہ محبوب تھی، انہوں نے غزوہ بدر کے موقعہ پر سرکار دوجہاں ﷺ سے کہا تھا: اے اللہ کے رسولؐ! بخدا ہم وہ بات نہ کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے ان سے کہی تھی: ﴿اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ (آپ اور آپ کے پروردگار جائیں لڑیں، ہم یہیں بیٹھے ہیں) بلکہ ہم تو آپ کے آگے سے لڑیں گے آپ کے پیچھے سے لڑیں گے، آپ کے دائیں اور بائیں سے لڑیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مقدادؓ کی اس ایمانی ہمت و جرأت کو دیکھ کر حضور پاک ﷺ کا چہرہ کھل اٹھا۔

واقعی حضرت مقداد بن عمروؓ اصحاب فضل و شرف اور چند چوٹی کے صحابہ میں سے تھے۔ مقام "جرف" ❷ میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر ستر برس کی تھی، جنازہ مدینہ لایا گیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور یہیں جنت البقیع میں سپرد خاک کئے گئے۔ ❸

آپ کا مکان "دار رباح" اور "زقاق عاصم" کے درمیان یزید بن عبدالملک کے مکان کے جنوب مشرقی گوشے میں واقع تھا، اور بعد میں یزید کے گھر میں شامل ہو گیا ❹

---

❶ احزاب، آیت: ۵

❷ مدینہ طیبہ سے تین میل دور ایک مقام ہے جہاں اہل مدینہ کے باغات تھے (معجم البلدان ۲/ ۱۲۸)

❸ الاصابہ (۴/ ۴۳۴) العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین (۷/ ۲۶۸-۲۷۲)

❹ تاریخ المدینۃ المنورۃ (۱/ ۲۴۰)، وفاء الوفا (۲/ ۷۲۲)

مسجد نبوی کے ارد گرد
بعض تاریخی مقامات

۱ سقیفہ بنو ساعدہ

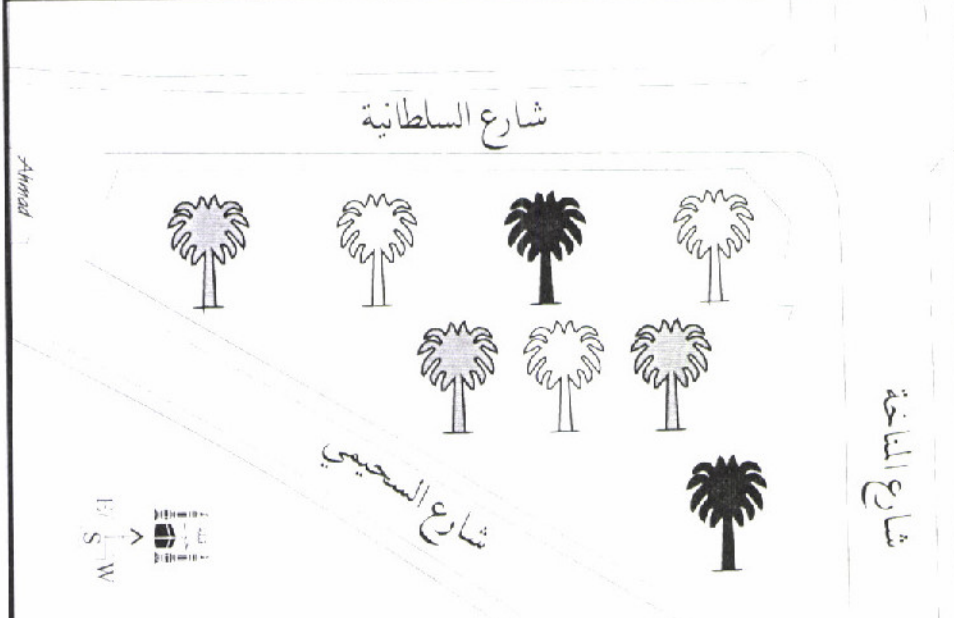
۲ جنازگاہ

۳ بقیع شریف

۴ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کی جگہ



سقیفہ بنی ساعدہ



مسجد نبوی کے گرد مرکزی علاقہ کی تنظیم نو سے پہلے
سقیفہ بنی ساعدہ اس مثلث کے ایک حصے میں واقع تھا

اب تک ہماری گفتگو کا مرکز صحابہ کرامؓ کے وہ مکانات تھے جنھوں نے کبھی مسجد نبوی کو چاروں طرف سے اپنی آغوش میں لے رکھا تھا، اور یہی اس کتاب کا اصل موضوع بھی ہیں، تاہم مناسب ہوگا اگر اسی کے ساتھ ہم مسجد نبوی سے قریب کے بعض ان مقامات کی بات کریں جو تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

زائر جب مدینہ منورہ پہنچتا ہے تو اس کی نظر شوق عہد نبوت کے تاریخی مقامات اور ان کے کھنڈرات و نشانات کو ڈھونڈتی ہے، اس کی آرزو ہوتی ہے کہ کوئی جاننے والا اس کی رہبری کرے، اسے انگلی رکھ رکھ کر بتائے کہ دیکھو یہاں سرکار دو عالم ﷺ کا حجرہ شریفہ تھا، یہاں صدیق اکبرؓ کا دریچہ تھا، یہاں فاروق اعظمؓ کا "دار القضاء" تھا، یہاں عثمان غنیؓ کی شہادت گاہ تھی، یہاں حضرت فاطمہؓ کا حجرہ تھا، یہاں ابو طلحہؓ کا باغ تھا، یہاں ابن مسعودؓ کا "دار القراء" تھا۔

کیوں کہ یہاں کے ذرے ذرے سے اسے عشق ہے، چپے چپے سے اس کے جذبات وابستہ ہیں اور ظاہر ہے حضور کا پسینہ اسے عطر بنانے کے لئے کہاں ملے گا، حضورؐ کے وضو کا پانی جسم پر ملنے کے لئے وہ کہاں پائے گا، جو کچھ مل جائے اسی کو زائر حرم بسا غنیمت تصور کرتا ہے۔

اس لئے اگر سقیفہ بنو ساعدہ، جنت البقیع اور جنازہ گاہ وغیرہ کا محل وقوع اور ان کا تاریخی پس منظر سامنے لایا جائے تو یہ یقیناً قارئین اور خصوصاً زائرین حرم کی آرزوؤں کے عین مطابق ہوگا۔

☆ سقیفہ بنو ساعدہ ☆

"سقیفہ" اس چوپال کو کہتے ہیں، جہاں گاؤں محلے کے لوگوں کی بیٹھک لگتی ہے، باغات میں متعدد چوپالوں کا ذکر ملتا ہے، ان کی تعمیر کا طریقہ یہ تھا کہ مشرق مغرب اور جنوب تین طرف سے اینٹ کی دیواریں اٹھائی جاتیں، شمالی حصہ کھلا رہتا، تاکہ گرمی میں ہوادار اور آرام دہ رہے، مشرقی دیوار میں ایک کھڑکی کھول دی جاتی چھت میں کھجور کی لکڑیوں کی شہتیریں لگائی جاتیں، ان کے اوپر کھجور کی تراشیدہ شاخیں بچھا دی جاتیں، اور ان کے اوپر چٹائیاں ڈال کر چھت بنائی جاتی، طول و عرض کی کوئی خاص مقدار معین نہ تھی۔ بلکہ بنانے والے کی مرضی پر موقوف تھی، اس زمانہ میں "سقیفہ" کی تعمیر کا یہی طریقہ رائج تھا۔ اس لئے غالب یہ ہے کہ "سقیفہ بنو ساعدہ" بھی اسی طرح تعمیر کیا گیا ہوگا۔ ❶

❶ (فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۱۸۵)

اس سقیفہ کو تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت حاصل ہے، روایتوں میں آتا ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ اس سقیفہ میں تشریف لے گئے، اور پانی طلب فرمایا، سہل بن سعد ساعدی نے کنویں ❶ سے پانی نکال کر آپؐ اور آپ کے صحابہؓ کی خدمت میں پیش کیا سب نے نوش فرمایا ❷

مطلب بن عبد اللہؓ کی روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے بنو ساعدہ کے سقیفہ میں نماز بھی ادا کی تھی ❸

یہی وجہ ہے کہ جس جگہ پر آپؐ تشریف فرما ہوئے اور نماز ادا کی وہ بعد میں بطور یادگار نماز ہی کے لے خاص کر لی گئی۔

جب حضرت سہل بن سعد کی شادی ہوئی اور ان کی بیوی ہند بنت زیاد رخصت ہو کر آئیں تو انہیں گھر کے بالکل بیچ میں مسجد دیکھ کر تعجب ہوا، پوچھا: چھپر یا دیوار کے قریب کیوں نہیں نماز پڑھی جاتی؟ ان کے شوہر نے کہا: خاص اسی جگہ پر سرکار رسالت مآب ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے۔ ❹ اور اسی جگہ کو امام الانبیاء ﷺ کی سجدہ گاہ بننے کا شرف حاصل ہے۔

یہی وہ سقیفہ ہے جہاں خاتم الانبیاء ﷺ کی وفات کے بعد پہلی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں صدیق اکبرؓ کو اتفاق رائے سے سرکار دو جہاں ﷺ کا خلیفہ نامزد کیا گیا۔ اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ❺

عام حالات میں یہ سقیفہ اس قبیلہ کی چوپال اور پنچایت گھر تھا، یہاں قبیلہ کے سر کردہ و معزز افراد سر جوڑ کر بیٹھتے تھے اور قبیلہ کے اجتماعی و معاشرتی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے تھے، جیسا کہ آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت پر ضروری صلاح و مشورہ کے لئے صحابہ کرام اسی چوپال میں جمع ہوئے تھے۔

انہی وجوہ کے پیش نظر ''سقیفہ بنو ساعدہ'' تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کی توجہ، دلچسپی اور عقیدت و ارادت کا مرکز رہا۔

---

❶ (سقیفہ بنو ساعدہ کے شمال میں ایک کنواں تھا جو بئر بضاعہ سے مشہور تھا احادیث میں اسکا تذکرہ آیا ہے ابھی زمانہ قریب تک موجود تھا، دوسری سعودی توسیع کے دوران مسجد نبوی کے آس پاس کی کھدائی کی نذر ہو گیا) ❷ وفاء الوفا (۲/ ۸۵۸، ۸۵۹) مجمع الزوائد (۴/ ۱۲) قال الہیثمی: رواہ احمد و ابو یعلی والطبرانی ❸ تاریخ المدینہ المنورۃ (۱/ ۷۲)

❹ وفاء الوفا (۳/ ۸۶)

❺ التعریف بما آنست الہجرۃ ص ۷۱، عمدۃ الأخبار ص ۳۴۴۔

جائے وقوع مسجد نبوی کی حالیہ توسیع کے بعد یہ سقیفہ مسجد نبوی کی مغربی سمت میں آگیا، قریب ہی "بضاعہ" نام کا مشہور کنواں تھا، بنو ساعدہ کا پورا محلّہ اسی سقیفہ کے ارد گرد آباد تھا، سب سے قریب حضرت سعد بن عبادہؓ کا مکان تھا۔

عبدالقدوس انصاری (متوفی ۱۴۰۳ھ) لکھتے ہیں: اس وقت یہاں محلّہ "سحیمی" میں چونے کی بنی ہوئی ایک کھلی عمارت ہے، اس پر برجیاں بنی ہوئی ہیں، دروازہ بند ہے، اس کے متعلق مشہور ہے کہ یہی "سقیفہ بنو ساعدہ" ہے، موجودہ عمارت جو ہمارے سامنے ہے وہ ۱۰۳۰ھ کی تعمیر ہے اور علی پاشا کی یادگار ہے۔ ❶

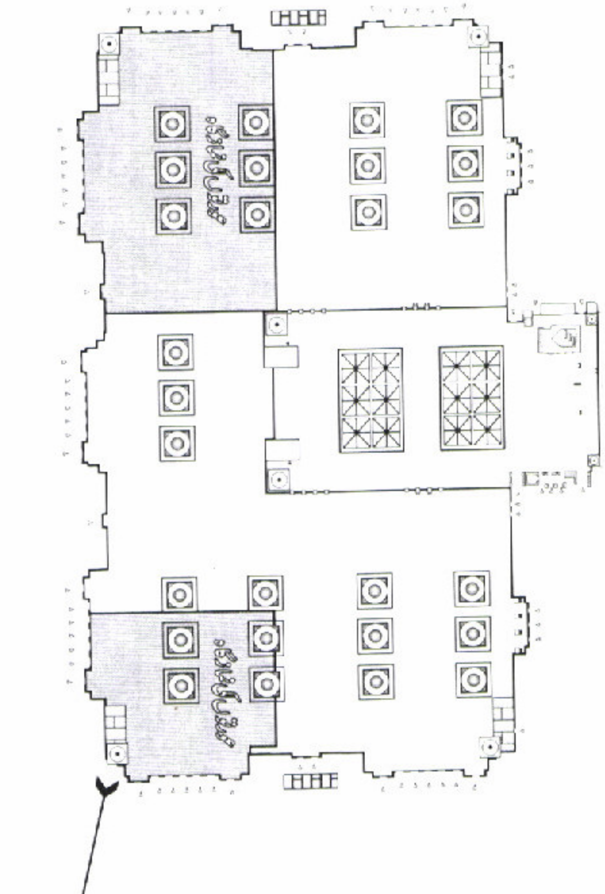
لیکن اب یہ عمارت بھی باقی نہیں رہی، اور اب اس کی جگہ مسجد نبوی کے شمال مغرب میں (۲۰۶) میٹر کی دوری پر ایک احاطہ کے اندر ہے۔

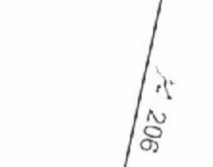
علی حافظ مدنی نے اس کے متعلق بڑی باریک تفصیلات فراہم کی ہیں، لکھتے ہیں: اس سقیفہ کا محل وقوع "مثلث السلطانیۃ" کے شمال میں ہے "مثلث السلطانیۃ" شامی محلّہ میں ایک تکونہ احاطہ ہے، "سلطانیہ" اس لئے کہتے ہیں کہ کسی سلطان نے اسے وقف کیا تھا۔ اور آج بھی اوقاف ہی کے زیر انتظام ہے۔ اور اس کا رقبہ (۴۹۳۸) مربع میٹر ہے۔

مدینہ منورہ کے میونسپلٹی بورڈ نے ۱۳۸۳ھ میں حکومت کے سامنے ایک تجویز رکھی کہ اس احاطہ پر ایک مسجد اور ایک پبلک لائبریری تعمیر کی جائے۔ اس لائبریری میں ایک وسیع ہال بنایا جائے، جو صرف اہم میٹنگوں، اہل علمی تقریروں اور کانفرنسوں کے انعقاد کے لئے مخصوص ہو، اور اس کا نام "سقیفہ بنو ساعدہ" کے نام پر رکھا جائے، تاکہ اس اسلامی تاریخی عمارت اور اس سے وابستہ واقعات کی یاد ہمیشہ تازہ رہے ❷

ماضی قریب میں مدینہ طیبہ کے مرکزی علاقہ کی تعمیر و ترقی کے دوران اس تکونے احاطہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، مشرقی حصہ (جس کا رقبہ ۲۷۴۰ مربع میٹر ہے) باغیچہ کی شکل میں برقرار ہے، مگر مغربی حصہ میں بجلی اسٹیشن قائم کر دیا گیا ہے، جس کا رقبہ (۱۹۰۵) مربع میٹر ہے، دونوں کا مجموعی رقبہ (۴۶۴۵) مربع میٹر ہوا، اور یہ اس مقدار سے کم ہے جو علی حافظ مدنی نے بیان کیا ہے، ممکن ہے باقی ماندہ حصہ احاطہ کے ارد گرد جو چاروں طرف صحن ہے اس میں شامل کر لیا گیا ہو۔

❶ آثار المدینۃ المنورۃ ص ۱۵۶، ۱۵۷۔ ❷ (فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ ص ۱۸۴)





مسجد نبوی شریف کی مغربی جانب
سقیفہ بنی ساعدہ کا محل وقوع

کنگ عبدالعزیز لائبریری

Ahmad

☆ جنازہ گاہ ☆

مسجد نبوی شریف کی مشرقی جانب ازواج مطہرات کے حجروں کے پیچھے آنحضور ﷺ نے کھلا صحن چھوڑ رکھا تھا، یہ صحن کوچہ حبشہ اور کوچہ بقیع دونوں کو ایک دوسرے سے ملاتا تھا، اسی لئے ایک گلی سے دوسری گلی میں جانے کے لئے یہ صحن راستہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

مدینہ میں کوئی میت ہو جاتی تو اس کی نماز جنازہ اسی صحن میں ادا کی جاتی، اسی لئے یہ جگہ ''مصلی الجنائز'' (جنازہ گاہ) سے مشہور ہوئی۔

صحابہؓ کا حسن ادب اس جگہ پر نماز جنازہ ادا کرنے کی روایت کب اور کیسے شروع ہوئی؟ صحابی رسول حضرت ابو سعید خدریؓ اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

جب سرکار دو جہاں ﷺ مدینہ تشریف لائے تو شروع میں ہمارا یہ معمول رہا کہ ہم میں سے جب کسی کا آخری وقت قریب آجاتا تو ہم حضورؐ کو اس کی اطلاع دیتے، حضور ﷺ بنفس نفیس اس مریض مرگ کی عیادت کے لئے تشریف لاتے اور اس کے لئے اللہ پاک سے دعاء مغفرت کرنے میں مشغول ہو جاتے، جب روح قبض ہو جاتی تو کبھی ایسا ہوتا کہ آپ واپس چلے جاتے، مگر اکثر تجہیز و تکفین میں بھی شامل رہتے، اور دفن کے بعد ہی رخصت ہوتے، اس طرح بسا اوقات حضور ﷺ کو کافی دیر تک رکنا پڑ جاتا، ہم لوگوں نے آپؐ کو اس مشقت سے بچانے کے لئے یہ طے کیا کہ کیوں نہ حضور ﷺ کو انتقال سے پہلے مطلع ہی نہ کیا جائے، ابو سعیدؓ کہتے ہیں: چنانچہ ہم لوگوں نے یہی معمول بنالیا کہ جب کسی کی وفات ہو جاتی تو آپؐ کو اطلاع دی جاتی، آپؐ آتے اور جنازہ کی نماز پڑھا دیتے اور مغفرت کی دعا کر دیتے، اس کے بعد کبھی تو حضورؐ لوٹ جاتے اور کبھی ٹھہر جاتے، اور میت کو دفن کر کے ہی واپس ہوتے، ایک عرصہ تک ہم اسی معمول پر کاربند رہے، پھر لوگوں نے کہا: کاش ہم حضور ﷺ کو آمد و رفت کی زحمت بھی نہ دیں، بلکہ جنازہ ہی آپ کے حجرہ کے پاس اٹھا لایا کریں، پھر کسی کو بھیج کر حضورؐ کو مطلع کریں اور آپؐ یہیں حجرہ کے باہر نماز پڑھا دیا کریں، اس میں حضور پاک ﷺ کے لئے بڑی راحت ہوگی، سب نے اس رائے کی تائید کی اور اسی پر عمل شروع ہو گیا۔

محمد بن عمر کہتے ہیں اسی وجہ سے اس جگہ کا نام ''مصلی الجنائز'' پڑ گیا، اور آج تک یہ روایت چلی

آرہی ہے، لوگ اپنے جنازے لاتے ہیں اور یہیں نماز جنازہ ادا کر کے جنت البقیع میں لے جاتے ہیں ❶

جنازہ گاہ میں سنگ ساری کی سزا

نبی اکرم ﷺ نے زنا کاری میں ملوث دو یہودی مرد و عورت کو اسی مقام پر سنگ سار کرنے کا حکم دیا تھا، صحیح بخاری شریف کی روایت ہے: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: سرکار دو عالم ﷺ کی عدالت میں دو یہودی مرد و عورت کو پیش کیا گیا، دونوں کہنے لگے: ہمارے علماء نے ایک نئی سزا ایجاد کی ہے کہ منہ کالا کر کے گدھے پر پیچھے منہ سوار کر کے گھماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن سلام ❷ بول پڑے، یارسول اللہ! ان سے توریت منگوائیے، توریت لائی گئی، ایک یہودی آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے کی آیتیں پڑھ کر سنانے لگا، عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا: ذرا اپنا ہاتھ اٹھاؤ، ہاتھ اٹھایا تو رجم والی آیت وہیں ہاتھ کے نیچے تھی، نتیجۃً آنحضور ﷺ نے دونوں کو رجم کرنے کا حکم دیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں: جب دونوں کو بلاط (سنگی فرش) پر رجم کیا گیا، تو میں نے دیکھا کہ یہودی مرد اس عورت کے اوپر اوندھے منہ ہو کر اسے بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ❸

حضرت ابن عمرؓ کی ایک دوسری روایت میں یہ صراحت ہے کہ مسجد کے پاس جنازہ گاہ کے قریب دونوں یہودیوں کو رجم کیا گیا ❹

اس واقعہ کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّآاَنْزَلْنَاالتَّوْرٰاةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا......﴾ ❺

ہم نے توریت نازل کی کہ اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اس پر یہود کو حکم کرتے تھے وہ پیغمبر جو کہ حکم بردار تھے اللہ کے۔

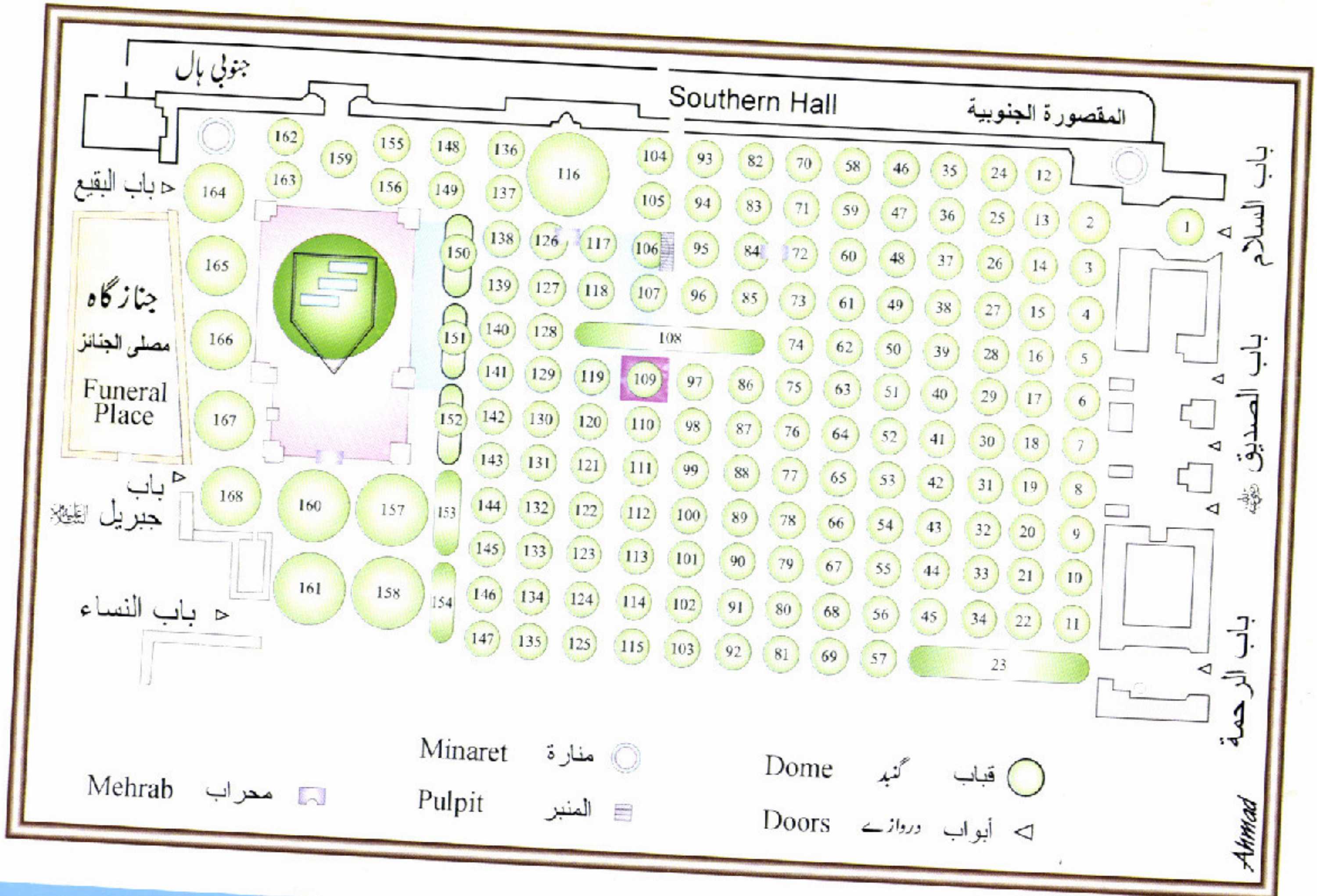
امام زہری کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت انہی یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

جنازہ گاہ کے تاریخی ادوار

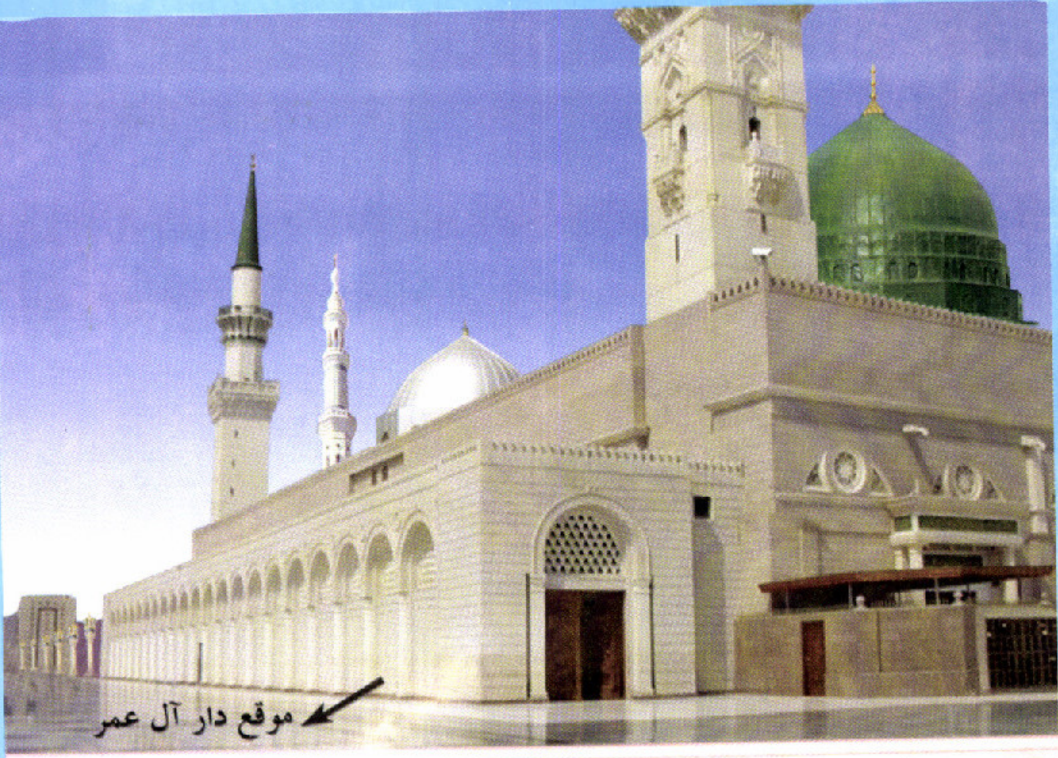
نبی کریم ﷺ اسی جگہ پر نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے، صحابہ

---

❶ الطبقات الکبریٰ (۱/ ۲۵۷) ❷ یہ عبداللہ بن سلام بن حارث اسرائیلی انصاری ہیں۔ حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی نسل سے ہیں، ان کا نام "حصین" تھا، جب یہودیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تو حضور پاک ﷺ نے "عبداللہ" نام رکھا، انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وشهد شاهد من بنی اسرائیل علی مثله فآمن واستكبرتم (اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ گواہی دے چکا ایسی ہی ایک کتاب کی، پھر وہ یقین لایا اور تم نے غرور کیا۔ الاحقاف، آیت: ۱۰) وفات ۴۳ھ میں ہوئی (اسد الغابۃ ۳/ ۱۶۰) ❸ صحیح بخاری، کتاب (الحدود، باب الرجم فی البلاط (۸۶: ۶۸۱۹) ❹ وفاء الوفا (۲/ ۵۳۲) ❺ سورۂ مائدہ، آیت: ۴۴

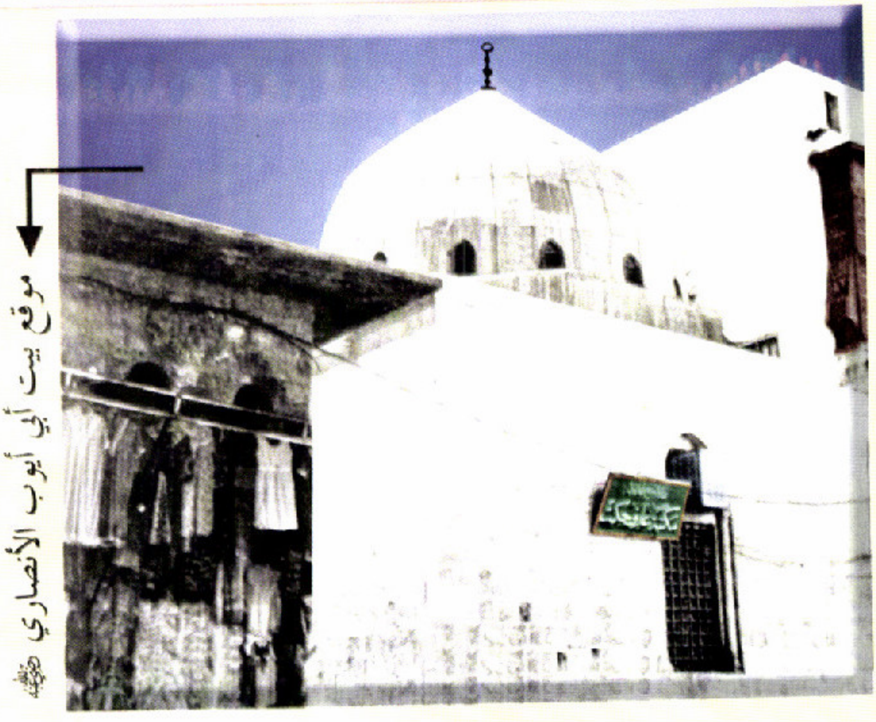


جنوبي ہال
Southern Hall
المقصورة الجنوبية
باب السلام
باب الصديق
باب الرحمة
باب البقيع
جنازگاہ
مصلی الجنائز
Funeral Place
باب جبريل
باب النساء
Minaret منارة
Mehrab محراب
Pulpit المنبر
Dome گنبد قباب
Doors دروازے أبواب
Ahmad



المقصورة الجنوبية وموقع دار آل عمر ﷺ — نوتعمیر جنوبی ہال، آل عمرؓ کے مکان کی جگہ

موقع دار أبي أيوب الأنصاري ﷺ — حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ کے مکان کی جگہ





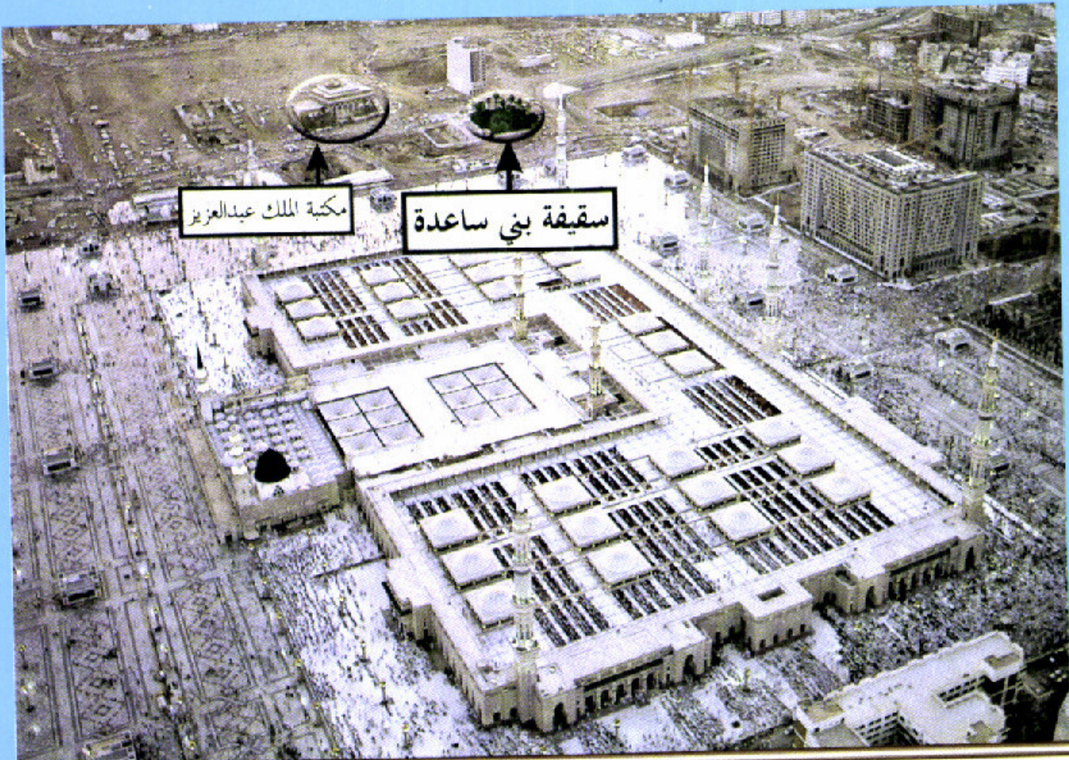
موقع السقيفة ضمن مثلث السلطانية

مثلث سلطانی میں سقیفہ کی جگہ

موقع سقيفة بني ساعدة ومكتبة الملك عبدالعزيز

سقیفہ اور کنگ عبدالعزیز لائبریری





موقع السقيفة والمكتبة غرب المسجد — مسجد کی مغربی سمت سقیفہ اور لائبریری

موقع السقيفة من التوسعة السعودية الثانية — دوسری سعودی توسیع کے قریب سقیفہ کی جگہ



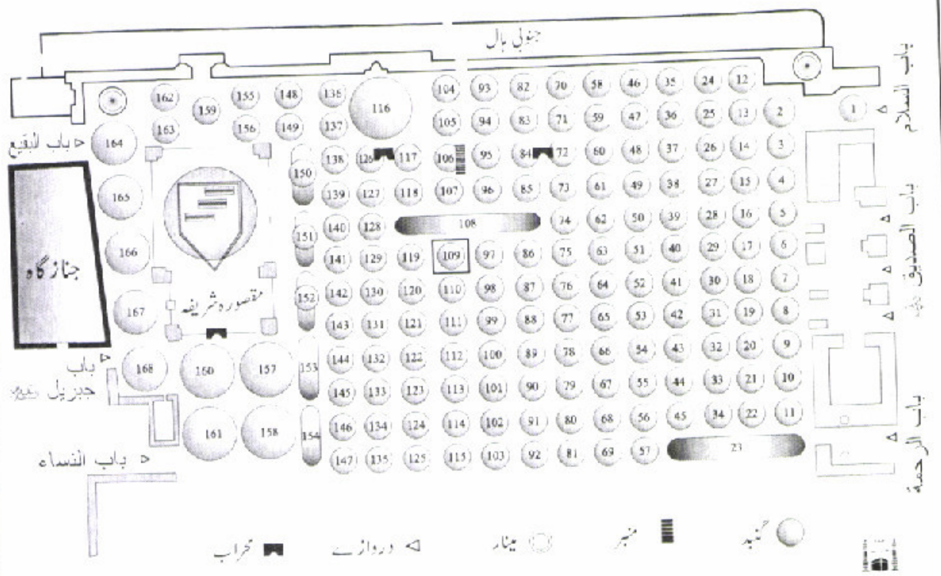
کرامؓ اور بعد کے لوگ بھی اس سنت پر کاربند رہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ۹۱ھ میں امہات المؤمنین کے حجروں کو مسجد میں شامل کرلیا، تاہم جنازہ گاہ کی زمین اپنے حال پر قائم رہی، اس وقت مسجد کی جو مشرقی دیوار بنائی گئی وہی ازواج مطہرات کے حجروں کی آخری مشرقی حد تھی، اس کے بعد جنازہ گاہ کی زمین شروع ہوتی تھی۔ پھر تقریباً آٹھ سو سال تک اس صحن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، ۸۸۶ھ میں آسمانی بجلی کے گرنے سے آتش زدگی کا حادثہ پیش آیا جس میں "حجرہ شریفہ" بھی متاثر ہوا، نتیجۃً پورا حجرہ، قبہ اور اس کے ستون از سر نو تعمیر کئے گئے، اور پائیداری کے پیش نظر بعض ستونوں کیساتھ ایک ایک ستون اور کھڑا کیا گیا۔ جس کی وجہ سے "مقصورہ شریفہ" اور مسجد کی مشرقی دیوار کے درمیان کا راستہ تنگ ہو گیا، اب ضرورت تھی کہ اس راستہ کو کشادہ کرنے کے لئے مسجد کی مشرقی دیوار کو جنازہ گاہ کی طرف آگے بڑھایا جائے، چنانچہ یہ دیوار ڈیڑھ ہاتھ (تقریباً ۷۵ سینٹی میٹر) مشرق کی طرف بڑھائی گئی، لیکن پوری دیوار نہیں، صرف جنوب مشرق کونے پر جو صدر مینارہ تھا وہاں سے باب جبرئیل تک، باب جبرئیل سے باب النساء تک کی دیوار اور خود باب النساء دونوں اپنی پرانی جگہ پر قائم رہے ❶

پھر جب سلطان عبد المجید عثمانی ❷ کے زمانہ حکومت ۱۲۷۷ھ میں مسجد نبوی کی نئی تعمیر ہوئی اور گنبد کے ستونوں کو مضبوط کیا گیا تو "مقصورہ شریفہ" اور مشرقی دیوار کا درمیانی راستہ ایک بار پھر تنگ ہو گیا۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ مشرقی دیوار کو مزید آگے بڑھا کر راستہ کی تنگی دور کی جائے لہذا سوا پانچ ہاتھ (تقریباً ۲،۶ میٹر) جنازہ گاہ کی زمین مسجد میں شامل کی گئی ❸ اور یہ توسیع بھی صدر مینارہ اور باب جبرئیل تک ہی محدود رہی، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ باب النساء تقریباً چھ سات ہاتھ اندر کو دبا ہوا ہے اور باب جبرئیل سے صدر مینارہ تک کی دیوار مشرق کی طرف بڑھی ہوئی ہے۔

جائے وقوع ابتداء میں جنازہ گاہ کی حد کچھ اس طرح تھی: مغرب: ازواج مطہرات کے حجرے، مشرق: حضرت عثمان غنیؓ کا "دار کبریٰ"، جنوب: کوچہ حبشہ اور ابراہیم بن ہشام کا مکان، شمال: کوچہ بقیع۔

مگر سلطان اشرف قایتبائی اور سلطان عبد المجید عثمانی کی توسیع کے بعد جنازہ گاہ کی زمین دو حصوں میں بٹ گئی، ایک مغربی، دوسرا مشرقی، مغربی حصہ مسجد نبوی میں شامل ہو گیا، اور مشرقی حصہ مسجد کی مشرقی دیوار سے متصل باہر موجود ہے۔

❶ وفاء الوفا (۲/۶۱۰) ❷ یہ سلطان عبد المجید اول بن سلطان محمود ثانی عثمانی ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۳ء میں پیدا ہوئے، خلافت کی ذمہ درایاں ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء میں سنبھالیں، ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۱ء میں انتقال کیا۔ (المدينة المنورة تطورها العمراني ص ۳۱۶) ❸ (نزهة الناظرين ص ۲۹-۳۰)



مسجد نبوی شریف کی مشرقی جانب جنازگاہ ، نیز ترکی تعمیر میں چھت کے گنبدوں کے نمبر



مشرقی جانب سے مسجد نبوی کی تصویر باب جبریل اور باب بقیع کے درمیان جنازہ گاہ نمایاں ہے

اب جنازہ گاہ کا جس قدر بھی حصہ بچ رہا، ترکوں کے زمانہ میں اس کی احاطہ بندی کر دی گئی، اور اس کی شمالی جانب ایک دروازہ لگا دیا گیا باب جبرئیل سے باہر جنازہ گاہ کا یہ احاطہ بائیں جانب ہے۔
ماضی قریب تک یہ جگہ عام نمازیوں کیلئے کھلی رہتی تھی، لیکن اب اسے ایسی چیزیں رکھنے کیلئے خاص کر دیا گیا ہے، جو روزانہ مسجد نبوی شریف میں استعمال ہوتی ہیں۔

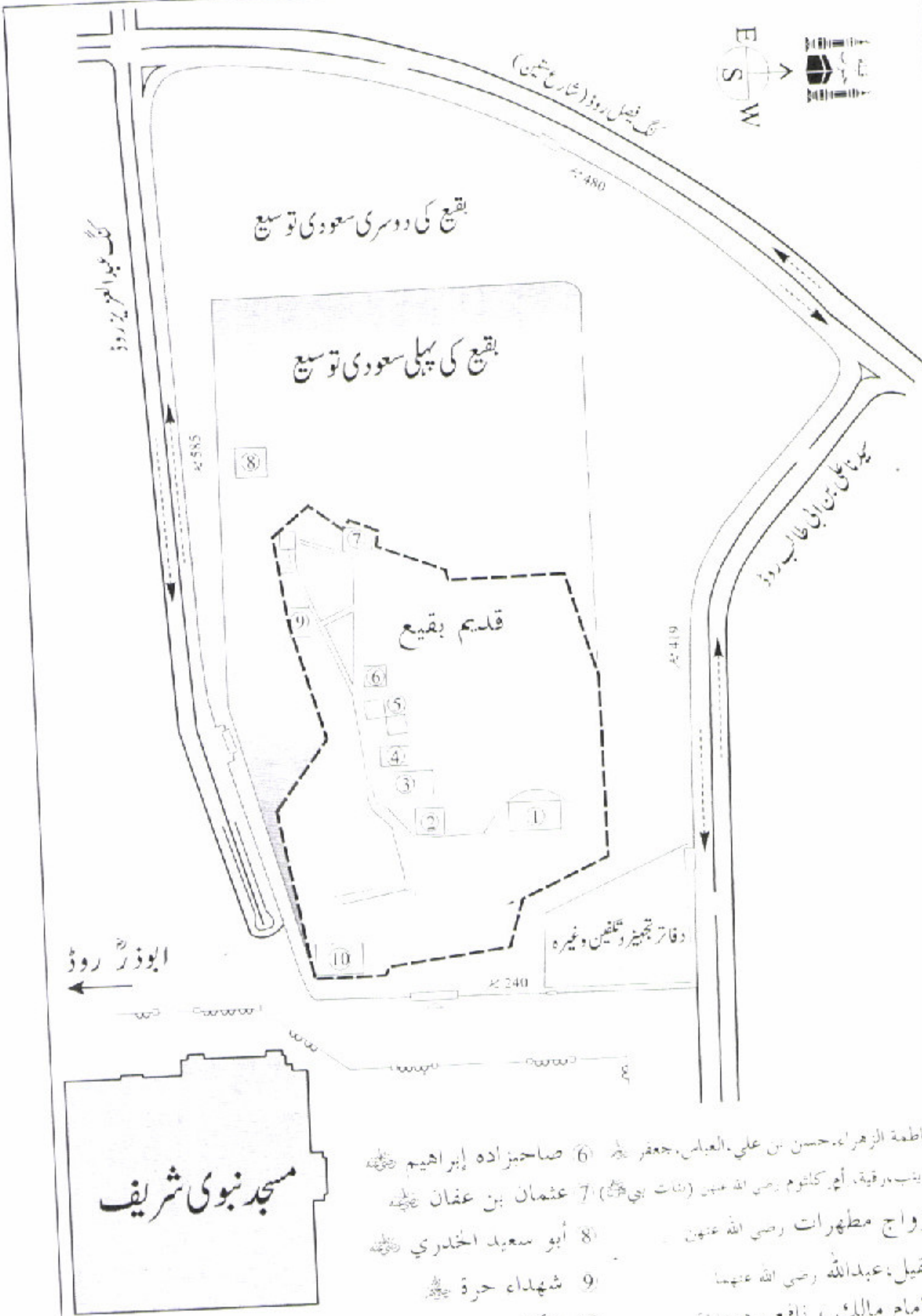
☆بقیع الغرقد☆

"بقیع" عربی زبان میں اس زمین کو کہتے ہیں جہاں مختلف قسم کے درختوں کی جڑیں زیر زمین پھیلی ہوئی ہوں، اور "غرقد" ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے یہ درخت چوں کہ "بقیع" میں بڑی کثرت سے تھا اس لئے س جگہ کا نام "بقیع الغرقد" پڑ گیا۔
جب اس زمین کو قبرستان بنانے کا ارادہ ہوا تو تمام درختوں کو کاٹ دیا گیا، تاہم نام جو پڑ گیا تھا وہ رہ گیا[1]
اسے "جنت البقیع" بھی کہتے ہیں، یہ مدینہ کا مشہور قبرستان ہے، یہاں تقریباً دس ہزار صحابہ کرامؓ مدفون ہیں حضرت خدیجہؓ و حضرت میمونہؓ کے علاوہ حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں، تابعین، تبع تابعین کی خاصی بڑی تعداد اور بڑے صحابہ میں سے حضرت عثمان غنیؓ سب یہیں آسودہ خاک ہیں۔ ان کے علاوہ امت کے بے شمار بزرگان دین، اولیاء اللہ، اہل زہد و تقویٰ، بڑے بڑے فقہاء و محدثین یہاں مدفون ہیں[2]
جن صحابہؓ کرام و دیگر بزرگوں کی قبروں کے محل وقوع کی تعیین مورخین کے اقوال اور جدید و قدیم نقشوں کی مدد سے ہو سکی اس کا ایک تخمینی نقشہ تیار کیا گیا ہے۔

(۱) حضرت عثمان غنیؓ جب شہید کیے گئے تو جنت البقیع کے قریب مشرقی جانب "حش کوکب" (باغ کوکب) نام کا ایک احاطہ تھا، اسی احاطہ میں دفن کئے گئے، جب امیر معاویہؓ کے عہد حکومت میں جنت البقیع کی توسیع ہوئی تو "باغ کوکب" "بقیع" میں شامل ہو گیا[3] اس کے بعد بھی کئی دفعہ اس کی توسیع ہوئی، بار بار کی توسیع کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کی قبر بقیع کے درمیان آگئی۔

(۲) آنحضور ﷺ کی اولاد امجاد میں حضرت فاطمہ زہراء، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم حضرت زینب، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم یہیں دفن کئے گئے، ان سب کی قبریں بقیع میں مختلف جگہوں پر واقع ہیں۔

[1] (مختار الصحاح ص ۲۴) [2] اخبار مدینۃ الرسولؐ ص ۱۵۳، تحقیق النصرۃ ص ۱۲۵ [3] (اخبار مدینۃ الرسول، ص ۱۵۶، الاستبصار فی نسب الصحابۃ من الانصار ص ۱۰۰)



دوسری سعودی توسیع کے بعد بقیع کا اندرونی و بیرونی نقشہ

(۳) حضور ﷺ کی دو بیویاں حضرت خدیجہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما مکہ میں دفن ہوئیں، باقی ازواج مطہرات سب بقیع کے اگلے حصہ میں ایک ہی جگہ پر قریب قریب مدفون ہیں۔

(۴) اسی میں آپ ؐ کے چچا حضرت عباسؓ، آپ کی پھوپھیاں حضرت صفیہؓ اور حضرت عاتکہؓ کی قبریں بھی ہیں۔

(۵) آنحضور ﷺ کے نواسے حضرت حسنؓ، ان کی دادی جان یعنی حضرت علیؓ کی اماں حضرت فاطمہ بنت اسدؓ، حضورؐ کے چچازاد بھائی عقیل بن ابو طالبؓ اور عبداللہ بن جعفر بن ابو طالبؓ بھی اسی قبرستان میں دفن کئے گئے۔

(۶) ان حضرات کے علاوہ دیگر صحابہ میں حضرت عثمان بن مظعون، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمن بن عوف، اسعد بن زرارہ، خنیس بن حذافہ، ابو سعید خدری، عبداللہ بن مسعود اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم بھی اسی شہر خموشاں میں آرام فرما ہیں۔

(۷) صحابہ کرامؓ کے علاوہ، امام مالک، شیخ القراء نافع مدنی، حضرت زین العابدین اور حضرت جعفر صادق رحمہم اللہ تعالیٰ بھی اسی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ❶

جنت البقیع کے فضائل جنت البقیع کے فضائل میں حدیثیں اتنی کثرت سے وارد ہیں، کہ خواص تو خواص عوام میں بھی مشہور ہیں حرمین شریفین کی حاضری، مدینہ طیبہ کی موت، اور جنت البقیع کی دو گز زمین میں سو جانے کی سعادت حاصل کرنا ہر مسلمان کے دل کی آخری آرزو ہوتی ہے، دل کی اس ایمانی کیفیت کو شاعر یوں بیان کرتا ہے :

روضۂ اقدس پہ جا کر پھر نہ آنا ہو نصیب
زندگی ارضِ مدینہ میں ہے مر جانے کا نام

ایک مومن کے دل میں یہ آرزو اور یہ خواہش پیدا ہو تو یہ اس کے کمال ایمان کی دلیل ہے، کیوں کہ اس نے اپنے آقا و مولیٰ جناب سرکار رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد سن رکھا ہے :

"جس کو ایسا سنہری موقعہ ہاتھ آجائے کہ اس کی موت مدینہ میں ہو، تو اس کو یہ موقعہ حاصل کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کے لئے شفاعت کروں گا۔ ❷

❶ وفاء الوفا (۳/ ۹۲۰)، مرآۃ الحرمین (۱/ ۴۲۶)

❷ مسند احمد (۲/ ۷۴) ترمذی شریف، کتاب المناقب، باب فی فضل المدینۃ۔ نمبر (۵۰: ۹۱۷)

اب اس ارشاد کے سننے کے بعد کون صاحب ایمان ہوگا جس کا دل مدینہ طیبہ میں مر کھپ جانے کے لئے بے تاب نہ ہوگا جن کا ستارۂ اقبال بلندی پر ہوتا ہے ان کی تمنا پوری ہو جاتی ہے، مگر جن کے نصیب میں تڑپ تڑپ کر مرنا ہی لکھا ہو تو یہ اور بات ہے۔

یہ تو سچے رسولؐ کا وعدہ ہے جو آخرت میں ضرور پورا ہوگا، دنیا میں جب آپؐ تھے تو آپؐ کا اکثر یہ معمول تھا کہ رات کے اخیر حصہ میں اٹھتے اور "بقیع" جا کر دعائے مغفرت کرتے آپؐ کی محرم راز حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ رات ان کے یہاں گذارتے تو اخیر شب میں اٹھ کر "بقیع" تشریف لے جاتے اور فرماتے :"السلام عليكم دارقوم مؤمنين، واتاكم ماتوعدون، غدا مؤجلون، وإنا إن شاء الله بكم لا حقون، اللّٰهم اغفر لأهل بقيع الغرقد" ❶

(سلامتی ہو تم پر اے مومنین کی بستی میں رہنے والو! تمہیں مل گیا وہ جو تم سے وعدہ کیا گیا تھا، کل ہمارا بھی وقت مقرر آنے والا ہے، انشاء اللہ ہم بھی تم سے آملیں گے، اے اللہ بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما)

ایک روایت میں ہے : آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا : آپ کا پروردگار آپ کو حکم دیتا ہے کہ اہل بقیع کے پاس جا کر ان کے لئے مغفرت کی دعا کریں۔

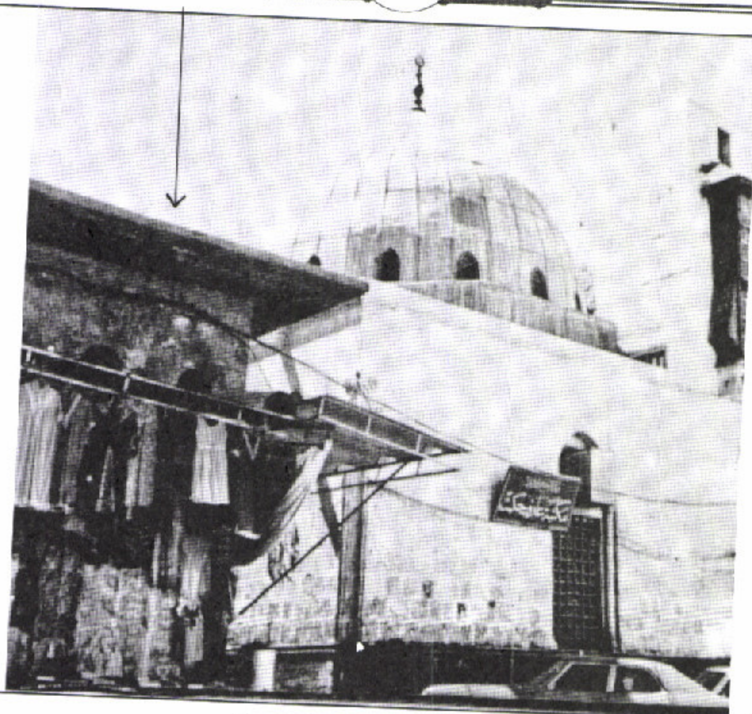
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو حضور ﷺ سے دین سیکھنے کا بڑا شوق تھا، پوچھنے لگیں : اے اللہ کے رسولؐ! میں بقیع والوں سے کیا کہا کروں ؟ حضور ﷺ نے فرمایا : کہو : السلام عليكم على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين و يرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين، وإنا إن شاء الله بكم لاحقون ❷

(سلامتی ہو مومنوں اور مسلمانوں کی بستیوں میں بسنے والوں پر، اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے جو آگے گئے اور جو پیچھے آنے والے ہیں ان سب پر رحم فرمائے، اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تم سے آملیں گے)

بقیع کے قبے اور ان کے انہدام کی کارروائی

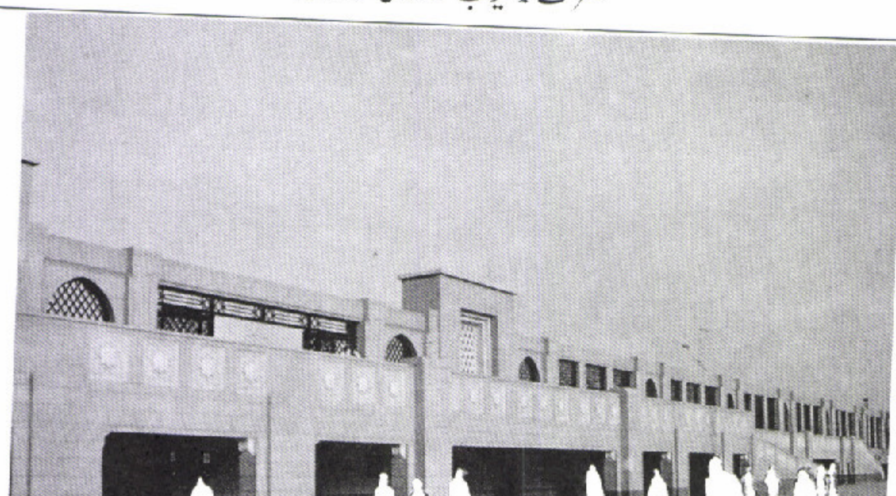
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی تعداد جنت البقیع میں مدفون ہے، مگر کسی صحابی یا کسی تابعی نے ان کی محترم قبروں پر کوئی قبہ یا کوئی عمارت تعمیر نہیں کی۔ اس لئے کہ ان حضرات کو علم تھا کہ آنحضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، چنانچہ صحابی رسولؐ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں : قبروں کو پختہ کرنا، اس پر بیٹھنا اور اس پر کوئی عمارت بنانا

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز (۱/۳۱۳ ۹۷۴) ❷ مصدر سابق



نمبر۲۱

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا مکان



نمبر۲۲

دوسری سعودی توسیع کے بعد بقیع شریف کا بیرونی منظر

سب حرام ہے، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ❶

لیکن صدیوں بعد لوگوں نے صحابہؓ کی بہت سی قبروں پر قبے بنوادیئے، آج سے تقریباً ستر سال پہلے تک بہت سارے قبے جنت البقیع میں موجود تھے، مگر جب شاہ عبدالعزیز آل سعود مرحوم اور ان کے آدمیوں نے حجاز مقدس کی حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھوں میں لی تو ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء کے بعد یہ سارے قبے جو شریعت اسلامیہ کی روح کے منافی تھے گرادیئے گئے، چنانچہ تمام قبریں اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آئیں جس حالت پر رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور تابعین کے زمانہ خیر القرون میں تھیں۔

یہاں پوری امت اسلامیہ کیلئے درس عبرت ہے کہ جب آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی میں فوت ہو جانے والے صحابہ کی قبروں پر قبے نہیں بنوائے پھر دیگر صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور تبع تابعین نے دوسروں کے قبے بنائے نہیں اور اپنے قبے بنوائے نہیں تو آج کے دور میں قبروں پر قبے بنانا کیسے جائز ہوگا؟ یہاں واضح رہے کہ صدیاں گذرنے کے بعد جب لوگوں میں بدعات پھیلنے لگیں اس وقت بقیع شریف میں قبے بنائے گئے۔ اب آنحضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ واولیائے عظامؒ کے سچے عاشق وہ ہیں جو انہی کے طرز پر عمل پیرا ہیں اور انہی کی سنت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اور جو لوگ قبے بناتے ہیں وہ اہل سنت و جماعت کے طریقے سے ہٹ کر اہل بدعت کے طریقے پر عمل کر رہے ہیں۔ دونوں میں فرق واضح ہے۔

سعودی حکومت میں بقیع کی توسیع

سعودی دور حکومت میں اب تک دوبار بقیع کی توسیع ہو چکی ہے۔ پہلی توسیع شاہ فیصل مرحوم کے زمانہ میں ہوئی اور دوسری توسیع شاہ فہد حفظہ اللہ نے چند برس پہلے کرائی۔

بقیع سے شمالی جانب ایک احاطہ میں حضور ﷺ کی دو پھوپھیاں حضرت صفیہؓ اور حضرت عاتکہؓ کی قبریں تھیں، اسی لئے اس احاطہ کو "بقیع العمات" (پھوپھیوں کا قبرستان) کہا جاتا تھا، جس کا رقبہ (۳۴۹۳) مربع میٹر تھا، "بقیع العمات" اور "جنت البقیع" دونوں قبرستانوں کے درمیان ایک گلی کا فاصلہ تھا، جس کا رقبہ (۸۲۴) مربع میٹر تھا، اس کے علاوہ جنت البقیع کی شمالی جانب ایک تکون جگہ خالی پڑی تھی، جس کا رقبہ (۱۶۱۲) مربع میٹر تھا۔ شاہ فیصل مرحوم نے بقیع العمات، گلی اور تکون کی

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز باب النھی عن تجصیص القبر (۹۷۰:۱۱)

خالی زمین، تینوں کو جن کا مجموعی رقبہ (۵۹۲۹) مربع میٹر ہوتا ہے جنت البقیع میں داخل کرنے کا حکم جاری کیا۔

۱۳۹۰ھ میں کنکریٹ کی دیواروں سے پورے قبرستان کی احاطہ بندی کر دی گئی، اندر راستوں کو پختہ کر دیا گیا، تاکہ بارش کے ایام میں تدفین کیلئے آنے والوں کو آمدورفت میں سہولت ہو۔

مدینہ طیبہ کی آبادی میں اضافہ کی وجہ سے دوبارہ اس قبرستان میں توسیع کی ضرورت محسوس ہوئی تو خادم حرمین شریفین شاہ فہد حفظہ اللہ نے مزید توسیع کے احکامات جاری کئے، چنانچہ جنوب اور مشرق دونوں جانب سے اس کی توسیع عمل میں آئی، اور اب جنت البقیع کا رقبہ بڑھ کر (۹۶۲، ۱۷۴،۱) مربع میٹر کو پہنچ گیا، چار دیواری کی بلندی چار میٹر اور لمبائی ۱۷۲۴ میٹر ہو گئی ان دیواروں کو سپاٹ بنانے کی بجائے پائے بنائے گئے اور ہر دو پائے کے درمیان خلا میں محرابیں بنائی گئیں، بعض محرابیں کمان کی شکل کی ہیں، اور بعض چوکور، جنہیں تصویر نمبر۲۲ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ پھر ان محرابوں کے خلا میں لوہے کی سیاہ جالیاں لگائی گئی ہیں۔

قبرستان میں جانے کے لئے بہت سے راستوں اور ذیلی دروازوں کے علاوہ ایک صدر گیٹ بھی بنایا گیا ہے۔

مقام قبر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی وفات اسی حجرہ میں ہوئی جو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پہلو میں تھا، بعض کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہؓ اسی حجرہ میں دفن کی گئیں، مگر صحیح یہ ہے کہ ان کی قبر جنت البقیع میں ہے، کیوں کہ تاریخ کے صفحات میں اس کے متعدد واضح ثبوت موجود ہیں۔

(۱) ایک ثبوت تو یہی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کہا کرتی تھیں: مجھے حیا آتی ہے کہ جب میرا انتقال ہو تو لوگ مردوں کی طرح تخت پر لٹا کر اور ایک کپڑا اوڑھا کر مجھے کندھے پر اٹھالیں، اس لئے اندیشہ ہے کہ کپڑے کے اوپر سے میرا جسم ظاہر ہو۔

یہی بات انہوں نے ایک دفعہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ ❶ سے کہی، تو حضرت اسماءؓ نے کہا:

❶ یہ اسماء بنت عمیس بن معد، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے نکاح میں تھیں، حبشہ کی ہجرت میں شوہر کے ساتھ تھیں، وہاں سے لوٹ کر مدینہ آئیں، حضرت جعفرؓ کا جب انتقال ہوا تو صدیق اکبرؓ کے ساتھ نکاح ہوا، محمد بن ابوبکر انہیں کے بطن سے ہیں۔ (الاصابہ ۲۲۵/۴)

جگر گوشہ رسول! کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ دکھاؤں جو میں نے "حبشہ" میں دیکھی تھی، حضرت فاطمہؓ نے کہا: کیوں نہیں ضرور، حضرت اسماءؓ نے کھجور کی تازہ ٹہنیاں منگوائیں، کمان کی شکل میں ان کو موڑ موڑ کر رکھا۔ اور ان کے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا، حضرت فاطمہؓ نے کہا یہ تو بڑی اچھی چیز ہے، اس سے مرد و عورت کے جنازہ میں امتیاز ہو جائے گا اور عورت کا جسم بھی چھپ جائے گا۔ دیکھو اسماء جب میرا انتقال ہو تو تم اور علیؓ میرے غسل میں شریک ہوں، کوئی اور میرے قریب نہ آئے، اور میری چارپائی پر اسی طرح چھڑیاں رکھ دینا۔

جب حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ نے دلہن کے ڈولے کی طرح کی ایک پردہ پوش چارپائی تیار کی، اور کہا: فاطمہؓ نے مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ ❶

حضرت فاطمہؓ اسلام میں سب سے پہلی عورت ہیں جن کا جنازہ کسی پردہ پوش چارپائی پر اٹھایا گیا، حضرت فاطمہؓ کے بعد ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کا جنازہ بھی اسی طرح پردہ کے ساتھ لے جایا گیا، اور ان کے بعد تو یہی طریقہ رائج ہو گیا۔ ❷

اس سے واضح ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کو معلوم تھا کہ انتقال کے بعد انہیں تدفین کیلئے گھر سے جنت البقیع لیجایا جائے گا لہٰذا وہ مردوں کی طرح لیجائے جانے سے حیاء فرماتی تھیں، اور جب حضرت اسماءؓ نے انہیں وہ صورت بتادی جس سے جنازہ لیجاتے وقت ان کے جسم کو چھپایا جاسکیگا تو انہوں نے اسے بنظر تحسین دیکھا اور حضرت اسماءؓ کو وصیت کی کہ میرے جنازہ کو لیجاتے ہوئے ایسا ہی کریں۔ اور حسب وصیت حضرت اسماءؓ نے ایسا ہی کیا۔ اگر انہیں گھر میں ہی دفن کیا جانا ہوتا تو پھر انہیں یہ پریشانی لاحق نہ ہوتی اور حضرت اسماءؓ کو اس احتیاطی تدبیر کی ضرورت محسوس نہ ہوتی، یہ سب کچھ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت فاطمہؓ اپنے گھر میں نہیں بلکہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

اس کے علاوہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جنت البقیع سے متصل شمال میں ایک مکان تھا جو "دار عقیل" سے مشہور تھا، اس کا دروازہ بقیع میں ہی کھلتا تھا، اسی مکان کے ایک گوشے میں حضرت فاطمہؓ دفن کی گئیں ❸

(۲) علامہ مسعودی نے ۳۰۲ھ میں مدینہ طیبہ کی زیارت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ بقیع میں

---

❶ تاریخ المدینہ المورۃ (۱/۱۰۵) حلیۃ الاولیاء (۲/۴۳) اسد الغابہ (۶/۲۲۶) ❷ الاستیعاب (۴/۱۸۹۸) تاریخ المدینۃ المورۃ (۱۰۵۱) ❸ تاریخ المدینہ المورۃ (۱/۱۰۵) طبقات ابن سعد (۸/۳۰)

بعض قبروں پر ایک پتھر لگا ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے :بسم الله الرحمن الرحيم . الحمدلله مبيدالأمم و محيي الرمم هذا قبر فاطمة بنت رسول الله ﷺ سيدة نساء العالمين، و قبر الحسن بن علي وعلي بن الحسين بن علي وقبر محمد بن علي و جعفربن محمد رضي الله عنهم ❶

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ثابت ہیں جو قوموں کو ہلاک اور بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالنے پر قادر ہے، یہاں جگر گوشہ رسولؐ اور پورے عالم کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کی قبر ہے، نیز حسن بن علی، علی بن حسین بن علی، محمد بن علی اور جعفر بن محمد رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔

(۳) حضرت حسنؓ نے اپنے بھائی حسینؓ کو وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کا جنازہ اٹھا کر آنحضور ﷺ کی قبر اطہر کے پاس لے جا کر رکھا جائے، پھر وہاں سے اٹھا کر جنت البقیع میں لایا جائے اور وہاں امی جان کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

چنانچہ ان کی وصیت کی تعمیل میں پہلے جنازہ قبر اطہر کے پاس لا کر رکھا گیا، اس کے بعد وہاں سے اٹھا کر جنت البقیع لیجایا گیا جہاں حضرت فاطمہؓ کی قبر کے پاس سپرد خاک کر دیا گیا۔ ❷

ان شہادتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اپنے گھر میں نہیں بلکہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں۔

اور جن لوگوں کا دعویٰ اس کے بر خلاف ہے وہ مذکورہ بالا صحیح روایتوں کے مقابلہ میں چنداں اعتبار کے قابل نہیں اس لیے علامہ سمہودی نے وفاء الوفا میں اس کو ذکر کر کے فرمایا : میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت غلط ہے، حقیقت سے اس کو کوئی واسطہ نہیں۔ دیگر مورخین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

والحمد لله اولاً وآخرا وما توفيقى الا بالله العلي العظيم

۱۲ شوال ۱۴۱۹ھ بعد از نماز جمعہ مسجد نبوی شریف میں کتاب کی نظر ثانی مکمل ہوئی۔

ولله الحمد وما توفيقى الا بالله العلي العظيم (الیاس)

---

❶ وفاء الوفا (۳/ ۹۰۵) ❷ وفاء الوفا (۳/ ۹۰۷)

چند قابل غور اور سبق آموز نتائج

اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے اس کتاب کی تکمیل سے نوازا جسمیں حضرات امہات المؤمنینؓ کا مختصر تعارف، انکے حجرات اور اہلِ بیت کا مصداق بیان کیا گیا ہے، پھر صفہ اور اصحاب صفہ کا مختصر تذکرہ اور مسجد نبوی شریف کے ارد گرد رہنے والے بعض صحابہؓ کا تعارف اور انکے مکانات کا محلِ وقوع بیان کیا گیا ہے، آخر میں سقیفہ بنی ساعدہ، جنازہ گاہ اور بقیع کا تذکرہ ہے۔ یہ کتاب جہاں ان موضوعات سے متعلق تاریخی معلومات فراہم کرتی ہے وہاں انسان کے ذہن ودماغ درج ذیل حقائق کی طرف بھی متوجہ کرتی ہے۔

(۱) اسلامی سوسائٹی کی تشکیل اور آباد کاری میں مسجد کو مرکزی اور اولین حیثیت حاصل ہے۔

(۲) اسلامی حکومت اپنے وسائل کے مطابق بے گھر افراد کی آباد کاری کیلئے مناسب اقدامات کرتی ہے، نیز اصحابِ ثروت تعاونِ باہمی اور اخوتِ اسلامی کی بنیاد پر اسلامی حکومت سے تعاون کریں گے۔

(۳) عہدِ نبوی میں صفہ اسلامی تعلیمات کی ایک منظم درسگاہ تھی جس کا نظم وضبط آنحضور ﷺ کی نگرانی میں حضرات صحابہؓ کے تعاون سے چلتا تھا۔

(۴) شرعی حاکم کو اختیار ہے کہ بوقتِ ضرورت مسجد کی توسیع کیلئے ملحقہ مکانات کی صحیح قیمت ادا کر کے انہیں مسجد میں شامل کرلے۔

(۵) سرورِ عالم ﷺ اور آپکے صحابہؓ نے مکان اور اسکی رہائش وآسائش کو زندگی کا بنیادی مقصد نہیں بلکہ ایک اہم مقصد کا ذریعہ سمجھا کہ اسمیں اپنی ضروریات پوری کر کے آخرت کی نجات کا سامان کریں۔

(۶) اس کتاب کے صفحہ ۷۰-۱۷ پر اسی سلسلہ کی چند سبق آموز باتوں کا مطالعہ بھی کرلیا جائے۔

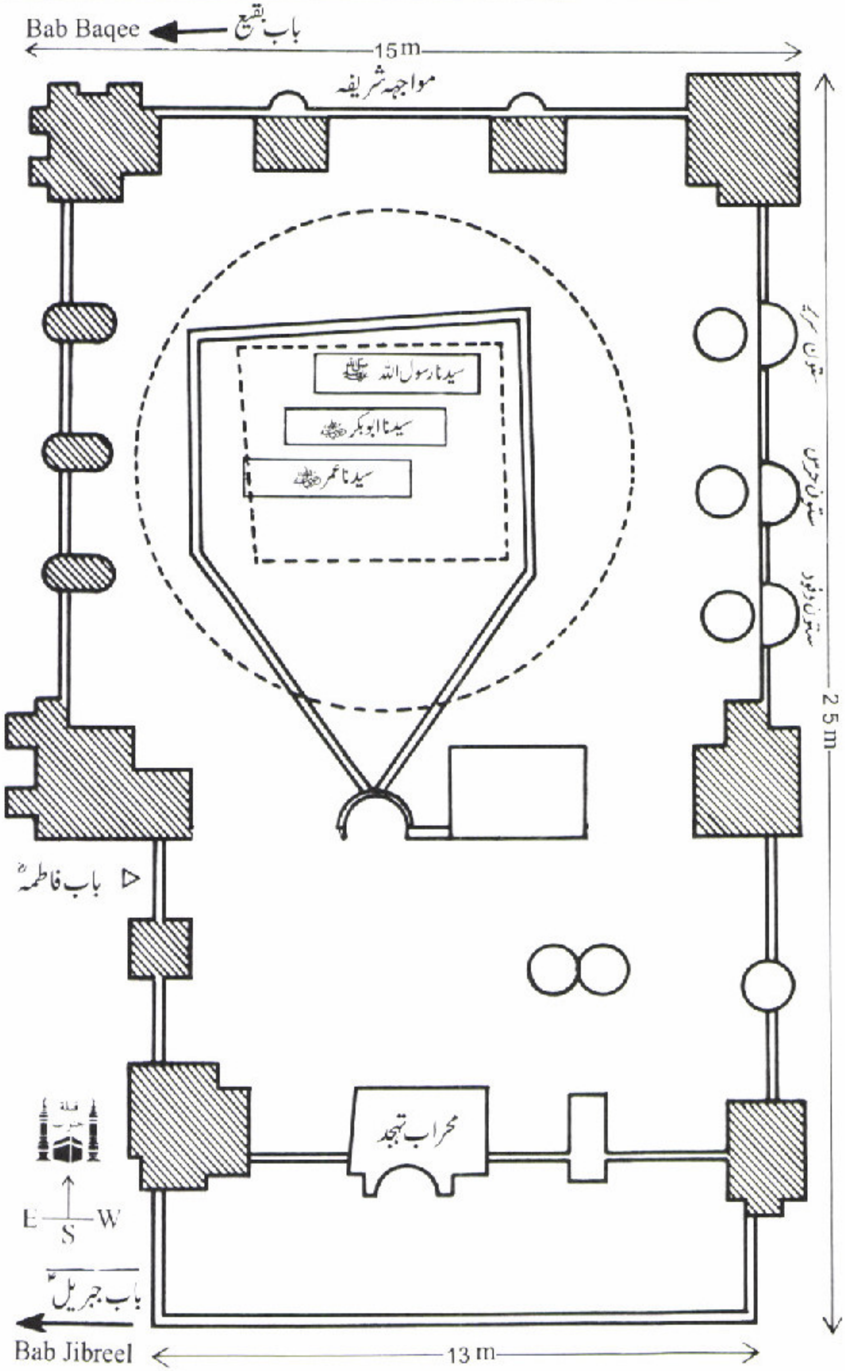
(۷) کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ نے چندروزہ آرام وآسائش والی رہائش کی تیاری میں قبر وآخرت کی دائمی رہائش کو داؤ پر لگادیا ہو۔

(۸) کہیں ایسا تو نہیں کہ دنیا کے چندروزہ قیام کیلئے آپنے ایک یا بہت سی کوٹھیاں اور بنگلے بنائے جو چندروزہ قیام کے بعد آپکی اولاد وغیرہ کے کام آئینگے، لیکن قبر وحشر میں صرف اور صرف آپ اکیلے جواب دہ ہوں گے کہ ان مکانات کے بنانے میں حرام مال اور ممنوعہ ذرائع ووسائل کو استعمال تو نہیں کیا۔

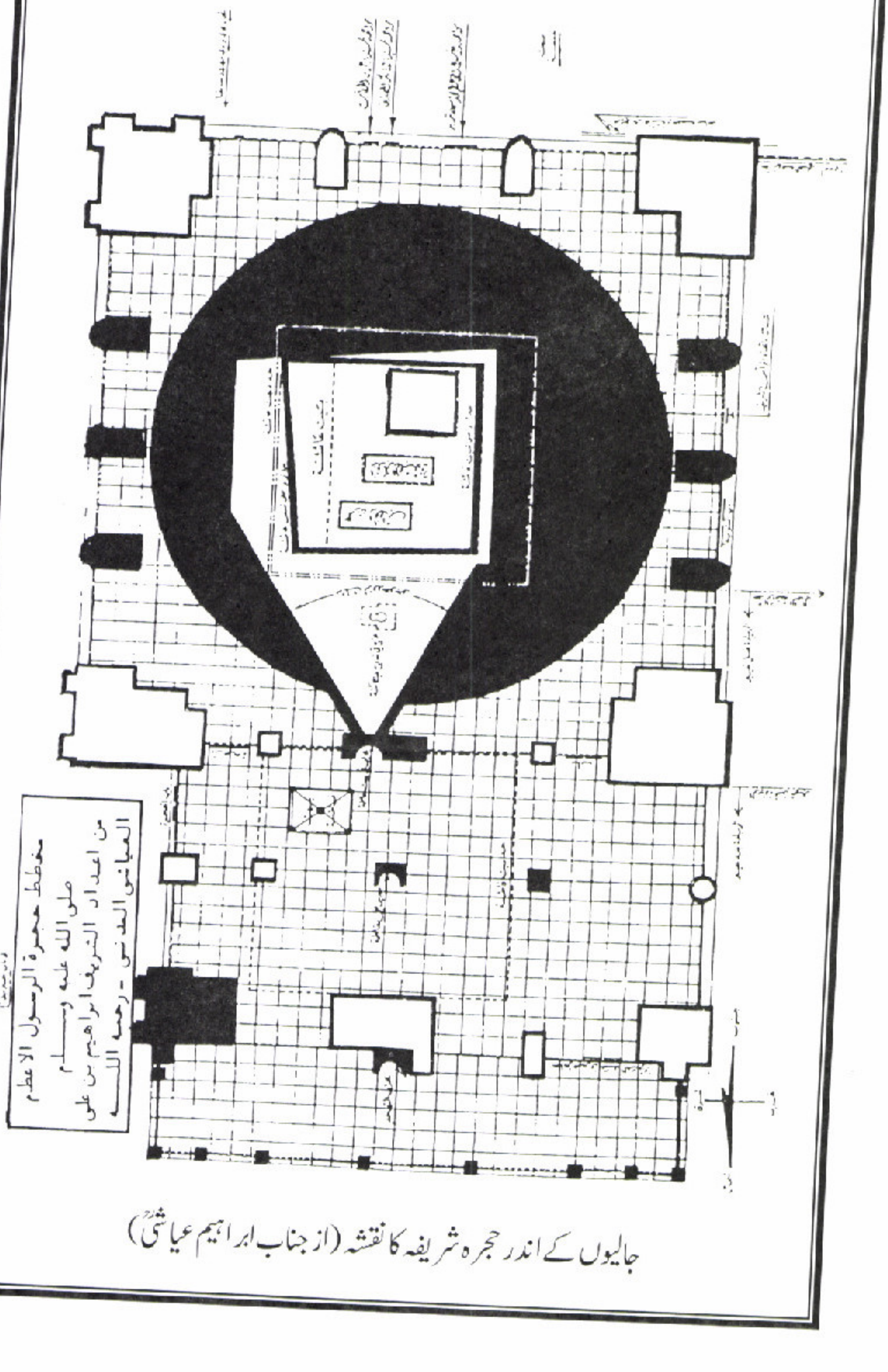
(۹) ہر شخص اپنے وسائل اور ضروریات کے مطابق مناسب اور وسیع رہائش کا انتظام کرتا ہے، کیا ہم نے غور کیا کہ موت کے بعد تنگ وتاریک قبر اور پھر آخرت کی رہائش کو آرام دہ بنانے کا انتظام بھی کیا یا نہیں ؟!

دنیا میں چندروزہ قیام والا گھر	قبر میں سالہاسال اور آخرت میں ہمیشہ کا گھر
(۱۰) دنیوی گھر کے اندر سخت گرمی میں سائے، پنکھے، ائر کنڈیشن اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا ہے۔	جب سخت گرمی میں زمین تپ جائے اور آپ مند قبر میں ہوں، میدان حشر کی چلچلاتی دھوپ میں کھڑے ہوں، اور جہنم میں آگ والا گھر منتظر ہو تو اُس سے بچنے کا کچھ فکر اور سامان بھی کیا ہے ؟

(۱۱) سخت سردی سے بچاؤ کیلئے بند کمرے، کمبل اور ہیٹر کا بندوبست کر رکھا ہے۔	قبر کی برزخی زندگی میں سردی کے موسم میں اور پھر جہنم میں مقامِ زمہریر کی سخت سردی سے بچنے کا انتظام بھی کیا ہے ؟
(۱۲) کیڑے مکوڑوں، بچھو، سانپوں سے حفاظت اور بچاؤ کا تسلی بخش انتظام کیا ہے اور کبھی سانپ بچھو گھر میں آجائے تو رات کی نیند اور دن کا چین برباد ہو جاتا ہے۔	قبر کے بچھو، سانپوں اور حشر و جہنم میں سانپوں اژدہوں سے بچنے کا کچھ سامان بھی کیا ہے، خصوصاً جبکہ وہاں کوئی دوسرا شخص آپکو انکی گرفت سے نہیں بچائے گا.
(۱۳) تنہائی اور وحشت دور کرنے کے لئے اہل خانہ اور دوست احباب کے ہمراہ وقت گذارتے ہیں، نیز گھر میں راحت و تفریح کے مختلف وسائل مہیا کر رکھے ہیں۔	دنیا سے جدائی کا غم، قبر کی گہرائی اور حشر کی تنہائی میں کوئی مونس و غمخوار بھی تیار کیا ہے، جو نیک اعمال کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے.
(۱۴) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آپ کو جو گھر دیا ہے اس میں اپنی آسائش کیلئے آپ تمام وسائل کو بروئے کار لائے ہیں۔	دنیا والے گھر میں اپنے ماحول و معمولات پر غور کریں کہ وہ قبر و حشر میں آپکے آرام وراحت کے ضامن ہیں یا رکاوٹ ہیں۔
(۱۵) اس رہائش کی زیبائش و آرائش پر اپنے خون پسینہ کی کمائی خرچ کی ہے۔	کیا قبر و حشر کے ویران اور دائمی گھر میں اپنی آسائش کے لئے بھی کچھ کیا ہے۔
(۱۶) نئے مکان میں منتقل ہونے سے پہلے آپ اسمیں ہر اُس راستے کو بند کرتے ہیں جہاں سے ممکنہ طور پر سانپ بچھو اور درندے وغیرہ کے آنے کا خطرہ ہو۔	قبر و حشر والے گھر کیلئے بھی آپنے اس کا کچھ اہتمام وانتظام کر رکھا ہے جہاں کسی بھی وقت اور اچانک آپکو منتقل ہونا ہے۔
(۱۷) جو شخص جتنا اچھا گھر بنائے اسی درجے میں لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں کہ بڑا سمجھدار اور دور اندیش ہے نیز وہ خود بھی اپنے تیئں سمجھتا ہے کہ زندگی کا بڑا معرکہ سر کر لیا ہے جہاں اب وہ آرام وراحت کی زندگی بسر کریگا۔	اس دور اندیش اور عقلمند نے جہاں ہمیشہ کی زندگی گذارنی ہے اس کی آبادکاری کا بھی کچھ اہتمام وانتظام کیا ہے، ورنہ دور اندیشی اور عقلمندی کہاں گئی ؟ کہ چند روزہ رہائش میں تو راحت کے تمام وسائل مہیا کر لئے ہیں اور ہمیشہ والی رہائش میں آگ لگی ہوئی ہے اور سانپ بچھو منتظر ہیں۔
(۱۸) دنیا میں مکان بنانے اور رہائش رکھنے سے پہلے آپ اپنے وسائل اور علم کے مطابق کسی اچھی سوسائٹی کا انتخاب کرتے ہیں۔	مرنے کے بعد جنت میں گھر بنانے کے لئے آپ نے کیا کچھ کیا ہے ؟ اپنی تنہائیوں میں سنجیدگی سے ان باتوں پر غور کریں۔



جالیوں کے اندر حجرہ شریفہ کا نقشہ (از مؤلف)



جالیوں کے اندر حجرہ شریفہ کا نقشہ (از جناب ابراہیم عیاشیؒ)

مسجد نبوی شریف

مدینہ کا آیا جو نام اللہ اللہ — پڑھوں میں درود وسلام اللہ اللہ
مدینے کی مسجد ہے وہ پاک مسجد — ہے تقویٰ پہ جس کا قیام اللہ اللہ
بنا ڈالی اسکی شہِ انبیاء ﷺ نے — لگے اس میں ان کے غلام رضی اللہ عنہم اللہ اللہ
ہیں وابستہ مسجد سے کتنی ہی یادیں — نہ ہو کیوں یہ خیر المقام اللہ اللہ
اُترتی جہاں پہ ہو وَحیِ الٰہی — وہ در وہ دریچہ وہ بام اللہ اللہ
یہ منبر ہے وہ جس سے اُمّت کو اپنی — وہ دیتے تھے حق کا پیام اللہ اللہ
یہیں سے ملی ہم کو رشد وہدایت — خوشا درسگاہِ انام اللہ اللہ
یہ محراب جس میں رہے شاہِ طیبہ ﷺ — سدا حق سے مَحو کلام اللہ اللہ
یہیں ایک گوشہ میں تھے اہلِ صُفہ — وہ عشاقِ رحمت تمام ﷺ اللہ اللہ
ہے منبر سے مُلحق یہ روضہ شریفہ — زمیں پہ ہے جنّت مقام اللہ اللہ
جو ہے سبز گنبد کو خاص اُن سے نسبت — فِدا اس پہ ہر خاص وعام اللہ اللہ
وہ دلکش منارہ نہ کیوں پُرکشش ہو — جو ہے کب سے مَحوِ قیام(۱) اللہ اللہ
جسے ہو گئی ان سے نسبت ذرا بھی — وہ نام ومقام وکلام اللہ اللہ
وہی لوگ لکھتے ہیں تاریخ طیبہ — جو ہیں غرق الفت تمام اللہ اللہ
اُنہیں خوش نصیبوں میں ہم دیکھتے ہیں — وہ الیاس فیصل کا نام اللہ اللہ
بیوت الصحابہ رضی اللہ عنہم وتاریخ مسجد — مبارک ہوں ان کو یہ کام اللہ اللہ

وَلی ثبت یوں کر دیا اک انہوں نے
محبت کا ''نقشِ دوام'' اللہ اللہ

ولی اللہ ولی، عظیم آبادی ۱۴۲۳ھ، مدینہ منورہ

(۱) یہ مینار سلطان قایتبائی کی ساڑھے پانچ سو سالہ قدیم تعمیر پر باقی ہے۔

مصادر و مراجع

۱	قرآن کریم		
۲	آثار المدینۃ المنورۃ	عبدالقدوس انصاری (۱۴۰۳ھ)	مطبوعہ مدینہ منورہ
۳	اتعاظ الحنفاء بأخبار الأئمۃ الفاطمیین الخلفاء	تقی الدین مقریزی	مطبوعہ قاہرہ
۴	الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان	علاء الدین علی فارسی (۷۳۹ھ)	مطبوعہ بیروت
۵	أخبار مدینۃ الرسول ﷺ	محمد محمود ابن النجار (۶۴۳ھ)	مطبوعہ مکہ مکرمہ
۶	الأدب المفرد	محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۷	الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب	ابن عبدالبر (۴۶۳ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۸	أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	عزالدین ابن الأثیر (۶۳۰ھ)	مطبوعہ
۹	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	مطبوعہ مصر
۱۰	أضواء البیان فی تفسیر القرآن	محمد أمین الشنقیطی (۱۳۹۳ھ)	مطبوعہ بیروت
۱۱	الأعلام	خیر الدین زرکلی	مطبوعہ بیروت
۱۲	اعلام الساجد بأحکام المساجد	محمد بن عبداللہ زرکشی (۷۹۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۳	الاکلیل من أخبار الیمن وأنساب حمیر	ابو محمد ہمذانی (۳۳۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۴	الایضاح فی مناسک الحج بحاشیۃ الہیتمی	ابو زکریا نووی (۳۳۴ھ)	مطبوعہ بیروت
۱۵	البدایۃ والنہایۃ	ابن کثیر (۷۷۴ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۶	البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع	محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ)	مطبوعہ مصر
۱۷	التاریخ الصغیر	محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۱۸	تاریخ المدینۃ المنورۃ	عمر بن شبہ (۲۶۲ھ)	مطبوعہ
۱۹	تاریخ معالم المدینۃ المنورۃ قدیما وحدیثا	احمد یاسین خیاری (۱۳۸۰ھ)	مطبوعہ جدۃ
۲۰	التبصرۃ والتذکرۃ	أبو العراقی (۸۰۶ھ)	مطبوعہ فاس
۲۱	تحفۃ الراکع والساجد	تقی الدین حنبلی (۸۸۳ھ)	مطبوعہ بیروت
۲۲	التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ	سخاوی (۹۰۲ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۲۳	تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ	زین الدین مراغی (۸۱۶ھ)	مطبوعہ
۲۴	تذکرۃ الحفاظ	ابو عبداللہ ذہبی (۷۴۸ھ)	مطبوعہ بیروت

۲۵ الترغیب والترهیب. منذری (۶۵۳۵ھ) مطبوعہ بیروت

۲۶ التعریف بما آنست الہجرۃ من معالم دار الہجرۃ. محمد مطری (۷۴۱ھ)

۲۷ تفسیر القرطبیّ. قرطبیّ (۶۷۱ھ) مطبوعہ مصر

۲۸ تفسیر ابن کثیر. ابنِ کثیر (۷۷۴ھ) مطبوعہ قاہرہ

۲۹ تقریب التہذیب. ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) مطبوعہ بیروت

۳۰ توسعۃ الحرم النبوی الشریف. ہاشم دفتر دار مطبوعہ بیروت

۳۱ توسعۃ الحرمین الشریفین. وزارۃ الاعلام

۳۲ تہذیب التہذیب. ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) مطبوعہ بیروت

۳۳ جامع البیان عن تاویل آي القرآن. ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) مطبوعہ مصر

۳۴ جامع الترمذی. ابو عیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ) مطبوعہ قاہرہ

۳۵ الجامع الصحیح. محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) مطبوعہ بیروت

۳۶ الجامع الصحیح. ابو الحسین مسلم (۲۶۱ھ) مطبوعہ بیروت

۳۷ حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء. ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ) مطبوعہ بیروت

۳۸ خلاصۃ الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ ﷺ. سمہودی (۹۱۱ھ) مطبوعہ بیروت

۹۳ الدر المنثور. جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) مطبوعہ بیروت

۴۰ دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریفۃ. احمد بیہقی (۴۵۸ھ) مطبوعہ بیروت

۴۱ دلیل الانجازات السنوي ۱۴۰۹ھ وزارۃ الأوقاف. مطبوعہ مدینہ منورہ

۴۲ رحلۃ ابن جبیر. محمد ابن جبیر (۶۱۴ھ) مطبوعہ بیروت

۴۳ الروض الأنف فی شرح السیرۃ النبویۃ. عبد الرحمٰن سہیلی (۵۸۱ھ) مطبوعہ مصر

۴۴ ریاض الصالحین. ابو زکریا نووی (۶۸۶ھ)

۴۵ زاد المسیر فی علم التفسیر. عبد الرحمٰن ابن الجوزی (۵۹۷ھ) مطبوعہ بیروت

۴۶ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ. ناصر الدین البانی (۱۴۲۰ھ) مطبوعہ کویت

۴۷ سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ. ناصر الدین البانی (۱۴۲۰ھ) مطبوعہ بیروت

۴۸ سنن ابی داود. ابو داود سجستانی (۲۷۵ھ) مطبوعہ حمص

۴۹ سنن ابن ماجہ. ابن ماجہ (۲۷۳ھ) مطبوعہ قاہرہ

۵۰ سیر أعلام النبلاء. محمد ذہبی (۷۴۸ھ) مطبوعہ بیروت

۵۱	السيرة النبوية.	عبدالملک ابن ہشام (ھ)	
۵۲	شاہنامۂ اسلام.	حفیظ جالندھری	
۵۳	شذرات الذہب.	ابن عماد حنبلی (۱۰۸۹ھ)	مطبوعہ بیروت
۵۴	شرح صحیح مسلم.	ابو زکریا نووی (۶۷۶ھ)	مطبوعہ قاہرہ
۵۵	الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ.	قاضی عیاض (۵۴۴ھ)	مطبوعہ مصر
۵۶	صبح الأعشیٰ.	أحمد قلقشندی	مطبوعہ قاہرہ
۵۷	صحیح ابن خزیمہ.	محمد بن اسحٰق بن خزیمہ (۳۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۵۸	صفۃ الصفوۃ.	ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ حلب
۵۹	الضوء اللامع لأہل القرن التاسع.	محمد سخاوی (۹۰۲ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۰	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ.	سبکی (۷۷۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۱	الطبقات الکبریٰ.	محمد بن سعد (۲۳۰ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۲	عمدۃ الأخبار فی مدینۃ المختار.	احمد عباسی	مطبوعہ قاہرہ
۶۳	فتح الباری شرح صحیح البخاری.	ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۴	الفتح الربانی ترتیب مسند أحمد.	احمد البناء	مطبوعہ قاہرہ
۶۵	فصول من تاریخ المدینۃ المنورۃ.	علی حافظ	مطبوعہ جدۃ
۶۶	کتاب الدر الثمین.	غالی الشنقیطی	مطبوعہ قطر
۶۷	کتاب المناسک		مطبوعہ ریاض
۶۸	لسان العرب.	محمد ابن منظور (۷۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۶۹	مجمع الزوائد.	نورالدین ہیثمی (۸۰۷ھ)	مطبوعہ بیروت
۷۰	المجموع شرح المہذب.	ابو زکریا نووی (۶۷۶ھ)	مطبوعہ جدہ
۷۱	مجموع فتاویٰ ابن تیمیۃ.		مطبوعہ مغرب
۷۲	مختار الصحاح.	رازی (۶۶۶ھ)	مطبوعہ بیروت
۷۳	المدینۃ بین الماضی والحاضر.	ابراہیم عیاشی (۱۴۰۰ھ)	
۷۴	المدینۃ المنورۃ تطورہا العمرانی.	صالح لمعی مصطفیٰ	مطبوعہ بیروت
۷۵	المدینۃ المنورۃ فی التاریخ.	عبدالسلام حافظ	مطبوعہ قاہرہ

۷۶	المدینۃ المنورۃ واوّل بلدیۃ فی الإسلام۔	محمد النمر	
۷۷	المدینۃ المنورۃ فی رحلۃ العیاشی۔	ابو سالم العیاشی	مطبوعہ الکویت
۷۸	مرآۃ الحرمین الشریفین۔	ابراہیم رفعت (۱۳۵۳ھ)	مطبوعہ مصر
۷۹	مرآۃ الجنان۔	یافعی (۷۶۸ھ)	مطبوعہ حیدر آباد
۸۰	المستدرک علی الصحیحین۔	حاکم (۴۰۵ھ)	مطبوعہ بیروت
۸۱	المسجد النبوی عبر التاریخ۔	د/ محمد سید وکیل	مطبوعہ جدہ
۸۲	المسند۔	أحمد بن حنبل (۲۴۱ھ)	مطبوعہ مصر
۸۳	المصنف۔	عبدالرزاق (۲۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۸۴	المعارف۔	ابن قتیبۃ (۲۱۳ھ)	مطبوعہ بیروت
۸۵	المعجم الأوسط۔	ابو القاسم طبرانی (۳۶۰ھ)	مطبوعہ ریاض
۸۶	المعجم الوسیط۔	مجمع اللغۃ العربیۃ	مطبوعہ بیروت
۸۷	المغانم المطابۃ فی معالم طابۃ۔	فیروز آبادی (۸۱۷ھ)	مطبوعہ ریاض
۸۸	المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک۔	ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ حیدر آباد
۸۹	المنہل (مجلۃ) عدد ۴۹۹۔		مطبوعہ جدۃ
۹۰	الموطا۔	امام مالک (۱۷۹ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۱	میزان الاعتدال۔	ذہبی (۷۴۸ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۲	النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ۔	ابن تغری بیردی	مطبوعہ قاہرہ
۹۳	نزہۃ الناظرین۔	برزنجی (۱۳۱۷ھ)	مطبوعہ مصر
۹۴	وصف المدینۃ المنورۃ۔	علی بن موسی	مطبوعہ ریاض
۹۵	الوفاء بأحوال المصطفیٰ ﷺ۔	ابن الجوزی (۵۹۷ھ)	مطبوعہ ریاض
۹۶	الوفاء بما یجب لحضرۃ المصطفیٰ ﷺ۔	نور الدین سمہودی (۹۱۱ھ)	مطبوعہ ریاض
۹۷	وفاء الوفا بأخبار دار المصطفیٰ ﷺ۔	نور الدین سمہودی (۹۱۱ھ)	مطبوعہ بیروت
۹۸	وفیات الأعیان۔	احمد ابن خلکان	مطبوعہ بیروت
۹۹	ہذہ بلادنا۔	وزارۃ الاعلام (۱۴۰۹ھ)	
۱۰۰	الیمن عبر التاریخ۔	أحمد حسین	مطبوعہ ریاض

آثار مؤلف

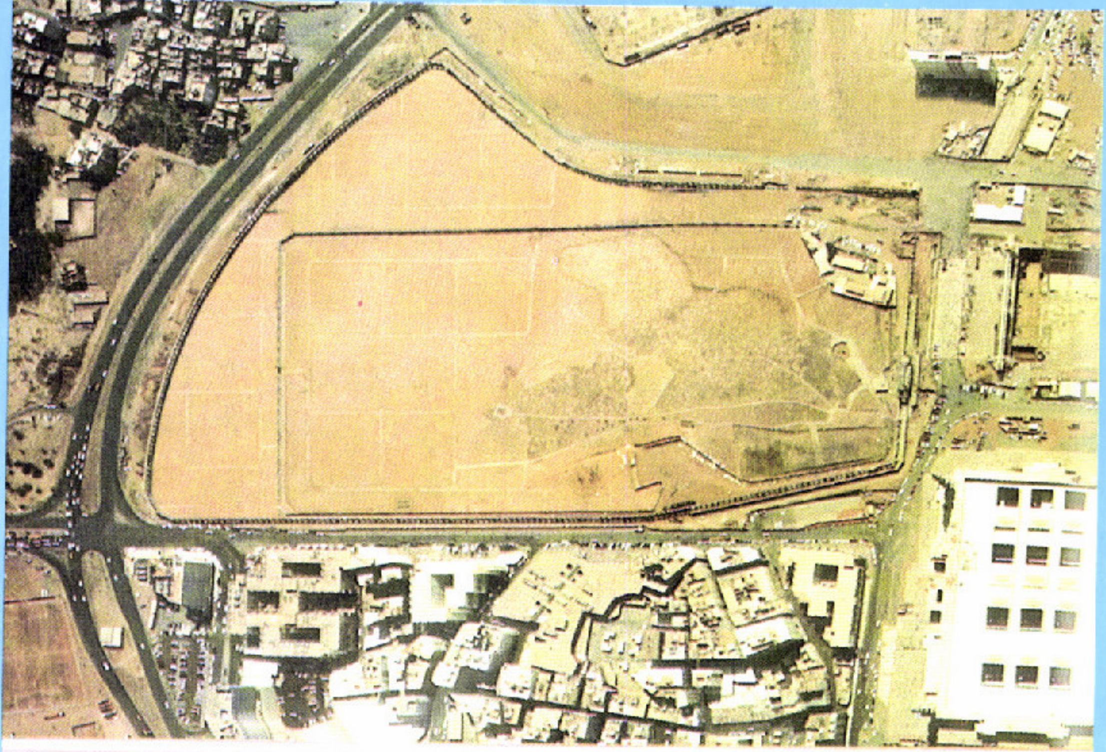
1	تاریخ مکة المکرمة	160 صفحہ	(عربی، مطبوع)
2	تاریخ مکہ مکرمہ خانہ کعبہ، حجر اسود ، میزاب رحمت ،حطیم ،غلاف کعبہ، زمزم ،مقام ابراہیمؑ صفامروہ، مسجد حرام ،منیٰ ،مزدلفہ، عرفات ، حدود حرم اور میقات کا تذکرہ	166 صفحہ	(اردو ، مطبوع)
3	تاریخ مکہ مکرمہ (SEJARAH MEKAH)	136 صفحہ	(انڈونیشی، مطبوع)
4	تاریخ المدینة المنورة	160 صفحہ	(عربی، مطبوع)
5	تاریخ مدینہ منورہ مدینہ منورہ کے فضائل ، حدود، تاریخی مساجد، صحابہؓ کے قبائل، انکا محل وقوع بعض وادیوں، کنووں، پہاڑوں، غزوات اور انکے محل وقوع کا تذکرہ	160 صفحہ	(اردو ، مطبوع)
6	تاریخ مدینہ منورہ (HISTORY OF MADINAH)	192 صفحہ	(انگریزی، مطبوع)
7	تاریخ المسجد النبوی الشریف	208 صفحہ	(عربی، مطبوع)
8	تاریخ مسجد نبوی شریف مسجد نبوی شریف کے فضائل وآداب ،تعمیر و توسیع ،ریاض الجنہ منبر ومحراب حجرہ شریفہ، اجسام مبارکہ کی منتقلی کی سازشیں اور گنبد خضراء کا تاریخی جائزہ	160 صفحہ	(اردو ، مطبوع)
9	تاریخ مسجد نبوی شریف	160 صفحہ	(انڈونیشی، مطبوع)
10	بیوت الصحابةؓ حول المسجد النبوی الشریف	208 صفحہ	(عربی، مطبوع)
11	مسجد نبوی شریف کے پاس صحابہؓ کے مکانات حجرات شریفہ ،اہل بیت، صفہ اور اصحاب صفہ ،صحابہؓ کے مکانات سقیفہ بنی ساعدہ ، جنازہ گاہ ،قبر سیدہ فاطمہؓ اور بقیع کا مفصل تذکرہ	160 صفحہ	(اردو ،مطبوع)
12	المساجد الأثریة فی المدینة النبویة	280 صفحہ	(عربی، مطبوع)
13	مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد پینتیس تاریخی مساجد کا مفصل تذکرۃ ، قرآن وحدیث میں وارد شدہ واقعات سے ان کا ربط ، موجودہ محل وقوع اور توسیع وترمیم کا بیان	160 صفحہ	(اردو ،مطبوع)

اے میرے اللہ یہ سب تیری ہی عنایت وتوفیق سے ہے ، بس قبول کرلیجیے ۔

ترا کرم ہے مری قلم پر ☆ ترے حرم پر جھکی ہوئی ہے



رسم البقيع بعد التوسعة في عهد خادم الحرمين الشريفين حفظه الله
Baqe'e after extensions
شاہ فہد کی توسیع کے بعد بقیع کا نقشہ
شارع الملك فيصل (الستين)
480 m متر
شارع الملك عبدالعزيز
585 m متر
شارع سيدنا علي بن أبي طالب
419 m متر
240 m متر
التوسعة السعودية الثانية للبقيع
2nd Saudi Extension
التوسعة السعودية الأولى للبقيع
1st Saudi Extension
البقيع قبل التوسعة
Baqe'e before Extension
إدارة التجهيز والخدمات
جانب من توسعة المسجد النبوي الشريف
① فاطمة الزهراء، حسن بن علي، العباس، جعفر
② زينب، رقية، أم كلثوم (بنات النبي)
③ أزواج النبي
④ عقيل، عبدالله
⑤ الإمام مالك، نافع رحمهما الله
⑥ إبراهيم ابن النبي
⑦ عثمان بن عفان
⑧ أبو سعيد الخدري
⑨ شهداء الحرة
⑩ عاتكة، صفية (بقيع العمات)

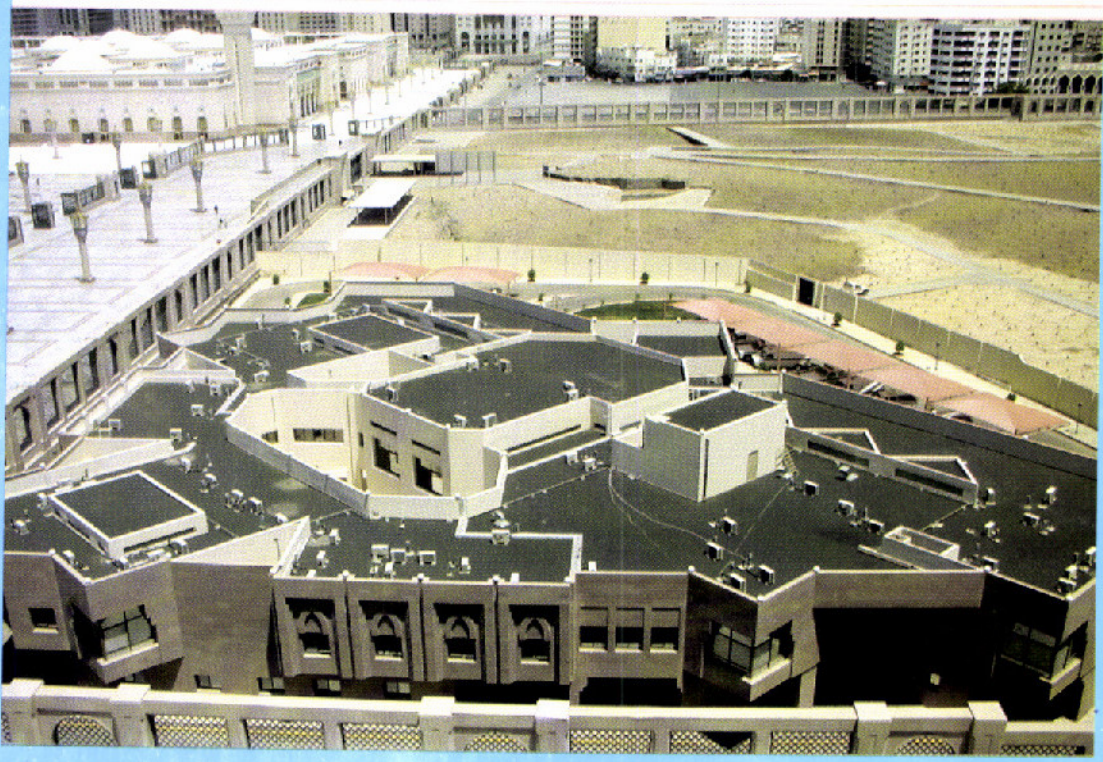


منظر جوي للبقيع

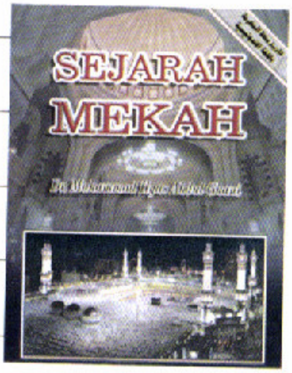
بقیع شریف کا فضائی منظر

إدارة تجهيز الموتى بجانب البقيع

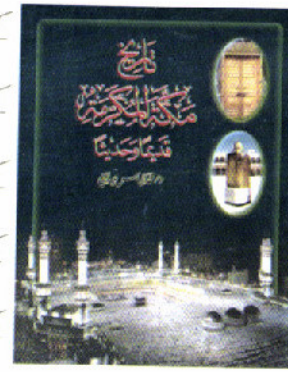
تجہیز وتکفین کی جگہ

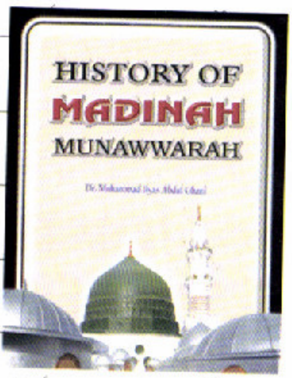



المنطقة المركزية
شارع السلام
شارع عمر
Umar Road
شارع أبي بكر
AbuBakr Road
مسجد السبق
مسجد الصديق
مسجد عمر
مسجد علي
مسجد الغمامة
مسجد عثمان
King Faisal Road (1st Ring Road)
شارع الملك فهد
شارع أبي ذر
Abuzar Road
شارع الملك فيصل (الطريق الدائري الأول)
البقيع
شارع العوالي
Awali Road
شارع الملك عبد العزيز
أسواق الحرم
Haram Markets
المحكمة الشرعية
سقيفة بني ساعدة
Saqeefa Bani Sa'eda
مسجد
Mosque


SEJARAH
MEKAH
Dr. Muhammad Ilyas Abdul Ghani

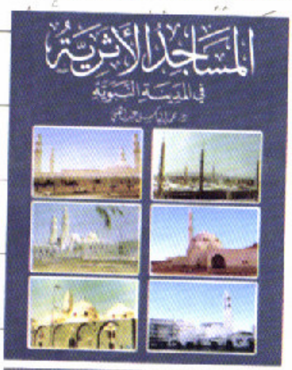

تاریخ
مکہ مکرمہ

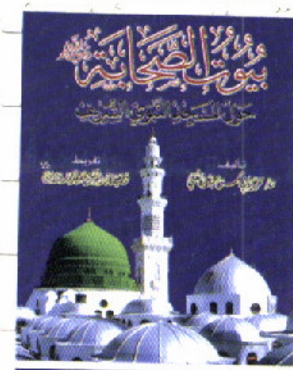

تاريخ
مكة المكرمة
قديماً وحديثاً


HISTORY OF
MADINAH
MUNAWWARAH

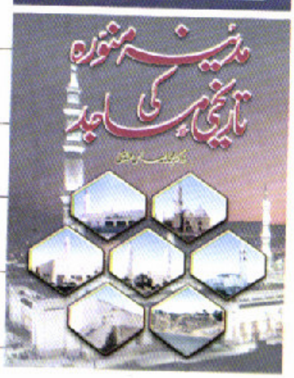

تاریخ
مدینہ منورہ

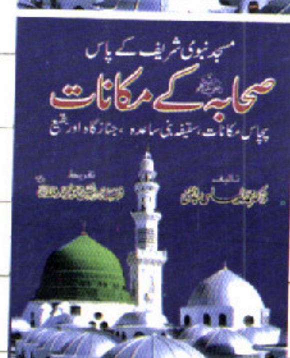

تاريخ
المدينة المنورة
المصور

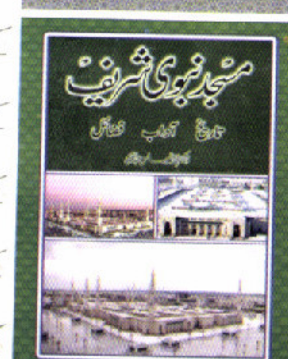

المساجد الأثرية
في المدينة النبوية


بيوت الصحابة
حول المسجد النبوي الشريف

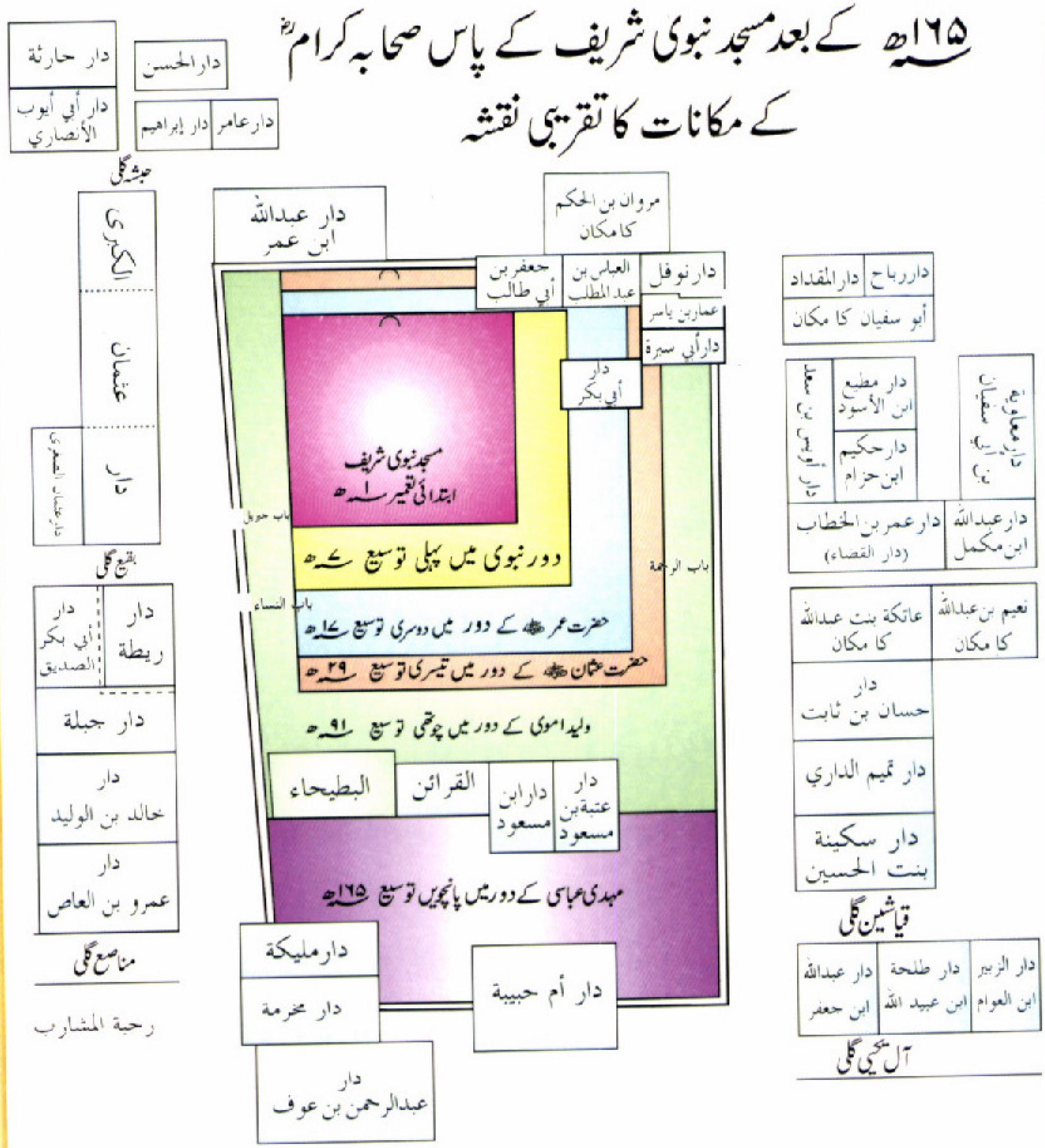

تاريخ
المسجد النبوي الشريف


مدینہ منورہ
کی
تاریخی مساجد

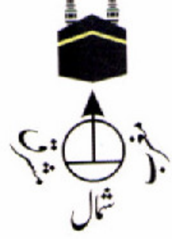

مسجد نبوی شریف کے پاس
صحابہ کے مکانات
پچاس مکانات، سقیفہ بنی ساعدہ، جنازگاہ اور بقیع


مسجد نبوی شریف
تاریخ آداب فضائل

١٦٥ھ کے بعد مسجد نبوی شریف کے پاس صحابہ کرامؓ کے مکانات کا تقریبی نقشہ







ردمك: ١-٣٨٨-٣٨-٩٩٦٠